مجموعۂ رسائلِ قربی

مُصنّفہٗ

قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین واقفِ اسرارِ ربانی ماہرِ علوم معقول و منقول رکن الملۃ والدین
مولانا و مرشدنا حضرت سید شاہ ابو الحسن قربی القادری قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ رسائل قربی

مصنفہ

قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین واقف اسرار ربانی ماہر علوم معقول و منقول رکن الملۃ والدین

مولانا و مرشدنا حضرت سید شاہ ابوالحسن قربی القادری قدس سرہ

مترجمہ

مولانا مولوی محمد طیب الدین اشرفی مونگیری

صدر مدرس دار العلوم لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور

شائع کردہ:- "دار التصنیف والاشاعت" مکان حضرت قطب ویلور، قدس سرہ العزیز

در مطبع الیکٹرک قومی پریس لبے جد سٹرٹ بنگلور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیر ظل حمایت و سرپرستی

اعلیٰ حضرت مولانا ابو النصر قطب الدین سید شاہ

محمد باقر صاحب قادری مد ظلہ العالی

(سجادہ نشین مکان حضرت قطب ویلور)

زیر اہتمام و نگرانی

حضرت مولانا ابو الحسن صدر الدین سید شاہ

محمد طاہر صاحب قبلہ قادری (بی اے)

ناظم دار العلوم لطیفیہ

ویلور

مترجمہ:-

مولانا مولوی محمد طیب الدین اشرفی

مونگیری

صدر مدرس دار العلوم لطیفیہ ویلور

شائع کردہ

"دار التصنیف و الاشاعت"

مکان حضرت قطب ویلور

۷۸۶
۹۲

حرفِ اوّل

سید العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسن قربیؔ قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۱۸ھ میں بیجاپور میں پیدا ہوئے۔ چند سال بعد جب وہاں سے علماء و مشائخ دوسرے علاقوں میں ہجرت کرنے لگے تو اُن کے ساتھ آپ کے والدِ ماجد سید شاہ عبداللطیفؒ قادری بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترکِ وطن فرمایا اور مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے ویلور دارالسرور میں آکر مستقل سکونت اختیار کی۔ بیجاپور سے ہجرت کے وقت حضرت قربیؒ کی عمر چار یا پانچ سال کی تھی اور جب ویلور آئے اس وقت چودہ[۱۴] سال کے تھے۔ اتنے دنوں تک والد کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت پاتے رہے۔ یہاں آنے کے بعد بھی آپ ہی کے زیرِ سایہ مختلف اساتذۂ روزگار کے پاس علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کرتے رہے۔ علومِ ظاہرہ کی تکمیل کے بعد آپ سلوک کی جانب متوجہ ہوئے۔ آپ کا گھرانا اور ماحول صوفیانہ تھا، اُسی ماحول میں آپ نے آنکھیں کھولی تھیں۔ فطرۃً کمالِ باطنی کے حصول کی صلاحیت و استعداد بدرجۂ اتم موجود تھی جو اُبھر کر سامنے آنے کے لئے اسباب کی جویا تھی چنانچہ والدِ بزرگوار کی شفیق نگاہ اور شیخ فخرالدین بھکریؒ کی صحبت نے تریاق کا کام کیا۔ اور آپ کے اندر اس کی تکمیل کا کامل اور صادق جذبہ اُبھرا اور مختلف شیوخ کے پاس آپ نے علومِ حقائق و عرفان حاصل کیا اور سلوک کے جُملہ مراتب طے کئے۔ آپ کو آپ کے شیخ مخدوم ساویؒ نے اپنی زندگی ہی میں لوگوں سے بیعت کرانے کی اجازت دیدی تھی۔

آپ کا لوگوں سے بیعت لینے کا اولین مقصد یہی تھا کہ وہ حضرات جو احکامِ شرعیہ کی پابندی سے دُور ہیں پابند ہوجائیں اور کم از کم نجاتِ اُخروی کے اسباب و ذرائع مہیّا کرنے میں کوشاں رہیں۔ جیسا کہ باقرؔ آگاہؒ نے آپ کے مناقب "تحفۃ الحسن" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسا تاریک دور تھا جس میں لوگ مذہب سے بہت دُور ہوچکے تھے۔ حقائقِ شرعیہ ان کی نگاہوں

سے اوجھل ہوتے جا رہے تھے۔ اس مذہبی انتشار نے لوگوں کو عجیب اضطراب میں ڈال دیا تھا لوگ اپنی صلاحیت اس درجہ کھو چکے تھے کہ کوئی راہزنِ ایمان تقدس و درویشی کی عبا ڈال کر ان کے سامنے آتا تو اُسے وہ صادق و کامل رہنما تسلیم کر لیتے اور اس کی جانب جھک پڑتے۔ اس کی ناقص و گمراہ کن تعلیم کو صحیح جان کر اپنا لیتے اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ بہت سے لوگ صراطِ مستقیم کی سلامتی سے بہت دُور ہو گئے اور اسلام کی توحید کی دی ہوئی تعلیم بھلا کر اتحاد و حلول کے قائل ہو گئے اور اور رہی سہی ایمان و عمل کی دولت بھی کھو بیٹھے۔ ایسے نازک دور میں حضرت قربیؒ نے تبلیغِ دین حق کا کام شروع کیا اور عقائد کے علاوہ تصوف میں بہت سے رسائل لکھے، خاص کر توحید پر کئی رسائل تصنیف کئے۔ اور لوگوں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کرنے کی کوشش کی، چنانچہ آپ نے میزان العقائد میں جگہ جگہ گمراہ پیروں اور ان کی گمراہ کن تعلیموں کا ذکر کر کے رد کیا ہے۔

مسئلۂ توحید جو دورِ تابعین کے بعد ہی سے علماء اور صوفیاء کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے اور آگے چل کر صوفیاء میں بھی وجودیہ اور شہودیہ، دو گروہ ہو گئے۔ وجودیہ کے شیخ اکبر ابن عربیؒ اور شہودیہ کے شیخ علاؤالدین سمنانی پیشوا مانے جاتے ہیں محققین وجودیہ کی تعبیروں کو کماحقہٗ نہ سمجھ کر بہت سے لوگ اتحاد و حلول کا گمان کر بیٹھے جو ایک اور نئے فتنہ کا سبب ہوا۔ حضرت قربیؒ کے زمانہ میں وجودیہ میں لوگ دو طبقے میں، ہو گئے۔ ایک نے کہا کہ بندے اور خدا کے درمیان عینیت و غیریتِ حقیقی کی نسبت پائی جاتی ہے، اور دوسرے نے کہا کہ عینیتِ حقیقی اور غیریتِ اعتباری ہے۔ اور آپ کے شیخ مخدوم ساویؒ نے عینیت و غیریت کو اصطلاحی قرار دیا اور اسی بنیاد پر مسئلۂ مذکور کی وضاحت کی جس کی وجہ سے علماء مدراس و حضرت مخدومؒ میں شدید اختلاف رہا۔ حضرت قربیؒ اپنے شیخ ہی کے مسلک پر ہے اور اس کی تحقیق میں بہت سے رسائل لکھے۔ چنانچہ رسالہ اثباتِ وجودِ حقیقی میں اس پر بحث کرتے ہوئے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں کہ

کمل اولیاء قدس اللہ اسرارہم ہم نسبتِ عینیتِ حقیقی اصطلاحی و غیریتِ حقیقی اصطلاحی درمیانِ خالق و مخلوق ثابت می کنند تا آیات و احادیث دال بر یگانگی و آیات و احادیث

دال بر بیگانگی ہمہ بجائے خود مُثبت باشند۔ یعنی کاملین اولیاء کرام قدس اللہ اسرارہم بھی خالق اور مخلوق کے درمیان نسبت علینیت حقیقی اصطلاحی اور غیریت حقیقی اصطلاحی ثابت کرتے ہیں تاکہ وہ آیات واحادیث جو علینیت پر دال ہیں اور وہ آیات واحادیث جو غیریت پر دال ہیں بجائی خود مثبت ہوں۔ اسی رسالہ میں آگے چل کر بحث کرتے ہوئے صٖ۶و۷ میں لکھتے ہیں کہ ' اگر عینیت درمیانِ خالق ومخلوق وغیریت میان ہردو حقیقی اصطلاحی نبود پس علینیت وغیریت نسبی باشد' پس لازم می آید کہ عالم را صفات اللہ تواں گفت' زیراکہ ہمیں نسبت' درمیان ذات وصفات ومعلومات حق تعالیٰ است' پس جمیع وعیدات دعذاب و لعنت ونقائص راجع بحق خواہد بود' وحال آنکہ از بطلان آن قرآن شریف واحادیث منیف وعقائد مملوہست۔ یعنی اگر خالق ومخلوق کے درمیان علینیت اور غیریت حقیقی اصطلاحی نہ ہو تو علینیت وغیریت نسبی ہوگی۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ عالم کو صفات اللہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہی نسبت ذات اور صفات کے درمیان اور معلومات حق تعالیٰ کے درمیان ہے۔ پس تمام وعیدیں اور عذاب اور لعنت اور نقائص حق تعالیٰ کی جانب لوٹ جائیں گے۔ حالانکہ اس کے بطلان سے قرآن وحدیث اور عقائد بھرے ہوئے ہیں۔ اس مسئلہ پر آپ نے کئی رسالوں مثلاً توحید الجامع، توحید الاقوم، خلاصۃ المعرفہ، جمع الجمع۔ رسالہ توفیق، حلّال درحل علینیت وغیریت وغیرہ میں جامع بحث کی ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ تمام کاملین مشائخ نے خالق اور مخلوق کے درمیان نسبت علینیت وغیریت حقیقی اصطلاحی کو مانا ہے جس کی تائید آیات واحادیث سے ہو رہی ہے۔

تعلیم تصوف یوں تو حضرت قربیؒ کے پاس بے شمار لوگ مرید ہونے کے لئے آتے تھے، اور ہر ایک کو ضرور داخل سلسلہ فرما کر شریعت پر گامزن رہنے کی تاکید فرماتے لیکن ہر ایک کو اسرار وحقائق کی تعلیم نہیں دیتے۔ جس کو آپ طالب صادق دیکھتے اور اس میں اسرار وحقائق اخذ کرنے کی صلاحیت واستعداد پاتے تو اس کو حسب صلاحیت تعلیم

دیتے، جیساکہ آپ کے صاحبزادے حضرت ذوقی رح نے لطائفِ لطیفی میں اس کا ذکر کیا ہے کہ آپ (قربی رح) نامحرموں کے سامنے کشفِ الٰہی کی گفتگو نہ کرتے۔ کیونکہ اس حقیقت کا افشا ان کی گمراہی کا سبب ہوتا۔ اور جن لوگوں کے سامنے بیان کرتے ان کے حوصلہ کے موافق اسرارِ الٰہی کی تعلیم اس طرح دیتے کہ ان کے دل و دماغ میں پوری طرح اتر جاتی۔ کسی کو اس کی صلاحیت سے بلند تعلیم ہرگز نہ دیتے تھے، کیونکہ اسرار کا بیان طالب کے حوصلہ سے زیادہ طالب کو اضطراب میں ڈال دیتا ہے اور وہ راہِ شریعت کی سلامتی سے دور پڑ جاتا ہے۔ انتہیٰ۔

حضرت قربی رح کے نزدیک طالب صادق کا ایک خاص معیار ہے، اور اور راہِ حق کی سلامتی کے ساتھ سلوک طے کرنے اور مقصود پانے کے لئے وہ حسبِ ذیل شرطوں کی پابندی لازمی طور پر کرے۔ چنانچہ لب السلوک میں اس کو بیان فرماتے ہیں کہ طالب حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ چند امور پر عمل کرے، اوّل یہ کہ علم عقائد اور فقہ سے اتنا ضرور واقفیت حاصل کرے جس سے اس کے قول، فعل، اخلاق اور عقائد قرآن و احادیث کے موافق ہوں، اور عقل کی گمراہی سے محفوظ رہے۔ دوم یہ کہ اپنی طاقت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بجا لائے۔ کیونکہ اس کی پابندی اس کو بیشمار ثمرات و برکات عطا کرے گی۔ سوم یہ کہ اپنے عیوب کی اصلاح میں اس طرح مشغول ہو کہ وہ دیندار مسلمانوں کی عیب جوئی سے محفوظ و مامون ہو جائے۔ چہارم یہ کہ تواضع و انکسار اپنے اندر حد درجہ پیدا کرے پنجم اپنے قول و فعل میں صداقت و یگانگت پیدا کرے ششم حق گوئی اس کا شیوہ ہو، کسی کی منت و لجاجت کرنے میں نہ رہے ہشتم۔ پیر کامل مرشدِ واصل جو جامع بین الاضداد ہو، اسکی تلاش کرے۔ اور جہاں مل جائے فوراً اپنے کو اس طرح اس کے حوالے کر دے جس طرح حضرت موسیٰ نے خضر علیہ السلام کے حوالے اپنے کو کیا تھا۔ نہم اپنے نفس پر بزرگانِ دین کو ہرگز قیاس نہ کرے اس لئے کہ ایسا سمجھنے والا ہرگز اپنا مقصود نہیں پا سکتا ہے۔ ہمیشہ اولیاء کرام کے حق میں حسن ظن رکھے۔ دہم فقرا اور مساکین کی سچے دل سے خدمت کرے۔ یازدہم صابر اور حلیم رہے۔

اور اپنے کو کامل ادب والا بننے کا خوگر بنائے کہ اسی میں فلاح و کامرانی ہے —
دوازدہم[12] نااہلوں کی صحبت سے کلی طور پر پرہیز کرے کہ ان کی صحبت اس کو بالکل برباد کر دے گی اور [13] ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے تاکہ جلد اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرے۔ چہاردہم[14] جلد از جلد حق کی جانب رجوع ہو جائے کیونکہ نہیں معلوم کس وقت موت آجائے اور وہ اپنا مقصد حاصل نہ کر سکے۔ پانزدہم[15] ہر حال میں خاموشی اس کے لئے بہتر ہے اور دل میں ہر وقت ذکر حق کرتا رہے جو دلیل کامرانی ہے۔

حضرت قربیؒ کی تصنیف و تعلیم کا اثر لوگوں پر یہ ہوا کہ حق و باطل کی تمیز ان کے اندر پیدا ہونے لگی اور بے شمار لوگوں کا رجحان آپ کی جانب ہوا اور آپ سے شریعت و طریقت کی تعلیم حاصل کرنے جوق در جوق آنے لگے۔ چنانچہ باقر آگاہؒ نے تحفۃ الحسن میں اس کا ذکر کیا ہے کہ خاص کر فارسی میں جنوب کے اندر آپ کے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد ہی ہیں انتہی۔ اس میکدۂ علم و عرفان میں جو کوئی بھی آیا اپنا مقصد پا کر گیا حسب صلاحیت و استعداد ہر ایک نے کسب فیض کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اکثر خلفاء آپ کے صاحب عرفان گذرے ہیں۔ جس پر بھی اس قطب زماں کی ایک نظر پڑ گئی اس کا قلب و سینہ نور حق سے معمور ہو گیا۔

معرفت و سلوک

تمام علمائے اسلام خصوصًا صوفیاءِ عظام کا یہ اتفاق ہے کہ انسان کی تخلیق اس لئے ہوئی ہے کہ وہ اس عالم میں رہ کر اپنے معبود کو پہچانے اور اس کی قربت حاصل کرے۔ چنانچہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کی آیت اسی چیز کو واضح کر رہی ہے۔ صوفیاء قدس اللہ اسرارہم نے لیعبدون کی تفسیر لیعرفون کی ہے۔ بعض مفسدین نے راہ سلوک میں قدم رکھنے کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ جو شخص تعلیم سلوک و حقائق حاصل کر لیتا ہے اس سے مکلفات شرعیہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر ظاہری احکام شرعیہ کی بجا آوری لازم و واجب نہیں، اور جو کاملین شرع کی پابندی کرتے ہیں اُن کا مقصد احکام شرعیہ کی ترویج و اشاعت رہے اور

بس۔ ان کا یہ خیال سراسر ضلال ہے۔ اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھتا ہے وہ بد دین و زندیق ہے۔ چنانچہ میزان العقائد میں حضرت قربیؒ نے اس کا شدت سے رد کیا ہے اور فرمایا کہ ایک لحظہ بھی راہِ شریعت کا چھوڑنے والا ہلاکت میں ہے۔

دوسری اہم اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اکثر لوگوں کے دل و دماغ میں یہ بات بسی ہوئی ہے اور ان کا خیال ہے کہ سلوک میں قدم رکھنے پر یہ لازم ہے کہ وہ تمام دنیا والوں سے الگ تنہائی، گوشہ نشینی اختیار کرلے اور دنیا سے کلی طور پر اپنا تعلق توڑ کر فقر و فاقہ کی زندگی لازم پکڑے۔ بیوی بچوں سے، خاندان والوں سے کوئی واسطہ نہ رکھے اور دن رات صرف عبادت و ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے اور لازماً ریاضاتِ شاقہ کرتا رہے کیونکہ اس کے بغیر وہ ہرگز اپنا مقصد نہیں پاسکتا ہے۔ یہ خیال محض نادانی ہے۔ اگر یہ صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر یہ سوال ہے کہ دنیا کی یہ ساری چیزیں آخر کس کیلئے پیدا کی گئیں ہیں اور کون اس سے فائدہ اٹھائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ تمھارے لئے پیدا کی گئی ہے معلوم ہوا کہ جب انسان کے لئے یہ چیزیں پیدا کی گئی ہیں تو انسان ہی کو اس سے فائدہ اُٹھانا ہے۔

امام العارفین مولانا رکن الدین سید شاہ ابوالحسن قربی رح کیمیائے سعادت میں اسی کی جانب توجہ دلاتے ہوئے طالبینِ حق سے فرماتے ہیں کہ "دراینجا مقدمہ کہ دانستن آں طالبِ حق را ضرور است مرقوم می شود و آں شش چیز است اول آنکہ خلقِ انسان برائے حصولِ معرفۃ اللہ است کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون۔ دوم آنکہ مکان حصولِ معرفۃ ہمیں دارِ دنیا است و بس کہ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی سوم آنکہ برائے حصولِ آں ارتکابِ ریاضاتِ شاقہ از ترکِ طعام و نوم و ازدواج و اولاد و کسبِ مال و متاع درکار نیست و رھبانیۃ نابتدعوھا ماکتبناھا علیھم

یعنی اس جگہ ایک مقدمہ ہے کہ اس کا جاننا طالب حق کے لئے ضروری ہے لکھا جاتا ہے اور وہ چھ چیزیں ہیں۔ اوّل یہ کہ انسان کی پیدائش اللہ کی معرفت کے لئے ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن وانس کو میں نے اپنی عبادت یعنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ دوم یہ کہ اس معرفت کے حاصل کرنے کی جگہ یہی دنیا ہے اور بس۔ اس لئے، کہ اللہ نے فرمایا جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔ سوم یہ کہ اس کے حاصل کرنے کے لئے ریاضات شاقہ کا مرتکب ہونا اور کھانے، سونے، بیوی بچے اور کسب حلال وسامان کے ترک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس رہبانیت کو انہوں نے ایجاد کیا ہے اس کو ان پر ہم نے فرض نہیں کیا ہے۔

جو کوئی طالب صادق حضرت قربیؒ سے متعلق ہوا آپ نے بآسانی بغیر کسی ریاضات شاقہ کے اس کے معاملات سلوک طے کرا دیا۔ آپ کا طریقہ تھا کہ معاملات سلوک کے طے کرنے کے دوران ہی حقائق وعرفان حسب استعداد سالک تعلیم فرما دیتے جس سے ماسوا اسرار الٰہیہ بفضل رب العالمین اس پر خود بخود منکشف ہو جاتے اور اس طرح وہ دنیا بھر کی پریشانیوں میں مبتلا ہوئے بغیر اپنا مقصود پا لیتا ہے۔ یہاں کے بزرگوں کا مشہور مقولہ "قدمے وارد" یعنی حدوث سے نکل کر وجوب میں قدم رکھ دینا اور اپنی ذات کو ذات حق میں فنا کر دینا، جس کے لئے ریاضات شاقہ کے مرتکب ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دائرۂ شریعت میں معاملات دنیا برتتے ہوئے خدا تک پہنچنے کا سہل الحصول راہ اختیار کرنا۔

حضرت قربیؒ اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

قربی چہ کنی فکرت نزدیکی و دوری ... خوش باش کہ رہ وصل دلارام دوگام است

معرفت وکشف الٰہی کا حصول جیکی تعلیم سینہ بہ سینہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر ہر زمانے کے کاملین تک پہنچتی رہی ہے انھیں کی بارگاہ میں ہو سکتا ہے۔ اسی لئے حضرت قربیؒ نے مرشد کامل کی تلاش وجستجو پر بہت زیادہ زور دیا ہے کہ جب تک شیخ کامل نہ مل جائے

اُس وقت کو اس کو پانے کی جد و جہد کرنی چاہیئے۔ اور فضل الٰہی کا سہارا لے کر کوشاں رہنا چاہیئے کیونکہ دولت وہیں سے مل سکتی ہے۔

رسالہ حق المعرفۃ میں فرماتے ہیں کہ حصولِ ایں معرفت موقوف بر اخبار و قال صحیح ایشان ہست یا غلام یوخذ العلم من افواہ رجال اللہ لامن الصحائف والدفاتر سے گوش را نزدیک کن کان دور نیست - لیک نقل آں تو دستور نیست۔ پس نتیجۂ ایں عبارت ایں برآید بیعت با خاصانِ الٰہی فرض ہست برائے حصولِ معرفتِ خاص کہ مقصودِ آفرینش اوست از قال صحیح ایشاں حاصل می شود نہ از علم رسمی، نہ ریاضات شاقہ نہ کشفِ مقید نہ خرق عادات نہ انوار حالات، یعنی اور اس معرفت کا حصول انھیں کی خبروں اور صحیح قال پر موقوف ہے۔ اے لڑکے علم اللہ والوں کے منہ سے لیا جاتا ہے، صحیفوں اور دفتروں سے نہیں لیا جاتا ہے سے کان کو نزدیک کر اس لئے کہ وہ دُور نہیں ہے لیکن تجھ تک اس کی نقل کا دستور نہیں ہے۔ پس اس عبارت سے یہی نتیجہ نکلا کہ خاصانِ الٰہی کے ساتھ بیعت کرنا فرض ہے۔ خاص معرفت کے حاصل کرنے کے لئے جو پیدائش کا مقصد ہے جو انہیں کے قال سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ علم رسمی اور ریاضتِ شاقہ اور نہ کشفِ مقید اور خرق عادات اور انوارِ حالات سے۔ حضرت قربی رح کی مذکورہ عبارت سے بات بالکل واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اگر کوئی شخص چاہے کہ دن رات ریاضات شاقہ سے حاصل کرلے ممکن نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کے کسی مقبول و برگزیدہ بندے ہی کی بارگاہ سے مل سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت قربی رح حضرت بابا فرید گنج شکر رح سے متعلق ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب نے چھتیس سال تک ریاضت و مجاہدہ کیا، ایک روز ہاتفِ غیب نے آواز دی کہ اے فرید! میں نے تمہیں مقام کن فیکون عطا کیا، تو آپ نے عرض کیا کہ الٰہ العالمین میں نے یہ ریاضت مقام کن فیکون کے حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا بلکہ تیرا وصال چاہتا ہوں۔ تو جواب آیا کہ اگر میری معرفت چاہتا ہے تو میرے کسی عارف بندے کے پاس جا، وہاں میں ملوں گا۔ چنانچہ حسب ہدایت ربی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح کی بارگاہ

میں گئے حضرت نے بیعت کر کے مختصر سی مدت میں آپ کے دامن کو گوہر مقصود سے بھر دیا۔ مقصود پا جانے کے بعد بابا صاحب نے فرمایا کہ میں نے چھتیس ۳۶ سال لاحاصل عمر ضائع کر دی۔

اس خانوادے کا ہمیشہ یہی طریقۂ تعلیم رہا ہے کہ دست بکار دل بیار، کبھی ان بزرگوں نے اپنے مریدین سے یہ نہیں کہا کہ خدا کو پانا ہے تو ضروریات دنیا سے کنارہ کش ہو جاؤ دنیا نہ کماؤ۔ بیوی بچوں سے الگ ہو جاؤ۔ بلکہ ان سب کو ساتھ لئے ہوئے خدا تک پہنچنے کی تعلیم دیتے رہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اور ان بزرگوں کے وسیلے سے اپنی معرفت سے نوازے اور اس سیاہ کار کی مغفرت فرماتے ہوئے خطیرۃ القدس میں جگہ عنایت کرے اور اس رسائل قربی رح سے ہر ایک کو پورا پورا استفادہ کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

خادم العلماء
محمد طیب الدین اشرفی مونگیری
استاذ دار العلوم لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور
قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین

رسالہ اثباتِ وجودِ حقیقی

محامد متکاثرہ واثنیہ متوافرہ جمیع موجودات راجع بذاتیست کہ موجود حقیقی نیست جز او، اگرچہ غیر او نیز موجود حقیقی ہست وصلوٰۃ زاکیات وتحیات وافیات نازل بر سیدیست کہ مقصود حقیقی نیست جز او اگرچہ غیر او نیز مقصود حقیقی است صلی اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ وسلم۔

امّا بعد چنین میگوید کمترین بندگان

تمام موجودات کی بے شمار وبے حد حمد وثنا اُس ذات کے لئے ہے جس کے سوا کوئی موجود حقیقی نہیں ہے اگرچہ اس کا غیر بھی موجودِ حقیقی ہے اور پاکیزہ کامل درود وسلام نازل ہو اُس سردار پر جن کے سوا کوئی مقصود حقیقی نہیں ہے اگرچہ آپ کا غیر بھی مقصودِ حقیقی ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

بعد حمد اور صلوٰۃ بارگاہِ ذوالمنن کا حقیر بندہ رکن الدین سید شاہ ابو الحسن

**درگاہِ ذوالمنن رکن الدین محمّد
شاہ ابو الحسن القادرے**

اوصلہ اللہ تعالیٰ الی مدارجِ غایات
العلم والیقین واقامہ علیٰ
معارجِ نہایات صحّۃ الدّین در
اثباتِ حقیقی بودنِ وجودِ باری
تعالےٰ و وجودِ ماسوا۔

القادری کہتا ہے، وجودِ
باری تعالیٰ اور وجودِ
ماسوا کے حقیقی ہونے کو
ثابت کرنے کے بارے میں
اللہ تعالےٰ اس کو (علم ویقین
کے بلند ترین مرتبوں تک پہنچائے
اور صحتِ دین کی انتہائی
بلندیوں پر قائم رکھے۔

بداں اے برادرِ دینی زادنا
اللہ وایاک علماً صحیحاً ویقیناً نقیاً
کہ وجودِ کلّی مشکّک است کہ در
افرادِ خود مساوات ندارد۔ چنانچہ
واجب و ممکن ہر دو موجود اند و وجود
در واجب بغلبہ و شدّت یافتہ می شود
در ممکن بضعف و مغلوبیت۔

جانئے اے برادرِ دینی کہ اللہ
تعالیٰ ہمیں اور تمہیں صحیح
علم اور پاکیزہ یقین زیادہ کرے
کہ وجودِ کلّی مشکّک ہے، جو
اپنے افراد کے درمیان مساوات
نہیں رکھتا ہے۔ چنانچہ واجب
اور ممکن دونوں کے دونوں موجود
ہیں اور واجب کے اندر وجود
غلبہ اور شدّت سے اور ممکن کے اندر
ضعف و مغلوبیت سے پایا جاتا ہے۔

سوال اگر کسے گوید کہ چوں وجودِ واجب غالب ہست، و وجودِ ممکن مغلوب، پس اگر وجودِ واجب را حقیقی گوئیم و وجودِ ممکن را مجازی چہ نقصان؟

جواب حقیقت آں را گویند کہ لفظ دلالت کند بر موضوع لہ، و مجاز آں کہ لفظ دلالت کند بر غیر موضوع لہ، پس لفظِ وجود را کہ واضع برای دلالت بر موضوع لہ خود دلالت می کند اگرچہ بعضے افراد آں غلبہ و شدّت، و بعض افراد آں ضعف و مغلوبیت داشتہ باشند پس واضح شد کہ اطلاق وجود بر ہر

سوال اگر کوئی شخص کہے کہ جب وجودِ واجب غالب ہے اور وجودِ ممکن مغلوب ہے، تو اگر ہم وجودِ واجب کو حقیقی اور وجودِ ممکن کو مجازی کہہ دیں تو کیا خرابی ہے؟

جواب حقیقت اس کو کہتے ہیں کہ لفظ اپنے موضوع لہٗ پر دلالت کرتا ہے اور مجاز وہ ہے، کہ لفظ اپنے غیر موضوع پر دلالت کرتا ہے۔

پس لفظِ وجود کو واضع نے موضوع لہٗ پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا ہے، اس لئے وہ اپنے موضوع لہٗ پر دلالت کرتا ہے، اگرچہ اس کے بعض افراد میں غلبہ و شدّت اور اس کے بعض افراد میں ضعف اور مغلوبیت پائے جاتے ہیں۔ اس سے واضح ہوگیا کہ وجود کا اطلاق

دو فرد از واجب و ممکن حقیقی است،
نہ بر واجب حقیقی و بر ممکن مجازی۔

سوال اگر کسے گوید از لفظ وجود
نزدِ عرفا معنی مراد است کہ قائم بنفس
خود باشد و مقوّم غیر خود و بدیں معنی
اطلاقِ وجود برحق تعالیٰ دلالت
دارد بر موضوع او بر غیر او کہ قائم بنفس
خود نیست و مقوّم غیر خود ہم نیست
دلالت بر غیر موضوع لہ می کند پس اطلاق
وجود بر غیر مجازی باشد نہ حقیقی۔

جواب گوئیم کہ وضع واضع جمیع
افراد موضوع لہ را شمول دارد زیرا کہ
ہر لفظ را واضع بملاحظہ افراد موضوع

واجب اور ممکن کے دونوں افراد
پر حقیقی ہے نہ کہ واجب پر حقیقی
اور ممکن پر مجازی ہو۔

سوال اگر کوئی شخص کہے کہ لفظ
وجود سے عُرفاء کے نزدیک
وہ معنی مراد ہے جو اپنے نفس سے
قائم ہو اور اپنے غیر کے لئے مقوّم ہو
اور اسی معنی وجود کا اطلاق اللہ
تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے، اور
موضوع لہ پر بولا جاتا ہے اور غیر
حق تعالیٰ پر جو اپنی ذات سے قائم
نہیں اور اپنے غیر کا بھی مقوّم نہیں
غیر موضوع لہ معنی پہ دلالت کرتا
ہے پس وجود کا اطلاق غیر پر
مجازی ہوگا حقیقی نہیں۔

جواب میں کہتا ہوں کہ وضع
کرنے والے کی وضع تمام افراد موضوع
لہ کو شامل ہوتی ہے، اس لئے کہ
ہر لفظ کو وضع کرنے والے نے

له وضع کرده ویقین حاصل است که
واضع بے خبر از افراد موضوع له کیفیت
آں نبود زیرا که اگر بے خبر بودے
وضع او باطل شدے و ہیچ جا در
قرآن مجید و احادیث شریف و اقوال
بزرگان ابطال وضع واضع نیامده،
پس ثابت شد که وضع واضع شامل
جمیع افراد موضوع له است نعم تفاوت
در زیادت و نقصان و غلبه و
مغلوبیت یافته می شود و لفظ وجود
ہر جا دلالت بر موضوع له دارد۔
پس اطلاق آں بر ہر فرد حقیقی
باشد نه مجازی مثلاً واضع لفظ علم

موضوع لہ کے افراد کو پیش نظر رکھ
کر وضع کیا اور اسے یقین حاصل
کہ واضع موضوع لہ کے افراد اور اس
کی کیفیت سے بے خبر نہیں ہوتا ہے
کیونکہ اگر بے خبر ہوتا تو اس کی وضع ہی
باطل ہوتی اور کسی جگہ قرآن مجید میں
اور احادیث شریف میں اور اقوال
بزرگان دین میں وضع واضع کو باطل
نہیں قرار دیا گیا، پس ثابت ہو گیا
کہ وضع واضع موضوع لہ کے تمام
افراد کو شامل ہے۔ ہاں فرق
زیادتی اور کمی اور غلبہ
و مغلوبیت کے اندر پایا جاتا
ہے اور لفظ وجود ہر جگہ
موضوع لہ پر دلالت کرتا ہے،
پس اس کا اطلاق ہر فرد پر حقیقی
ہوگا نہ کہ مجازی، مثلاً واضع
نے لفظ علم کو جس کے افراد
موضوع لہ کثیر ہیں۔ افراد مذکورہ

را کہ افراد موضوع لہ او کثیر است
بملاحظۂ افراد مذکورہ وضع کردہ پس
ہر فرد آں را عالم گوئیم دلالت
بر موضوع لہ دارد، پس اطلاق علم
بر ہر فرد آں حقیقی باشد نہ مجازی۔

سوال اگر کسے گوید، ما وجودِ
باری تعالیٰ را حقیقی میگوئیم
بجہت آں کہ بذاتہ است و وجود
ماسوی را مجازی کہ بذاتہ نیست۔

جواب چوں ثابت شد، کہ
حقیقت دلالت لفظ ہست بر
موضوع لہ و مجاز غیر آں پس وجود
موجودی را بذاتہ گفتن و وجود موجودی

کے لحاظ سے وضع کیا ہے، تو
تو اس کے ہر فرد کو جسے ہم عالم
کہتے ہیں موضوع لہ پر دلالت کرتا
ہے بس پس علم کا اطلاق
اس کے ہر فرد پر حقیقی ہوگا،
نہ کہ مجازی۔

سوال اگر کوئی شخص کہے
کہ وجود باری تعالیٰ
کو اس اعتبار سے حقیقی کہیں گے
کہ اس کا وجود بذاتہ ہے اور اس
کے ماسوا کو مجازی اس اعتبار سے
کہیں گے کہ اس کا وجود بذاتہ نہیں ہے۔

جواب جب یہ ثابت ہو گیا، کہ
حقیقت موضوع لہ پر دلالت کرنے
کا نام ہے اور مجاز اس کے علاوہ،
پس کسی موجود کے وجود کو بذاتہ ہے
کہنا اور کسی موجود کے وجود کو بذاتہ
نہیں ہے کہنا کہ دونوں موجود

را بذاته نیست گفتن صفت هر دو
موجود هست و با این صفت لازم
نمی آید که خلاف وضع باشد پس ثابت
شد که اطلاق لفظ وجود بر هر موجود حقیقی
است اگرچه صفت یکے چنیں باشد
و صفت دیگرے چناں پس
یقیں شد که وجود هر دو موجود حقیقی است
مثلاً علم باریتعالی از حدوث و زوال و نهایت
بری است و علم موجودات هیچ گاه
خالی ازیں صفات نیست لیکن لفظ
علم هر جا حقیقی است نه مجازی زیرا که
هر جا لفظ علم دلالت بر موضوع له
دارد نه بر غیر آں پس بیقین ثابت

کی صفت کہا ہے اور اس صفت
سے لازم نہیں آتا ہے کہ خلاف
وضع ہو پس ثابت ہو گیا
لفظ وجود کا اطلاق ہر موجود
پر حقیقی ہے اگرچہ ایک کی صفت
ایسی ہو اور دوسرے کی صفت
ویسی ہو پس یقین ہو گیا کہ
دونوں موجود کا وجود حقیقی ہے
مثلاً علم باری تعالیٰ حدوث
اور زوال اور نہایت
سے پاک ہے اور علم موجودات
کبھی ان صفات سے خالی نہیں
ہے۔ لیکن علم کا اطلاق ہر جگہ
حقیقی ہے، نہ کہ مجازی۔
اس لئے کہ ہر جگہ علم
موضوع لہ پر دلالت کرتا
ہے نہ اس کے غیر پر، پس
یقین سے ثابت ہو گیا کہ وجود
بھی ہر جگہ حقیقی ہی بولا جاتا

شد کہ اطلاق وجود بہر جا حقیقی است نہ مجازی۔

بداں اے برادر دینی زادنا اللہ وایاک علماً صحیحاً کہ کمل اولیا قدس اللہ اسرارہم نسبت عینیت حقیقی اصطلاحی وغیریت حقیقی اصطلاحی درمیان خالق ومخلوق ثابت می کنند تا آیات و احادیث دال بیگانگی و آیات و احادیث دال بر بیگانگی ہمہ بجائے خود مثبت باشند۔ الحق اگر عینیت حقیقی اصطلاحی نباشد آیات مثل قل ہو اللہ احد و آیۂ لیس کمثلہ شیئ وہو السمیع البصیر

ہے نہ مجازی۔

جانئے اے برادر دینی، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں علم صحیح زیادہ کرے کامل ترین اولیاء اللہ قدس اسرارہم بھی نسبت عینیت حقیقی اصطلاحی اور غیریت حقیقی اصطلاحی خالق اور مخلوق کے درمیان ثابت کرتے ہیں پس وہ آیات واحادیث جو یگانگی پر دال ہیں اور وہ آیات واحادیث جو بیگانگی پر دال ہیں، تمام اپنی جگہ پر یقیناً ثابت ہیں۔ اگر عینیت حقیقی اصطلاحی نہ ہو، تو آیات مثلاً (ترجمہ):۔

فرما دیجئے اللہ ایک ہے اور اسکی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سننے دیکھنے والا ہے۔

اور ہم تمہاری شہ رگ

وآیۃ نحن اقرب الیہ من حبل الورید،
وآیۃ۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ و
آیۃ، وفی انفسکم افلا تبصرون۔ و
آیۃ، سنریہم آیاتنا فی الآفاق، و
انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق،
آیۃ، انہ بکل شیء محیط، وآیۃ
ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم
ولا خمسۃ الا ہو سادسہم و
ادنی من ذالک ولا اکثر ہو معہم
اینما کانوا۔ وآیۃ۔ وہو معکم
اینما کنتم۔ واحادیث
مثل، انا احمد بلا میم، انا عرب
بلا عین۔ وحدیث من رآنی

سے بھی زیادہ قریب ہیں جسطرف
تم پھرو اُدھر اللہ کا رُخ ہے۔
اور وہ تمہارے ہی نفس میں ہے
تو کیا تم نہیں دیکھتے ہو، عنقریب
ہم دکھائیں گے ان کو اپنی نشانیاں
آفاق میں اور ان کے نفسوں میں
یہاں تک کہ اُن کے لئے ظاہر ہو
جائے کہ وہ حق ہے۔ یقیناً
وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے
ہے۔ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی
ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ
کی تو، چھٹا وہ، اور نہ اس سے کم
اور نہ اس سے زیادہ کی۔ مگر یہ کہ وہ
ان کے ساتھ ہے، جہاں کہیں
ہوں۔ وہ تمہارے ساتھ ہے
جہاں کہیں تم رہو۔ اور "احادیث"
(ترجمہ) میں بلا میم کے احمد ہوں
اور بلا عین کے عرب ہوں۔ جس
نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

فقد رأى الحق، و حدیث لو دلیتم
بحبل لهبط علی الله، و حدیث
الله فی قبلة المصلی و حدیث
لاتسبوا الدهر فان الدهر هو
الله و حدیث، مرضت فلم تعدنی
وسالت فلم تعط واقوالِ بزرگاں
کہ ماخوذ ازیں آیات و احادیث
ہست، مثل قول سلطان العارفین
بایزید بسطامی قدس سرہٗ
سبحانی ما اعظم شانی، و قول سید الطائفہ
جُنید بغدادی قدس سرہٗ لیس
فی جبتی سوی اللہ۔ و قولِ منصور
قدس سرہٗ۔ انا الحق و قولِ

اگر تم رسّی سے لٹکائے جاؤگے،
تو وہ اللہ پر گرے گی۔
اللہ تعالیٰ مصلیوں کا قبلہ
ہے۔
اور دہر کو گالی نہ دو اس لئے
کہ دہر ہی اللہ ہے۔
میں بیمار ہوا اور تو نے عیادت
نہیں کی۔ میں نے سوال کیا تو تو
نے نہیں دیا۔ اور بزرگوں کے
اقوال جو انہیں آیات اور احادیث
سے ماخوذ ہیں۔
جیسے بایزید بسطامی رح کا قول (ترجمہ)
پاک ہے میری ذات، کیا ہی
بلند ہے میری شان، اور حضرت
جنید کا قول :-
میرے جبّے میں اللہ کے سوا
کوئی نہیں ہے،
اور حضرت منصور کا قول :-
میں ہی حق ہوں۔

عین القضات قدس سرہ
قم باذنی وقول بزرگے
لیس فی الدار غیرہ دیار، وقول
شیخ محی الدین عربی قدس سرہ
فقل فی الکون ما شئت ان شئت
قلت ہو الخلق وان شئت قلت
ہو الحق۔ خواجہ فریدالدین عطار
قدس سرہ

من خدایم من خدایم من خدا
فارغم از کبر وکینہ وز ہوا

جلال الدین رومی قدس سرہ

ہم سبو ما ہم عرب ما ہم ملک
جملہ ما یوفک عنہ من افک

فخر الدین عراقی قدس سرہ

اور حضرت عین القضات کا قول
میرے حکم سے اٹھو، اور
ایک بزرگ کا قول ہے، گھر
میں اس کے سوا وہ کوئی رہنے
والا نہیں ہے اور حضرت شیخ
محی الدین عربی رح کا قول :-

پس کہو کون کے اندر جو چاہو
اگر چاہو کہو وہ خلق ہے، اگر
چاہو کہو وہ حق ہے۔

حضرت خواجہ فریدالدین عطار
کا قول ہے سہ

میں خدا ہوں میں خدا ہوں،
میں خدا ہوں، غرور کینہ اور ہوائے
نفس سے خالی وپاک ہوں۔

جلال الدین رومی رح کا قول سہ

ہم سبو بھی ہیں، ہم عرب بھی
ہیں، ہم ملک بھی ہیں ہم سب کچھ
ہیں، اس سے روگرداں کیا جاتا
ہے جس نے روگردانی کی۔

اور فخر الدین عراقی رح سہ

روزت بستودم و نمی دانستم
شب با تو غنودم و نمی دانستم
ظن بود مرا ہمی کہ من جملہ منم
من جملہ تو بودم و نمی دانستم

مولانا عبدالرحمن جامیؒ قدس سرہٗ

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست
در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانۂ جمع
باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

و امثال کہ دفاتر و صحائف ہمہ ازاں مملوست چگونہ درست شود اگر غیریت حقیقی اصطلاحی نباشد ایں ہمہ نصوص قرآنی و احادیث و امر و

ایک دن میں نے تیری تعریف کی اور میں نہ جان سکا۔ ایک رات میں نے تیرے ساتھ محو استراحت رہا اور میں نہ سمجھ سکا۔ مجھے اپنے متعلق گمان تھا کہ سب کچھ میں ہی ہوں حالانکہ درحقیقت کچھ نہ تھا، جو کچھ تھا تو تھا۔ اور مجھے علم نہ ہوا۔

۵ اور مولانا عبدالرحمن جامیؒ

ہمسایہ ہمنشیں اور ہمراہ سب وہی ہے۔ گدا کے گدڑی میں اور بادشاہ کے اطلس میں سب وہی ہے۔ فرق کی انجمن میں اور جمع کے نہاں خانہ میں، قسم بخدا سب وہی ہے، پھر قسم بخدا سب ہی ہے اور اسی طرح دفاتر اور صحائف ان تمام سے بھرے ہوئے ہیں کسطرح درست ہوں گے، اور اگر غیریت حقیقی اصطلاحی نہ ہو تو یہ تمام نصوص قرآنی اور احادیث اور امر و نہی، وعدہ وعید اور تبشیر و تنذیر، رحمت اور لعنت

نہی و وعد و وعید و تبشیر و تنذیر
و رحمت و لعنت کہ مقتضائی غیر
و غیریت است مثل آیۂ اقیموا
الصّلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ و آیۂ ولا
تأکلوا الربوا و آیۂ انّ الابرار
لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم
و آیۂ ان المتقین فی جنّٰت و
نھر و آیۂ ءانذرتھم ام لم
تنذرھم لا یؤمنون و مثل آیۂ
افغیر اللہ تتقون و دیگر آیات و
احادیث کہ ثبوت تنزیہہ حق سبحانہٗ
وتعالیٰ از جمیع نقائص می کند،
مثل سبحان ربك رب العزّۃ

جو غیر اور غیریت کا مقتضا ہیں،
جیسے آیات (ترجمہ)
نماز قائم کرو اور زکواۃ دو،
اور سود نہ کھاؤ۔
بے شک نیک لوگ البتہ
جنت ہیں، اور برے لوگ
البتہ جہنم میں ہیں۔
اور بے شک متقین
جنّت میں ہیں۔ اور نہر الخ
خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ
ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں
گے۔
کیا اللہ کے غیر سے ڈرتے ہو۔
اور دوسرے آیات و احادیث
جو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی تمام نقائص
سے تنزیہہ پر دلالت کرتی ہیں
آیۃ (ترجمہ):۔
پاک ہے تیرا رب عزّت والا

عمّا یصفون ومثل آیۃ اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد وحدیث ما عرفناک حق معرفتک وحدیث لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک وحدیث لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسی ابن مریم انما انا عبد فقولوا عبد اللہ ورسولہ واقوال بزرگاں مثل ما خطر ببالک فھو خلاف ذالک وقول ما للتراب ورب الارباب وقول بایزید بسطامی قدس سرہ ان قلت یوما

ان چیزوں سے جن سے وہ لوگ متّصف کرتے ہیں۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔

حدیث (ترجمہ) اے رب ہم نے تجھے کما حقہٗ نہیں پہچانا۔ کما حقہٗ میں تیری ثنا نہیں کرسکتا۔ تو وہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ثنا کی ہے۔ نہ متصف کرو یا پکارو مجھے اس طرح جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو متصف کیا۔ تحقیق کہ میں بندہ ہوں پس تم لوگ مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ اور بزرگوں کے اقوال مثلاً (ترجمہ) تیرے دل میں کوئی بات نہیں ہوئی جو وہ اس کے خلاف ہو۔ رب الارباب کے ہوتے ہوئے تیرے رب کو کیا مل سکتا ہے۔

اور حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا

سبحانی ما اعظم شانی فا
نا الیوم مجوسی فاقطع زناری
بسکین اشہد ان لا الہ
الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و
اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ
وقول شیخ اکبر رضی اللہ عنہ
الرب حق والعبد حق، یالیت
شعری من المکلف، فان قلت
عبد فذلک میت، وان قلت
رب انی یکلف سہ

ہر چہ آں بر ہم نہادہ دست حس و وہم و عقل
کبریائیش سنگ بطلاں اندراں انداختہ
در میدان کنہ ادراک تو حکم انداز عقل

قول ہے۔ اگر کسی دن میں سبحانی
ما اعظم شانی کہوں تو اس دن
مجوسی ہوں، میری زنار کو لا الہ
الا اللہ الخ کی چھری سے کاٹ دو۔
اور شیخ اکبر کا قول ہے کہ رب
حق ہے اور بندہ حق ہے۔ کاش
میں جانتا کہ ان میں سے
کون مکلف ہے۔
اگر تم کہو کہ وہ بندہ
ہے تو میت ہے۔
اور اگر کہو کہ رب
ہے تو وہ مکلف کیونکر
ہوگا ہے

حس و وہم اور عقل، جو
کچھ دخل اندازی کی ہے
اس پہ اللہ کی کبریائی نے
بطلان کا پتھر دے مارا۔
تیری کنہ ادراک کے میدان
میں عقل کے حکم انداز نے

در ہزیمت تیر شکستہ کمان انداختہ
مولوی جامی قدس سرہ در نقد
النصوص فرمودہ کہ انسان مرأتیست
ذات وجہین در یک وجہش خصائص
ربوبیت پیدا و در یک رویش
نقائص عبودیت ہویدا۔ چوں
بخصائص ربوبیت نگری از ہمہ
موجودات بزرگ تراست۔ و
چوں نقائص عبودیت شماری از
ہمہ کائنات خوارتر و بے مقدار تر
بچہ طور راست آید۔ پس بیقین ثابت
می شود کہ وجود مولی تعالی
وتقدس و وجود موجودات حقیقی

شکست کھاکر تیر توڑ دیا اور
کمان پھینکدی۔
مولوی جامی قدس سرہ نقد النصوص
میں فرماتے ہیں کہ انسان دو رُخ
والا آئینہ ہے۔ اس کے ایک رُخ
میں ربوبیت کے خصائص ظاہر ہیں
اور اس کے دوسرے رُخ میں
عبودیت کے نقائص پیدا ہیں۔
جب ربوبیت کے خصائص
میں غور و فکر کروگے تو تمام
موجودات سے اعلیٰ ہے۔ اور
جب عبودیت کے نقائص گنوگے
تو تمام کائنات سے ذلیل اور
حقیر تر ہے تو کس طرح یہ درست
ہوسکتے ہیں۔ پس یقین سے ثابت
ہوجاتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تقدس
کا وجود اور موجودات
کا وجود حقیقی ہے۔
اس لئے کہ واقع اور نفس الامر

است زیرا کہ در واقع و نفس الامر
می یابیم چہ وہم و خیال نیست پس
انکار آں مثل انکار حس باشد اگر
عینیت درمیان خالق و مخلوق و
غیریت میان ہر دو حقیقی صطلاحی
نبود پس عینیت حقیقی و غیریت نسبی
باشد پس لازم می آید کہ عالم را صفات
اللہ تواں گفت زیرا کہ ہمیں نسبت
درمیان ذات و صفات و معلومات
حق تعالیٰ است پس جمیع وعیدات
و عذاب و لعنت و نقائص راجع بحق
تعالیٰ خواہد بود و حال آنکہ از ابطال
آں قرآن شریف و احادیث

ہیں ہم پاتے ہیں۔
کیونکہ یہ وہم اور خیال نہیں
ہے، پس اس کا انکار حس کے
انکار کی طرح ہوگا۔ اگر خالق و
مخلوق کے درمیان عینیت حقیقی
اور غیریت حقیقی دونوں اصطلاحی
نہ ہو تو عینیت حقیقی اور
غیریت نسبی ہوگا تو اس سے
لازم آتا ہے کہ عالم کو صفات
اللہ کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے
کہ یہی نسبت ذات اور
صفات اور معلومات حق
تعالیٰ کے درمیان ہے۔
پس تمام عذاب و مواخذہ
لعنت اور نقائص اللہ تعالیٰ
کی جانب لوٹ جائیں گے۔
حالانکہ ان کے بطلان سے
قرآن اور احادیث اور
عقائد بھرے ہوئے ہیں۔

منیف وعقاید مملو است مثلاً
اگر کسے صورت چند از خاک سازد و
آں صورتہارا بآتش بسوزد، یا
بشکند ازیں سوختن وشکستن
خاک بری نیست بلکہ خاک خود
می سوزد و می شکند، زیراکہ نمود صورتہا
وہمی بیش نیست پس چگونہ اسمائے
الٰہی مثل قدوس وسبوح وسبحان
وسلام وآیات واحادیث مشتملبر
تنزیہہ درست آید ونیز مدح اولیاء
بر اثبات مسئلہ وحدت الوجود و
ذم کفار کہ قائل بآن نیستند
برای چہ باشد و در انا الحق گفتن

مثلاً اگر کوئی شخص چند
صورتیں مٹی سے بنائے،
اور ان صورتوں کو آگ
میں جلائے یا توڑ دے
تو اس جلانے اور توڑنے
سے مٹی بری نہیں ہے بلکہ
مٹی خود جلتی ہے اور ٹوٹتی
ہے۔ اس لئے کہ ان صورتوں
کا ظہور وہمی سے زیادہ کی
حیثیت نہیں ہے۔ پس کس
طرح اسمائے الٰہی مثلاً قدوس
سبوح، سبحان اور سلام
اور آیات واحادیث جو تنزیہہ
پر مشتمل ہے درست ہوسکیں
گے اور نیز اولیاء کی تعریف
وحدت الوجود کے مسئلے کے ثابت
کرنے پر اور کفار کی برائی، جو
اس کے قائل نہیں ہیں کس طرح
ہو گی اور منصور قدس سرہ کے

منصور قدس سرہٗ و انا ربکم الاعلیٰ
گفتن فرعون فرق چیست و معنی
بیت مثنوی ؎
آن انا را رحمۃ اللہ از وفا
وین انا را لعنت در قفا
چہ باید کرد۔ پس بیقین ثابت شد کہ
عینیت ہم حقیقی اصطلاحی و غیریت
ہم حقیقی اصطلاحی است و عینیت
حقیقی و غیریت نسبی و غیریت حقیقی و
عینیت نسبی کہ فریقین ملاحدہ منکرین
می گویند، یا از دائرۂ اذہان ایشاں
بیروں نہ نہادہ مانند شریک باری
در کنج عدم متواریست بلکہ خالقی

انا الحق کہنے میں اور فرعون کے
انا ربکم الاعلیٰ کہنے میں کیسے
فرق ہوگا اور مثنوی کے اس
بیت کا کیا معنی لیا جائے گا کہ
؎ وہ انا وفا کی وجہ سے
رحمۃ اللہ ہے اور اس انا کے
پیچھے لعنت اللہ ہے۔ پس یقین
سے ثابت ہوگیا کہ عینیت بھی
حقیقی اصطلاحی ہے اور غیریت
بھی حقیقی اصطلاحی ہے، اور
عینیت حقیقی اور غیریت نسبی
اور غیریت حقیقی اور عینیت
نسبی کہ ملاحدہ اور منکرین
فرقہ والے کہتے ہیں، یا وُں
ان کے ذہنوں سے بالکل خارج
نہیں ہے جیسے شریک باری عدم
کے گوشہ میں پوشیدہ ہے۔
بلکہ وہ خالق جو خلق کے
ساتھ عین حقیقی اور غیر نسبی

که عین حقیقی و غیر نسبی است با
خلق و خلقی که غیر حقیقی و عین نسبی
است با خالق در خارج وجود
ندارد و برائے شہادت بر صحت
ایں مدّعا دو گواہ عدل از کلماتِ
قدسیۂ حضرت قطب الاقطاب
فرد الاحباب پیر پیراں سیّد عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا و
ونفعنا من برکاتہ علومہ آمین آوردہ
می شود تا باعثِ ازدیادِ یقین تو
شود بیقین بشنو فلا نری الغیرہ
وجودا مع حفظ حدود الشرع
وکلمۂ ثانی کل حقیقۃ ردت لها

اور وہ خلق خالق کے ساتھ
غیر حقیقی اور عین نسبی ہے خارج
میں کوئی وجود نہیں رکھتا ہے
اور اس مدعا کی صحت
پر شہادت کے لئے حضرت
قطب الاقطاب فرد الاحباب
پیر پیراں سید عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ
وارضاہ عنا ونفعنا من
برکاتہ علومہ (آمین) کے
کلمات قدسیہ سے دو عادل
گواہ لائے جاتے ہیں تاکہ تم کو
یقین زیادہ ہو یقین سے سنو:-
(ترجمہ) پس نہیں دیکھے گا
تو اس کے غیر کا وجود حدودِ
شریعت کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ
اور دوسرا کلمہ، ہر وہ حقیقت
جس کو شریعت رد کر دے
پس وہ زندقہ ہے۔ اے

الشريعة فهو زندقة، اللهم
انّي اسئلك من خير ما سألك
به نبيك محمد واعوذ بك من
شر ما استعاذ بك منه
محمد نبيك صلى الله تعالىٰ عليه
وآله وسلم برحمتك يا ارحم
الراحمين۔

اللہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے تجھ سے جو کچھ بہتر سوال
کیا میں تجھ سے وہی سوال کرتا
ہوں اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم نے جن چیزوں کی
بُرائی سے پناہ مانگی ہے،
میں بھی اُن سے پناہ مانگتا ہوں
—— تیری رحمت کے وسیلہ
سے، اے تمام رحم کرنے والوں میں
زیادہ رحم کرنے والے!

رسالۂ حق الحق

که سیف قاطعیست در قطعِ شبہات و شکوک که بر کشفِ مطلق که
کشفِ الٰہی ہست می آرند

(ترجمہ) ان شکوک و شبہات کے کاٹنے میں سیف قاطع ہے کشفِ مطلق جس کو کشفِ الٰہی بھی کہتے ہیں کئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین

الحمد للہ که غیرِ خود ہموست و الصلوٰۃ والسلام علی محمدؐ که عین مقصود خود ہموست و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

اما بعد میگوید اقل الخلق و الخلیقہ رکن الدین محمد شاہ ابوالحسن القادری احسن اللہ حالہٗ و مالہٗ

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو اپنا غیر وہی ہے اور درود و سلام نازل ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو عینِ مقصود ہیں خود وہی ہے اور ان کے تمام آل و اصحاب پر۔

بعد حمد اور صلوٰۃ کے مخلوق اور وجود میں کمتر رکن الدین سید شاہ محمد ابوالحسن القادری اللہ تعالےٰ اس کے حال اور انجام کو بہتر کرے

که ای طالبانِ حق وای مریدانِ
کشفِ مطلق، بدانید که کشف مقید
که آنرا توحید شهودی میگویند و کشف
کون و خرق عادات از لوازم آنست
و مقصود بالذّات نیست ارسال
رسل و انزالِ کتب برای حصول آن
نشده و آن از مراتبِ عامه است
زیرا که با انبیاء و اولیاء اصحاب
شمال نیز دراں شریک اند و حصول
آن مثل جوانی و پیریِ طبیعت
عالم است که بعد سحق و محق همه
بنی آدم را در قیامت خواهد شد۔
ـ روزِ حشر که بر عموم بشر

کہتا ہے کہ اے حق کے طلب کرنے
والے اور کشفِ مطلق کے چاہنے
والے جان لو کہ کشف مقید جس کو
توحید شہودی کہتے ہیں اور کون کا
کشف اور خرق عادت اس کے
لوازم میں سے ہیں اور وہ مقصود بالذات
نہیں ہیں رسولوں کا بھیجنا، اور
کتابوں کا نازل کرنا اس کے لئے
نہیں ہوا ہے اور وہ مراتب عامہ
سے ہے اس لئے کہ انبیاء اور
اولیاء کے ساتھ اصحاب شمال
بھی اس میں شریک ہیں اور اس
کا حصول طبیعت عالم کے جوانی اور
بڑھاپے کے مثل ہے جو تمام بنی
آدم کے فناء ہونے مٹنے کے
بعد کے قیامت میں ہوگا ـ
محشر کے دن تمام بشر
پر حق تعالیٰ تمام صورتوں
میں تجلّی فرمائے گا

حق تجلّی کند بجملہ صور

بلکہ بہر ذرہ را از ذرّات عالم خواہد
شد و پیش از بعثت انبیاء مردم
را حاصل بود و بعد از بعثت انبیاء
نیز حکماء را بود مثل افلاطون و جالینوس
وغیرہما چنانچہ در کتب معتبرۂ کلامیہ
مرقوم است کہ یافت حق تعالے
بکشف است یا بدلیل۔

آنانکہ بکشف یافتہ اند، و
تابع انبیاء نشدہ حکمای اشراقین
اند و آنانکہ بکشف یافتہ و تابع
انبیاء شدہ صوفیہ اند آنانکہ بدلیل
یافتہ و تابع انبیاء نشدہ حکمائے

بلکہ ذرات عالم میں سے ہر ذرے
کو تجلّی ہو گی اور بعثت انبیاء
سے پہلے لوگوں کو حاصل تھی
اور انبیاء کی بعثت کے بعد بھی
حکماء کو میسر تھی جیسے افلاطون
اور جالینوس وغیرہما، جیسا کہ علم
کلام کی معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے
کہ اللہ تعالے کی یافت یا
تو کشف سے ہے، یا دلیل سے،

جن لوگوں نے کشف سے پایا اور انبیاء کے تابع
نہیں ہوئے حکماء اشراقین ہیں اور جن لوگوں نے
کشف سے پایا اور انبیاء کے تابع ہوئے صوفیہ
ہیں اور جن لوگوں نے دلیل سے پایا اور
انبیاء کے تابع نہیں ہوئے حکماء مشائین
ہیں۔

اور جن لوگوں نے دلیل

مشائین اند وآنانکہ بدلیل یافتہ وتابع انبیاء شدہ متکلمین اند، پس بتوضیح معلوم شد کہ برائے حصول آن احتیاج ارسالِ رُسل وانزالِ کتب نیست فلہذا در زمانِ ما بعضے جوگیان وسنیاسیان نیز بآن میرسند وآن مشروط بریاضاتِ شاقہ واشغالِ مقیدہ است کہ مشترک است درمیان اہلِ اسلام وہنود۔ چنانچہ درکتبِ سلوک مشروحاً مسطور است پس بیقین معلوم شد کہ کشف مقید مقصود بالذات نیست وآنچہ مقصود بالذات

سے پایا اور انبیاء کے تابع ہوئے متکلمین ہیں۔

پس وضاحت سے معلوم ہوا کہ اس کے حصول کے لئے ارسالِ رسل اور انزال کتب کی ضرورت نہیں ہے۔ پس اسی لئے ہمارے زمانے میں بعض جوگی اور سنیاسی بھی اس کشف تک پہنچتے ہیں اور وہ ریاضاتِ شاقہ اور اشغال مقیدہ کے ساتھ مشروط ہے اور یہ اہل اسلام اور ہنود کے درمیان مشترک چیز ہے جیسا کہ سلوک کی کتابوں میں تشریحاً لکھا ہوا ہے۔

پس یقین سے معلوم ہوا کہ کشف مقید مقصود بالذات نہیں ہے اور وہ جو کہ مقصود بالذات ہے۔ علم باللہ ہے

است علم باللہ ست کہ کشف
الٰہی ست وآں اصطلاحست و
موقوفست بر قال صحیح مرشد
اصطلاح داں وارسال رسل و
انزال کتب محض برائے حصول آنست

سوال اکثر کمل در زمان سابق
خود بایں مقام رسیدہ طالباں را
نیز بہمیں طریق بحق واصل میکردند،
سبب چہ بود؟

جواب بداں کہ جواب ایں بوجوہ
است یکے آنکہ ایشاں را کمال شوق
وصول بود و بے قرار میبودند و
خود بخود بایں مقام میرسیدند و تسلی

جو کشفِ الٰہی ہے، اور یہ
اصطلاح ہے اور اصطلاح
جاننے والے مرشد کے صحیح
قال پر موقوف ہے، ارسالِ
رسل اور انزالِ کتب محض اسی
کے حصول کے لئے ہیں۔

سوال: اکثر کاملین پہلے
زمانے میں خود اس مقام پر
پہنچکر طالبین کو بھی اسی طریقہ
سے حق تک پہنچاتے تھے
اس کا کیا سبب تھا۔

جواب جانئے کہ اس کا جواب
چند طریقے سے ہے۔
ایک یہ کہ ان کو وصول کا شوق
بہت زیادہ تھا اور بہت بے قرار
رہا کرتے تھے اور خود بخود اس
مقام تک پہنچ جاتے تھے، پھر بھی

نمی یافتند۔ دوم آنکه پیش از یافتن
مرشد کامل چنیں کارہا میکردند۔ چوں
مرشد را می یافتند ریاضتہا گذشتہ
خود را بوی تسلیم می نمودند ؎

کار و باری کہ ندارد پا و سر
ترک کن ہیں پیر خر اے پیر خر
غیر پیر استاد و سر لشکر مباد
پیر گردوں نے ولی پیر رشاد
شرط تسلیم است نے کار دراز
سود نبود در ضلالت ترکتاز
من بجویم زیں سپس راہ اثیر
پیر جویم پیر جویم پیر پیر

سوم ہم ایشاں طبیبان الٰہی بودند،

تسلی نہیں ہوتی تھی۔
دوسرے یہ کہ مرشد کامل کے پانے
کے پہلے ایسی ایسی ریاضتیں کیا کرتے
تھے، جب مرشد کامل کو پا جاتے
ریاضتوں کو چھوڑ کر اپنے آپ کو
مرشد کامل کے حوالے کر دیتے تھے۔

؎ وہ کاروبار جس کا پاؤں اور
نہ سر ہے چھوڑ دے۔ ہاں پیر اختیار
کر اے فلاں پیر اختیار کر۔ پیر
کے سوا کوئی استاد اور سردار لشکر
نہ ہو (میری مراد) پیر گردوں نہیں ہے
لیکن پیر ہدایت ہے۔ اپنے آپ
کو سپرد کر دینا شرط ہے، نہ کہ ریاضت
شاقہ، ضلالت میں دوڑ دھوپ
مفید نہیں ہے۔ میں اس کے بعد دنیا
کا راستہ نہ ڈھونڈوں گا۔ پیر ڈھونڈھ
رہا ہوں، پیر ڈھونڈھ رہا ہوں، پیر
پیر

تیسرے یہ کہ یہ لوگ طبیبان الٰہی

مناسب حال اہل زمانہ علاج می
کردند ما طبیبانیم شاگردانِ حق
بحرِ قلزم دید مارا فانفلق
آں طبیبانِ طبیعی دیگراند
کہ بدل از راہِ نبضی بنگرند
ما بدل بیواسطہ خوش بنگریم
کز فراست ما بعالی منظریم
و دریں زمان کہ طالبان حق بہ
مثال اطفال ضعف مزاج دارند
آں علاج ایشاں راچگونہ راست آید

چہارم آنکہ در زمان ما چنانچہ
علمائے دیندار برائے ہدایت تابعان
حکماء مشائین تعلم علوم عقلی نمودہ و

تھے زمانے والوں کے حال کے مناسب
علاج کرتے تھے

ہم شاگردانِ حق ہیں، طبیب ہیں
بحر قلزم نے ہم کو دیکھا تو پھٹ
گیا، وہ طبعی طبیب دوسرے ہیں، جو
دل کو نبض کی راہ سے دیکھتے
ہیں۔ہم دل کو بلا واسطہ اچھی طرح
دیکھتے ہیں۔

اس لئے کہ ہم فراست سے
بہت بلند منظر پہ ہیں اور اس زمانے
میں کہ طالبان حق بچوں کی مثال
پر کمزور مزاج رکھتے ہیں، وہ علاج
ان کو کس طرح مناسب آئیگا۔

چوتھے یہ کہ ہمارے زمانے میں جس
طرح دیندار علماء نے ہدایت کے لئے
مشائین حکماء کے متبعین کو، علوم عقلیہ
کو سیکھا اور ان کے دلائل کو نقلی

و دلائل آں را مطابق دلائلِ نقلی کردہ ایشاں را الزام دادہ ہدایت بدین و ایماں کردند ہمچنیں اولیاء کشفِ مقید حاصل کردہ تابعانِ حکمائے اشراقین را جوگیان و سناسیاں را کہ کشفِ مقید داشتند الزام دادہ ہدایت بدین و ایماں نمودند پس کشفِ مقید و کشف کون و خرق عادات محتاج الیہ اولیاء برائے ہدایت گمراہان ست نہ مقصود بالذات

پنجم آنکہ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق آمدہ چوں ہر راہی کہ مقید بود متروک شدہ زیراکہ مقصود

دلائل کے مطابق کیا، ان کو الزام دیکر دین وایمان کی ہدایت بخشی، اسی طرح اولیاء نے کشفِ مقید حاصل کر کے حکماء اشراقین کے تابع لوگوں کو اور جوگیوں اور سناسیوں کو جو کشف مقید رکھتے تھے الزام دے کر دین و ایمان کی جانب ہدایت کی۔ پس کشفِ مقید کشف کون اور خرق عادات جن کی اولیاء کو ضرورت ہوتی تھی گمراہوں کی ہدایت کے لئے تھے نہ کہ مقصود بالذات تھے

پانچویں یہ کہ اللہ کی جانب پہنچنے کے راستے مخلوق کے سانس کی تعداد میں ہیں۔ ہر وہ راہ جو مقید تھی متروک ہو گئی۔

بالذّات نیست و ازانجملہ کشف مقیّد نیز یکے است و راہی کہ مطلق است و جامع جمیع طرق است مقصود بالذّات است و آں کشف الٰہی است پس حصول آں ضرور شدہ پس راہِ متروک را اختیار کردن و راہ ضروری راگذاشتن راہ وصول حق کہ مقبول است مسدود نمودن است

اس لئے کہ مقصود بالذّات نہیں ہے اور انہیں میں سے ایک کشف مقید بھی ہے اور وہ راہ جو مطلق ہے تمام راستوں کو جامع ہے اور مقصود بالذات ہے وہ کشفِ الٰہی ہے۔ پس اس کا حصول ضروری ہوا۔ لہٰذا متروک راستہ اختیار کرنا اور ضروری راستہ کو چھوڑ دینا جو حق تک پہنچنے کا راستہ ہے اور مقبول ہے مسدود کر دینا ہے۔

فصل در اثبات ہمیں معنی یعنی اثباتِ عینیت حقیقی معہ غیریت حقیقی،

فصل اسی معنی کے ثابت کرنے میں، یعنی عینیت حقیقی غیریت حقیقی کے ساتھ ثابت کرنا۔

سوال چوں سالک را فناء الفناء مقید دست دہد اضمحلالِ تام در شعور او نماید، دراں حال اندراس نسبتِ

سوال۔ جب سالک کو مقید فناء الفناء میں حاصل ہو جاتا ہے، تو پورے طور پر اضمحلال اس کے شعور میں پیدا ہوتا ہے۔ ایسی

عینیت حقیقی و غیریت مجازی با مولا
تعالی صحیح است بر مثالِ گفتن مجنوں
انا لیلی اما بعد افاقہ چگونہ صحیح شود
اگر می شدے کمل بر انا الحق گفتنِ منصور
ایراد نہ کردندے۔ چنانچہ عاشقِ شہباز
خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ فرمود کہ اگر
منصور در زمانِ من بودے، او را
مسلمان می کردم و اگر ابراہیم ادہم
بودے ہم بر تخت بخدا می رسانیدم
یعنی حق سبحانہٗ تعالی بحکم ہو الظاہر
اظہرِ اشیا ست جہتہ رسانیدن او
کشفِ مقید و ریاضاتِ شاقہ چہ ضرور
است کشفِ مطلق کہ کشفِ الٰہی

حالت میں اس کو نسبت عینیت
حقیقی و غیریتِ مجازی کی اللہ
تعالی کے ساتھ نسبت صحیح ہے جیسا
کہ مجنوں کا انا لیلےٰ کہنا، لیکن
افاقہ کے بعد کیسے صحیح ہو سکتا
ہے۔ اگر صحیح ہوتا تو کاملین منصور
کے انا الحق کہنے پر اعتراض نہ کرتے
چنانچہ عاشق شہباز خواجہ بندہ نواز
قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر منصور
میرے زمانے میں ہوتے تو میں ان
کو مسلمان کرتا اور اگر ابراہیم
ادہم ہوتے تو حکومت کے تخت
پر بھی ان کو خدا تک پہنچاتا یعنی
حق سبحانہٗ و تعالی ہو الظاہر
کے مطابق اشیاء میں ظاہر تر ہے
اس تک پہنچانے کے لئے کشفِ
مقید اور ریاضاتِ شاقہ کی کیا
ضرورت تھی۔
کشفِ مطلق جو کشفِ الٰہی ہے

است وآں از قال صحیح کمل حاصل

می شود ضروریست وسلطان العارفین

بایزید بسطامی قدس سرہ نفرمودے

کہ ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی

فانا الیوم مجوسی فاقطع زناری بسکین

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد

ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ۔

ازینجاست کہ شیخ الکل میراں محی الدین

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ عنہ وارضاہ

عنا ونفعنا بعلومہ آمین فرمود کہ اسپ

من واسپ اخی بایزید در میدان توحید

برابر دویدند۔ اما اسپ من دو

قدم پیش رفت۔ یکے آں کہ

وہ کاملین کے صحیح قال سے حاصل

ہوتا ہے، وہ ضروری ہے، اور

سلطان العارفین بایزید بسطامی

قدس سرہ یہ نہ فرماتے کہ اگر آج میں

سبحانی ما اعظم شانی کہوں پس آج میں

مجوسی ہوں۔ لہذا میرے

زنار کو اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ

وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد ان محمدًا

عبدہٗ ورسولہٗ کی چھری سے کاٹ

دو۔

اور اسی جگہ ہے کہ شیخ الکل

میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانی

رضی اللّٰہ عنہ وارضاہ عنا ونفعنا بعلومہ

(آمین) نے فرمایا کہ میرا گھوڑا اور

میرے بھائی بایزید کا گھوڑا توحید

کے میدان میں برابر دوڑ رہے ہیں

لیکن میرا گھوڑا دو قدم آگے ہے،

ایک یہ کہ وہ بغیر شادی کے اس

مقام تک پہنچے اور میں نکاح کی

او بہ تجرید بدیں مقام رسید و
من سنت تزویج ادا کردہ بایں
مقام رسیدم، دیگر آں کہ او در غلبۂ
حال کلمۂ سبحانی ما اعظم شانی بر زباں
راند و من در غلبۂ حال چنیں کلمہ نگفتم
جواب این نسبت بعد افاقہ صحیح
نیست زیرا کہ ناشی از حالت
اضمحلال شعور و سکر و بیہوشی است
و بحصول کشف الٰہی کہ کشف
مطلق است و ناشی از مقام تمیز و
ہوش است سرّ عینیت حقیقی و غیریت
حقیقی بر سالک منکشف می شود،
دراں وقت ہر چہ داند و ہر چہ گوید

سنت ادا کرتے ہوئے اس
مقام تک پہنچا۔
دوسرے یہ کہ انہوں نے حال
کے غلبہ میں سبحانی ما اعظم شانی
کا کلمہ زبان پر لائے اور میں نے
غلبۂ حال کے وقت میں ایسا کلمہ
نہیں کہا ـــ
جواب یہ نسبت افاقہ کے بعد
صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ شعور
کے اضمحلال اور سکر کی حالت
سے پیدا ہوتی ہے اور کشف
الٰہی کے حصول سے جو کشف
مطلق ہے اور تمیز و ہوش کے
مقام سے پیدا ہوتا ہے،
عینیت حقیقی اور غیریت
حقیقی کا بھید سالک پر کھل
جاتا ہے اس وقت میں جو کچھ
جانتا ہے جو کچھ کہتا ہے،
اور جو کچھ کرتا ہے اور جو کچھ

وہرچہ کند وہرچہ بیند باتبعیت شریعت مطابق واقع است و ارسالِ رُسل و انزالِ کتب برائے تفہیم واقع است وآں موقوف بر قالِ صحیح کامل است یا غلام یوخذ العلم من افواہ رجال اللہ لامن الصحائف والدفاتر نہ بر علم رسمی نہ بر ریاضات شاقہ نہ بر کشفِ شہودی نہ بر کشف کون نہ بر خرق عادات کہ لازم آنست والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ وما علینا الا البلاغ

دیکھتا ہے شریعت کی اتباع کے ساتھ واقع کے مطابق ہے۔ اور رسولوں کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا واقع کو سمجھانے کے لئے ہے اور یہ کامل کے صحیح قال پر موقوف ہے۔ اے لڑکے علم اللہ والوں کے منہ سے حاصل کیا جاتا ہے نہ کہ کتب اور دفاتر سے۔ اور نہ علوم رسمی پر، نہ ریاضات شاقہ پر، نہ کشف شہودی پر، نہ کون کے کشف پر نہ خرق عادات پر جو اسکے لوازم ہیں۔ سلامتی ہے اس شخص پر جس نے ہدایت کی اتباع کی اور نہیں ہے ہمارے اوپر مگر روشن حقیقت کا پہنچانا۔

رسالۂ برہانِ قاطع
در بیان
توحیدِ جامع

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین

یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

الحمد للہ الواھب التحقیق والا یقان والموصل الی الذوق والوجدان والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد صاحب العلم والعیان وکاشف اسرار الکشف والبرھان صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ التابعین لہ بجمال الایقان ۵

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تحقیق وایقان کا بخشنے والا ہے اور جو ذوق اور وجدان تک پہنچانے والا ہے اور درود و سلام ہو محمدؐ جو علم اور اعیان اور کشف و برہان کے اسرار کو کھولنے والے ہیں اور اللہ کی رحمت نازل ہو ان پر اور انکی آل اور انکے اصحاب پر جو کمال یقان سے پیروی کرنیوالے ہیں۔

اما بعد میگوید کمترین خادمانِ جناب قدوۃ العارفین و زبدۃ الواصلین

حمد و صلوٰۃ کے بعد جناب قدوۃ العارفین و زبدۃ الواصلین

حضرت محمد مخدوم القادری قدس
اللہ سرہ ابو الحسن القادری احسن اللہ حالہ
ومالہ ـــــ بداں ای عزیز
ارشدک اللہ وایانا الی کمال الایمان
بالتحقیق والایقان والذوق والعیان
کہ حق تعالیٰ در قرآن مجید فرمودہ یا یہا
الذین آمنوا آمنوا باللہ و رسولہ
و در جای دیگر فرمودہ ھو الذی انزل
السکینۃ فی قلوب المؤمنین
لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم
ایمان اول قرار داد مجتہدین است
رحمہم اللہ علیہم وشکر سعیہم، و شریعت
بمعنی ظاہر دین کہ در کلام عرفاء قدس اللہ

حضرت محمد مخدوم القادری قدس
سرہٗ کا کمترین خادم ابو الحسن
القادری، اللہ تعالیٰ اس کے حال و انجام
کو بہتر بنائے کہتا ہے ـــ ای عزیز
اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں تحقیق و ایقان
اور ذوق و اعیان کے ساتھ کمال ایمان
کی ہدایت کرے، جانو کہ حقتعالیٰ نے
قرآن مجید میں فرمایا ہے' کہ اے لوگو!
وہ جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ
اور اسکے رسول پر' اور دوسری جگہ
فرمایا کہ وہ اللہ جس نے سکینہ کو
مومنین کے دلوں میں نازل فرمایا تاکہ
ان کے ایمان کے ساتھ اور ایمان میں
زیادتی ہو' ایمان اول مجتہدین کا قرار
دادہ ہے (اللہ ان پہ رحم فرمائے اور انکی
کوشش قبول کرے) اور شریعت بمعنی
ظاہر دین جو عرفاً قدس اللہ اسرارہم کے
کلام میں آیا ہے وہی ہے' اور وہ واقع
او نفس الامر میں عبد و رب کے درمیان'

اسرار ہم آمدہ ہمانست و آں ثبوت
نسبت غیریت است درمیان عبد
و رب در واقع و نفس الامر کہ حقائق
الاشیاء ثابتہ و عرفاء نیز مثبت
ایں غیریت اند چنانچہ کلام بعضے
از ایشاں ست غیریۃ حقیقیۃ و
ذاتیۃ و ایمان ثانی قرار داد عرفاست
و حقیقت بمعنی باطن دین کہ در کلام
ایشاں می آید عبارت ازاں است
و آں ثبوت نسبت عینیت حقیقی است
درمیان رب و عبد در واقع و نفس
الامر پس منشاء غیریت حقیقی ایمان
اول است و منشاء عینیت حقیقی

غیریت کی نسبت کا ثبوت ہے۔
اس لئے کہ حقائق اشیاء ثابت
ہیں اور عرفاء بھی اس غیریت کو
ثابت کرتے ہیں جیسا کہ ان میں سے
بعض کا کلام ہے کہ غیریت حقیقی
ہے، اور ذاتی ہے۔ اور ایمان ثانی
عرفاء کا قرار دادہ ہے اور حقیقت
باطن دین کے معنی میں جو ان کے
کلام میں آتا ہے اور ان کی مراد
اسی سے ہے۔ واقع اور
نفس الامر میں رب اور عبد
کے درمیان عینیت
کی نسبت کا ثبوت ہے۔
پس غیریت حقیقی کا منشاء
ایمان اول ہے اور عینیت
حقیقی کا منشاء ایمان ثانی ہے۔
اور ہر دونوں کا جمع کمال
دین سے ہے۔

ایمان ثانی وجمع از کمال دین
است چنانچہ قول جنید است
قدس سرہ الجمع بلا تفرقۃ
زندقۃ وجمع الجمع توحید ؎
فرق چہ بود عین غیر انگاشتن
جمع غیرش را عدم پنداشتن
صاحب تقلید اہل فرق دان
کو ندید از حق دریں عالم نشاں
آنکہ گوید نیست کلی ہیچ غیر
در یقین اوست مسجد عین دیر
جمع جمع است آنکہ حق بیند عیاں
در مرایای ہمہ فاش و نہاں
صاحب این مرتبہ کامل بود

جیسا کہ حضرت جنید قدس سرہ کا
قول ہے جمع بلا تفرقہ کے زندقہ ہے
اور جمع الجمع توحید ہے ؎
فرق کیا چیز ہے عین غیر سمجھنا
جمع کیا ہے اس کے غیر کو معدوم سمجھنا۔
تقلید والے کو اہل فرق
سمجھو۔
جس نے اس عالم میں حق کا نشان
نہ دیکھا۔
جو آدمی یہ کہتا ہے پورے طور
پر کوئی غیر نہیں ہے۔
اس کے یقین میں مسجد بعینہٖ
مندر ہے۔
جمع الجمع وہ جو حق کو عیاں
دیکھتا ہے۔
تمام کے آئینوں میں فاش اور
نہاں دیکھتا ہے۔
یہ مرتبے والا کامل ہوتا ہے۔

زاں کہ ایں آں ہر دو را شامل بود و مجتہدین نیز مصدق ایں معنی اند چنانچہ قول امام المسلمین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مصرح ایں معنی است من تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن جمع بینہما فقد تحقق وحصول ہر دو بخبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم است وبس۔

کیونکہ اس کو اور اُس کو دونوں کو شامل ہے۔

اور مجتہدین بھی اسی معنی کے مصدق ہیں جیسا کہ امام المسلمین امام مالک رح کا قول ہے اس حقیقت کی وضاحت کر رہا ہے کہ جس نے فقہ سیکھی اور تصوف نہیں سیکھا پس وہ فاسق ہوا اور جس نے تصوف سیکھا اور فقہ نہیں سیکھی پس وہ زندیق ہوا اور جس نے ان دونوں کو جمع کیا، پس وہ محقق ہوا اور دونوں کا حصول مخبر صادق علیہ السلام کی خبر سے ہے اور بس۔

اللھم ارزقنا ھذا المعنی بطریق الذوق والعیان کما اعطیت بالتحقیق والایقان ببرکۃ حبیبك

اے اللہ! ہمیں ذوق اور عیان کے طریقے سے اس حقیقت کی توفیق دے جیسا کہ تو نے تحقیق اور ایقان کے ساتھ عطا کیا اپنے حبیب

محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام والتحیۃ والرضوان برحمتك یا ارحم الراحمین۔

محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والرضوان کی برکت سے، اپنی رحمت سے ارحم الراحمین۔

دلیل محکم فی بیان التوحید الاقوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وبہ نستعین

حمد ذاتی کہ ہمہ از وست و بدوست بلکہ ہمہ اوست و صلوٰۃ و سلام بر موجودیکہ فی الحقیقۃ مظہر حق تعالیٰ اوست و ہمہ مظاہر اوست صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس ذات کے حمد تمام اسی سے ہیں، اسی کے ساتھ ہیں بلکہ تمام وہی ہے اور صلوٰۃ و سلام ایسے موجود پر جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے مظہر وہی ہیں اور تمام آپ کے مظاہر ہیں۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بداں ای عزیز ارشدک اللہ

اے عزیز! اللہ تعالیٰ تمہیں اور

وما یا نا الی کمال العرفان بالتحقیق
والایقان والذوق فی الوجدان

کہ قرار داد علماء است کہ بندہ فاعل
مختار است و اضافت ثبوت
اختیار با سلب آن بعبد میکنند
و از طریق افراط و تفریط اجتناب
ورزند و مذہب ایشاں بہ ثبوت
اختیار بعبد و سلب آن نست از وی
و دانستن آن بروجہ واقع مفوض بعلم
الٰہی دارند یا راسخان در علم کہ علم
ایشاں قطرۂ از بحر علم نامتناہی ست

ہم چنیں عرفا بہ ثبوت وجود بعبد
و سلب آن از وی قائل اند و علماء

ہمیں کمال عرفان کی جانب تحقیق و ایقان
ذوق و وجدان کے ساتھ
پہنچائیے یہ بات جانو کہ علماء کا متفقہ فیصلہ
ہے کہ بندہ فاعل مختار ہے اور اختیار کے
ثبوت کی نسبت اسکے سلب کے ساتھ بندے
سے کرتے ہیں۔ اور زیادتی و کمی کی راہ
سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور ان کا مذہب
بندے کے ساتھ اختیار کا ثبوت
اور اس سے اس کا سلب
ہے اور اس کا جاننا واقع کے
طور پر علم الٰہی کے حوالے
کرتے ہیں یا علم میں رسوخ
رکھنے والے کہ جن کا علم
نا متناہی علم کے سمندر سے
ایک قطرہ ہے۔

اسی طرح عرفاء بندے
کے وجود کے ثبوت اور اس
سے اس کے سلب کے
قائل ہیں۔ اور علماء بندے

در ثبوت وجود بعبد با ایشان همراه
اند و در سلب آن از وی و ثبوت
آن بحق در ظاهر از ایشان تصریحی نیست
و دانستن کیفیت آن نیز بر وجه
واقع مفوض بذوق و وجدان است
بیان آن چنین است که وجودی که
مبداء آثار عبد است بوجهی بعبد
مثبت است و بوجهی برب و از وجه
ثبوت آن بعبد غیر حقیقی رب
است و از وجه افاضه آن از رب
عین حقیقی رب زیرا که وجود از حیثیت
تعین و تشخص عین عبد و از حیثیت
صرافت و اطلاق عین رب و

کے ساتھ وجود کے ثبوت میں
ان کے ساتھ متفق ہیں اور وجود
کے سلب میں بندے سے اور حق
کے ساتھ اس کے ثبوت کے بارے میں
ان کے ظاہر کلام میں کوئی تصریح
نہیں ہے اور اسکی کیفیت کا جاننا بھی
واقع طور پہ ذوق اور وجدان کے
سپرد ہے - اور اس کا بیان اس
طرح ہے کہ وہ وجود جو بندے کے
آثار کا مبداء ہے ایک طرح سے
بندے کے ساتھ ثابت ہے، اور
ایک وجہ سے رب کے ساتھ اور بندے
کے ساتھ اس کے ثبوت کی رو سے
رب کا غیر حقیقی ہے اور رب سے اس کے
افاضہ کی رو سے رب کا عین
حقیقی ہے اس لئے کہ وجود تعین اور
تشخص کی حیثیت سے بندے کا عین
ہے اور صرافت اور اطلاق کی
حیثیت سے رب کا عین ہے۔

منشاء صرافت واطلاق بر سلب وجود
از عبد است وہمان یک وجود منسوب بہ
این دو نسبت است وہر دو نسبت
در واقع و نفس الامر ثابت والا قباحات
کثیرہ از بطلان ارسال رسل و انزال
کتب و تکلیف امر و نہی و وعد و وعید
وغیرہا در پیش و در ہر دو حالت آن
وجود حادث ست نہ قدیم زیرا کہ جمع
حدوث با قدم متعذر ست کہ :-
الحادث اذا قورن بالقدیم لم
یبق لہ اثر گلشن راز ؎
نہ ممکن کو ز حد خویش بگذشت
نہ او واجب شد و نے واجب او گشت

اور صرافت واطلاق کا منشاء بندے
سے وجود کے سلب پر ہے۔ اور وہی
ایک وجود ان دو نسبتوں کے ساتھ
منسوب ہے اور دو نسبتیں واقع اور
نفس الامر میں ثابت ہیں اور نہ
بہت سی خرابیاں درپیش ہوتی ہیں۔
مثلاً ارسال رسل اور کتابوں کا اُتارنا
اور امر و نہی اور وعد و وعید کی
تکلیف وغیرہ باطل ہوتے ہیں اور
دونوں حالتوں میں وہ وجود حادث
ہے نہ کہ قدیم۔ اس لئے کہ حدوث
کا قدم کے ساتھ جمع ہونا محال ہے۔
کیونکہ حادث جب قدیم کے ساتھ ملایا
جائے گا تو اس کا اثر باقی نہ رہیگا۔
گلشن راز ؎
وہ ممکن نہیں جو اپنی حد سے تجاوز
کر گیا۔ نہ ممکن واجب ہوا اور نہ واجب
ممکن ہوا۔
وہ تعین ہے جو ہستی

تعیّن بود کز ہستی جدا شد
نہ حق بندہ شد و بندہ خدا شد
میانہ رہ صراط المستقیم است
زہر دو جانبش قعر جحیم است
وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر
خلقہ محمد و آلہ و صحبہ
وسلم اجمعین ۵

سے جُدا ہوا۔
نہ حق بندہ ہوا اور نہ بندہ خدا ہوا۔ بیچ کا راستہ صراط مستقیم ہے۔ اس کی دونوں جانب جہنم کا گڑھا ہے۔

اور اللہ کی رحمت نازل ہو مخلوق کے بہترین محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر۔

رسالہ عین العیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وبہ نستعین

الحمد لہ و منہ وبہ والیہ
والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد
و منہ وبہ والیہ وعلیٰ آلہ و
صحبہ اجمعین۔
امّا بعد میگوید غلام قادری ابوالحسن
القادری احسن اللہ حالہ و مآلہ (آمین)
کہ مراتب وصول الی اللہ بر سہ قسم
است اول در مرتبہ مقام شیطانی
کہ اہل آں بخدا می رسند بے اقرار بوحدانیت
حقتعالی و رسالت انبیا بارتکاب
ریاضات شاقہ و اذکار و اشغال کہ

تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور اسی سے
ہیں اور اسی کے ساتھ ہیں اور اسی کی طرف راجع
ہیں اور درود و سلام نازل ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
پر جو آپ سے ہیں، آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی طرف
راجع ہیں اور ان کے تمام آل و اصحاب پر۔
حمد و صلوٰۃ کے بعد غلام قادری ابوالحسن
قادری، اللہ تعالیٰ اس کے حال اور
انجام کو بہتر کرے۔ (آمین) کہتا ہے، کہ
وصول الی اللہ کے مراتب تین قسم پر ہیں۔
اول مقام شیطانی کے مرتبہ ہیں کہ اس
کے اہل خدا تک پہنچتے ہیں۔ حقتعالیٰ
کی وحدانیت اور انبیاء علیہم السلام کی
رسالت کے اقرار کے بغیر ان ریاضات
شاقہ اور اذکار و اشغال کے ذریعے

مشترکست در اہل اسلام و ہنود
و توحید شہودی و کشف مقید و
کشف کون و خرق عادات نیز می
رسند و معرفت ہم حاصل می نمایند
و چون می بینند کہ مراتب وجود خود با
دیگری بالفعل شدہ خود را و او را خدا
می دانند و این معنی از آدمہائے
سابقہ و تابعان ایشان کہ پیش
از آدم علیہ السلام گذشتہ اند و حکما
مثل افلاطون و ارسطو و غیرہما و کفار
مثل سناسیان و جوگیان و براہمہ
توان دانست اما معرفت ایشان
بہیچ وجہ مطابقت با واقع ندارد

جو اہل اسلام اور ہنود کے درمیان
مشترک ہیں اور توحید شہودی و کشف
مقید و کشف کون اور خرق عادات
سے بھی پہنچتے ہیں اور معرفت بھی حاصل
کرتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ اپنے
وجود کے مراتب دوسرے کے ساتھ بالفعل
ہو گئے تو اپنے آپ کو اور اس کو خدا
جانتے ہیں اور یہ بات سابقہ آدمیوں
اور ان کے تابعین سے جو آدم
علیہ السلام کے پہلے گزرے
ہیں اور حکماء سے مثلاً افلاطون
اور ارسطو وغیرہ اور کفار جیسے
سنیاسی اور جوگی اور براہمہ
یہ بات ان سے سمجھ سکتے
ہیں۔

لیکن ان کی معرفت کسی بھی
وجہ سے واقعے سے مطابقت
نہیں رکھتی ہے۔

دوم ظاہر دین کے

دوم در مرتبۂ ظاہر دین یا کہ اقرار در وحدانیت حق تعالیٰ و رسالت انبیاء می کنند و تصدیق بدل ہم می دارند و بر اصول دین یقین کردہ و بر فروع آں عمل می کنند و عبادات و ریاضات شاقہ و اذکار و اشغال کہ باہل مقام شیطانی جمع می شود بجا می آرند و بتوحید شہودی و معرفت مقیدہ و کشف مقید و کشف کون و خرق عادات می رسند۔ چوں مدار ایں وصول بر غیریت فقط یا عینیت فقط است معرفت الٰہی ایشاں را مطابق واقع نبود۔ سیوم در مرتبۂ

مرتبہ میں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور انبیاء علیہم السلام کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور دل سے بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں اور دین کے اصول پر یقین کرتے ہوئے اس کے فروع پر عمل کرتے ہیں، اور عبادات و ریاضات شاقہ و اذکار و اشغال جو مقام شیطانی والوں کے ساتھ جمع ہوتا ہے بجالاتے ہیں اور توحید شہودی اور معرفت مقید اور کشف کون اور خرق عادات تک پہنچتے ہیں، جبکہ اس اصول کا مدار صرف غیریت یا صرف عینیت پر ہے۔ ان کو معرفت الٰہی واقع کے مطابق حاصل نہیں ہوتی ہے۔

سیوم ظاہر دین کے مرتبہ میں

ظاہر دین یا باطن آں کو جمع
اضداد است و مودای کریمہ
یا ایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ
اشارت بآن میکنند و آں بعد اقرار
بوحدانیت و رسالت با تصدیق آں
بدل حاصل می شود و آں مراد اللہ و
رسولہ است چنانچہ از کریمہ ھو الذی
انزل السکینۃ فی قلوب المومنین
لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم
معلوم می شود و ازیں جمع خبر می
دہد آیۃ مرج البحرین یلتقیان
بینھما برزخ لا یبغیان دریں
حیات جمع وجود عبد با وجود رب است

باطن دین کے ساتھ جو کہ وہ
اضداد کی جمع ہے اور یا ایہا
الذین آمنوا الخ کی آیت اسی
کی جانب اشارہ کر رہی ہے،
یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے
ایمان لاؤ اللہ اور اس کے
رسول صلے اللہ علیہ وسلم
پر اور وہ وحدانیت اور رسالت
کی اقرار کے بعد دل سے اس
کی تصدیق کے ساتھ حاصل ہوتا
ہے اور وہی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول
صلعم کی مراد ہے جیسا کہ ھو الذی
انزل الخ کی آیت سے معلوم ہوتا ہے،
(وہ جس نے سکینہ کو مومنین کے دلوں میں
نازل فرمایا تاکہ ایمان میں ان کے ایمان کے
ساتھ زیادتی ہو) اور اسی جمع کے بارے
میں مرج البحرین الخ کی آیۃ خبر دیتی ہے
(اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم
ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک)

باجدائی آں وآیۂ وما رمیت اذ
رمیت ولکن اللہ رمی دریں جا
جمع فعل رب با فعل عبد است،
باجدائی آں و از احادیث موتوا
قبل ان تموتوا وقول امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ ھو عین کل شیئ
لا بالمعانیۃ وغیر کل شیئ لا
بالمغائرہ وقول امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ من تفقہ ولم یتصوف فقد
تفسق ومن تصوف ولم یتفقہ
فقد تزندق ومن جمع بینھما
فقد تحقق وقول جنید قدس سرہ
الجمع بلاتفرقۃ زندقۃ وجمع الجمع توحید

اس جگہ میں بندے کا وجود رب
تعالیٰ کے وجود کے ساتھ جمع ہے اسکی جدائی
کے ساتھ اور وما رمیت اذ رمیت الخ اس
جگہ میں رب کے فعل کی عبد کے فعل کے ساتھ
جمع ہے اسکی جدائی کے ساتھ اور موتوا قبل الخ
کی حدیث سے (مرجاؤ مرنے سے پہلے)
اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے قول سے (ترجمہ) وہ ہر شئ کا عین ہے
معائنہ سے نہیں اور ہر شئ کا غیر ہے مغائرہ
سے نہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
کے قول سے، جس نے فقہ سیکھی
اور تصوف نہیں سیکھا پس اس نے
فسق کیا اور جس نے تصوف سیکھا
اور فقہ نہیں سیکھی وہ زندیق ہوا اور جس
نے ان دونوں کو جمع کیا وہ محقق ہوا۔

اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے
قول سے جمع بلا تفرقہ کے زندقہ ہے
اور جمع الجمع توحید ہے۔ اور

وقول غوث الصمدانی رضی اللہ عنہ،
السلامۃ مع الکتاب والسنۃ
والھلاک مع غیرھما وبھما یترقی
العبد الی درجۃ البدلیۃ والولایۃ
والقطبیۃ والغوثیۃ واین توحید
علمی ووجودی است واین معرفت
مطابق بواقع است وحصول آں
موقوف بر قال صحیح است خبر مخبران
صادق کہ مراد از کمل است کہ ایشاں
را علم الٰہی سینہ بسینہ رسیدہ نہ بر علم
رسمی و ریاضات شاقہ وکشف مقید
وتوحید شھودی وکشف کون وخرق
عادات واللہ تعالےٰ یقول الحق
وھو یھدی السبیل

اور حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کے قول سے، سلامتی کتاب اور سنّت کے ساتھ ہے اور ہلاکت ان دونوں کے ماسوا کے ساتھ ہے، اور انہیں دونوں کے ذریعے بندہ بدلیۃ ولایۃ، قطبیۃ اور غوثیۃ کے درجے تک ترقی کرتا ہے اور یہ توحید علمی و وجودی ہے اور یہ معرفت واقع کے مطابق ہے اور اس کا حصول مرشدِ کامل کے صحیح قال پر موقوف ہے اور مخبران صادق کی خبر پر جن سے کاملین مراد ہیں۔ اس لئے کہ ان کو علم الٰہی سینہ بسینہ پہنچا ہے۔ نہ علم رسمی و ریاضتِ شاقہ اور کشف مقید اور توحید شہودی اور نہ کشف کون اور خرق عادات سے اور اللہ تعالیٰ ہی حق کہتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

آں معرفت این ست کہ من عرف
نفسہٗ فقد عرف ربّہٗ۔ و مقصود
آفرینش انساں ہمیں معرفت خاص است
کہ ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون
ای لیعرفون و دریں معرفت غیر انبیاء
و اولیاء کسی شریک نیست و ارسال
رسل و انزال کتب برائے حصول ہمیں
معرفت است و انبیاء بمرتبہ نبوت
و مرسلیت و رسالت و اولو العزمیت
و ختمیت بہمیں معرفت رسیدہ اند و حصول
ایں معرفت موقوف بر اخبار و قال
صحیح ایشان ست یا غلام یوخذ
العلم من افواہ رجال اللہ لا من الصحائف

یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا
اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اور انسان
کی پیدائش کا مقصود یہی خاص معرفت
ہے کیونکہ "میں نے جن و انس کو نہیں
پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری
عبادت کریں یعنی اس لئے کہ وہ مجھے
پہچانیں۔ اور اس معرفت میں سوائے
انبیاء و اولیاء کے کوئی شریک نہیں ہے
اور رسولوں کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل
کرنا اسی معرفت کے حاصل کرنے کے
لئے ہے اور انبیاء علیہم السلام نبوت
اور مرسلیت اور رسالت اور اولو العزمیت
اور ختمیت کے مرتبے کو اسی معرفت کے
ذریعے پہنچے ہیں اور اس معرفت کا حصول
انہیں کی خبروں اور صحیح قال پر
موقوف ہے۔

اے لڑکے! علم اللہ والوں کے
منہ سے لیا جاتا ہے صحیفوں اور
دفتروں سے نہیں لیا جاتا۔

والدہ فائز مثنوی ؎
گوش را نزدیک کن کاں دور نیست
لیک نقل آں بتو دستور نیست
پس نتیجۂ ایں عبارات ایں برآمد بیعت
با خاصانِ الٰہی فرض است برای
حصول معرفت خاص کہ مقصود آفرینش
اوست از حالِ صحیح ایشاں حاصل
می شود نہ از علمِ رسمی نہ ریاضاتِ
شاقہ نہ کشفِ مقید نہ خرقِ عادات
نہ انوار و حالات۔ گلشن راز ؎
رہا کن ترہات و شطح و طامات
خیالِ نور و اسبابِ کرامات
کراماتِ تو اندر حق پرستی است

مثنوی ؎
کان کو نزدیک کر اس لئے کہ وہ
دُور نہیں ہے لیکن تجھ تک اس کی
نقل کا دستور نہیں ہے۔
پس اس عبارت سے یہی نتیجہ نکلا
کہ خاصانِ الٰہی کے ساتھ بیعت کرنا
فرض ہے، خاص معرفت کے حاصل
کرنے کیلئے جو پیدائش کا مقصد ہے
جو انہیں کے صحیح حال سے حاصل ہوتا
ہے، نہ علم رسمی اور نہ ریاضاتِ شاقہ
نہ کشفِ مقید، نہ خرقِ عادات اور
انوار و حالات سے،
گلشن راز ؎

بیہودہ باتیں، خلاف شرع و شیخی
مارنے سے علیحدہ ہوجا۔ نور اور
اسباب کرامات کے خیالات سے
دُور ہوجا۔ تیری کرامتیں حق پرستی
کرنے میں ہیں۔ اس کے ماسوا

رسالۂ حق المعرفۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحٰبہ اجمعین

بداں اے عزیز ارشدک اللہ تعالیٰ کہ بعیت باخاصان الٰہی کہ صفت شان الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ وعلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل والعلماء ورثۃ الانبیاء آمدہ فرض ست جہت حصول معرفت خاص الٰہی کہ سینہ بسینہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا بخاصان ایں وقت رسیدہ و صفت

تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکے تمام آل و اصحاب پر

اے عزیز! جانو اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے کہ خاصان الٰہی کے ساتھ جنکی صفت الشیخ فی قومہ الخ یعنی شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسے نبی اپنی امت میں میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ آئی ہے بیعت فرض ہے اللہ تعالیٰ کی خاص معرفت حاصل کرنے کے لئے جو سینہ بسینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسوقت تک خاصوں تک پہنچی ہے اور اس معرفت کی صفت

جز آں مکر و ریا و عجب ہستی است
ز ابلیس لعین بے شہادت
شود صادر ہزاراں خرق عادت
کہ از دیوارت آید گاہ از بام
گہی در دل نشیند گہ در اندام
شد ابلیست امام و در پئ تو
بدو لیکن بدینہا کے رسی تو

مکر ریا اور غرور ہے۔ بلا شہادت کے ابلیس لعین سے ہزاروں خرق عادات صادر ہوتی ہیں۔ کہ وہ کبھی تیری دیوار سے اور کبھی چھت کی جانب سے آتا ہے۔ کبھی دل میں بیٹھتا ہے، اور کبھی جسم میں بیٹھتا ہے۔

ابلیس تیرے آگے ہوا اور تیرے پیچھے بھی، لیکن اس تک ان کے ذریعے تو کیسے پہنچیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   وبہٖ نستعین

رسالہ تحفۃ الذاکرین

حمدیکہ از زبانِ ہر ذاکر و مذکور، مذکور گردد
مر مذکورے راست کہ ذاکر و مذکور در وے
فنا ست و صلوٰۃ و سلام از لسانِ ہر
مصلی و مسلم بر آید، بر ہر ذاکرے کہ ہر ذاکر
و مذکور در ذکر اوست صلی اللہ علیہ
وعلیٰ آلہ و صحبہ المذکورین بکل ذکر و
المنظورین بجمیع فکر و سلم
امّا بعد ایں رسالہ ایست مسمّٰی
بتحفۃ الذاکرین مرقوم قلم غلام قادری
شاہ ابو الحسن القادری احسن اللہ

ایسا حمد کہ ہر ذاکر اور مذکور کی زبان
سے ہوتا ہے خاص اسی مذکور کے لئے ہے
جس میں ذاکر اور مذکور فنا ہیں اور صلوٰۃ
وسلام جو ہر صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے کی
زبان سے نکلتا ہے ایسے ذاکر پہ کہ ہر
ذاکر اور مذکور سے ذکر میں اولیٰ ہے
رحمت کاملہ نازل فرمائے اللہ تعالےٰ
ان پہ اور اُن کے تمام آل واصحاب
پہ جو ذکر کئے جاتے ہیں ہر ذکر کے ساتھ
اور جو منظور رہیں تمام فکر کے ساتھ
اور سلام نازل ہو ان پہ۔
"حمد وصلوٰۃ کے بعد" یہ ایک ایسا
رسالہ ہے جس کا نام تحفۃ الذاکرین ہے
جو غلام قادری شاہ ابو الحسن
القادری اللہ تعالیٰ اس کے حال

حالہ و مآلہ کہ تحفہ کردہ است مر ذاکران
حق را بامید آں کہ بآں اذکار و اشغال
کہ دروی مذکور است ذاکر بودہ و
شاغل گردیدہ بغایت آں رسیدہ
فقیر را وقت ذکر و التذاذ آں بدعائے
خیر یاد آرند۔

بدان اے عزیز ایں اذکار و اشغال
مطلقہ است، ہر کہ ایں اذکار و اشغال
را بعمل آرد خود مطلق شدہ بایمان و
عرفان مطلق رسد و ہر شئی نزدیک او
مطلق گردد بفضل اللہ و کرمہ واللہ
ذو الفضل العظیم ذکر جلی مطلق طریق آں
از مرشد دانستہ خود را فنا فی الاسم

اور انجام کو بہتر کرے کے قلم سے تحریر
میں آیا ہے جو حق کا ذکر کرنے والوں کو
خاص کر تحفہ کیا گیا ہے اس امید سے کہ
وہ اذکار اور اشغال جو اس کے اندر
ذکر کئے گئے ہیں ذاکر اور شاغل ہو کر اور
اس کی انتہا کو پہنچ کر فقیر کو ذکر اور
اس کی لذت کے وقت دعائے خیر
میں یاد کریں۔

اے عزیز! جانو کہ یہ اذکار اور اشغال
مطلقہ ہیں، جو شخص کہ ان اذکار اور اشغال
کو عمل میں لائے گا وہ خود مطلق ہو کر ایمان
مطلق اور عرفان مطلق تک پہنچے گا۔ اور
ہر شئی اس کے نزدیک مطلق ہو جائے گی
اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے
اللہ تعالیٰ بڑا ہی فضل والا ہے۔
ذکر جلی مطلق اس کا طریقہ
مرشد سے جان کر اپنے کو
فنا فی الاسم ہو کر توحید اسمی مطلق

نمودہ بتوحید اسمی مطلق رسد، ذکرِ قلبی مطلق، طریق آں از مرشد دانستہ خود را فنا فی الفعل کردہ بتوحید فعالی رسد، ذکر سری مطلق، طریق آں از مُرشد دانستہ از ہر لذّتے، کہ باشد ملتذ گردد۔ ذکرِ روحی مطلق طریق آں از مرشد دانستہ خود را فنا فی الصّفات گردانیدہ بتوحید صفاتی مطلق رسد۔

ذکرِ خفی مطلق، طریق آں از مرشد معلوم کردہ خود را فنا فی الذّات ساختہ بتوحیدِ ذاتی مطلق فائز گردد۔ نہایت ایں اذکار در فنا مطلق است کہ ہر چیز

تک پہنچے گا۔

ذکر قلبی مطلق اس کا طریقہ مرشد سے جان کر اپنے کو فنا فی الفعل کر کے توحید افعالی تک پہنچے گا۔

ذکر سری مطلق، اس کا طریقہ مرشد سے جان کر اپنے کو ہر اس ذات سے جو اس میں ہوتی ہے لذت حاصل کریگا۔

ذکر روحی مطلق - اس کا طریقہ مرشد سے جان کر اپنے کو فنا فی الصفات کرتے ہوئے توحید صفاتی مطلق تک پہنچیگا۔

ذکر خفی مطلق، اس کا طریقہ مرشد سے جان کر اپنے کو فنا فی الذات کرتے ہوئے توحید ذاتی مطلق میں فائز ہو جائے گا۔

ان اذکار کی انتہاء مطلق میں فنا ہونا ہے - اس لئے کہ ہر چیز

دراں مطلق گردد، وشغل نمازِ مطلق طریق آں از مرشد تلقین یافتہ دراں مشغول باشد، شغلِ تلاوتِ قرآن مطلق، طریق آں از مرشد دانستہ دراں مشغول بودہ بشرف تلاوت قرآن مطلق رسد۔ ذکرِ سلطان الاذکار مطلق، طریق آں از مرشد ارشاد یافتہ دراں مشغول شغلِ تصورِ مطلق، طریق آں از مرشد یافتہ باشغال آرد۔ شغل لطیفہ مطلقہ طریق آں از مرشد دانستہ مشغول دراں باشد۔ شغلِ ۳ سہ پایۂ مطلق، طریق آں از مرشد دانستہ مشغول دراں باشد۔ شغلِ معیتِ مطلق۔

اس میں مطلق بن جاتی ہے۔

شغل نماز مطلق، اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کرکے اس میں مشغول ہو

شغل تلاوت قرآن مطلق اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کرکے اس میں مشغول ہو کر تلاوت قرآن مطلق کے شرف تک پہنچے۔

ذکر سلطان الاذکار مطلق اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کرکے اس میں مشغول ہو۔

شغل تصور مطلق، اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کرکے مشغول ہو۔

شغل لطیفہ مطلقہ۔ اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کرکے اس میں مشغول ہو۔

شغل ۳ سہ پایہ مطلق۔ اس کا طریقہ مرشد سے جان کر اس میں مشغول ہو۔

شغل معیت مطلق۔ اس کا طریقہ مرشد

طریق آں از مرشد دانستہ مشغول دراں باشد۔ شغل روح مطلق، طریق آں از مرشد دانستہ مشغول دراں باشد۔

شغل طاقیچہ مطلق، طریق آں از مرشد دانستہ درآن مشغول باشد۔

ای عزیزہ! چوں طالب بہ نہایت ایں اذکار واشغال رسد، ہر کار و ہر شغل او را ذکر و شغل حق می شود، وانشاء اللہ تعالیٰ بہ برکت ایں عمل رضامندی حق و رضامندی حبیب او صلی اللہ علیہ وسلم کہ رضوان اللہ اکبر اشارہ بدوست حاصل گردد۔ اللّٰھم ارزق ھذا المقام ببرکۃ حبیبک محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحبہ العظام

والسلام

سے معلوم کرکے اس میں مشغول ہو۔ شغل روح مطلق، اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کرکے اس میں مشغول ہو۔

شغل طاقیچہ مطلق، اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کرکے اس میں مشغول ہو۔

اے عزیزہ! جب طالب ان اذکار اور اشغال کی انتہا کو پہونچے گا اس کا ہر کام اور ہر شغل حق کا ذکر اور شغل ہوجائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے اللہ کی رضا اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جو رضوان اللہ اکبر سے ہے اسی کی جانب اشارہ ہے حاصل ہوگی۔

اے اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ العظام وسلم کی برکت سے اس مقام کو عطا فرما (آمین)

طریق آں از مرشد دانستہ مشغول دراں باشد۔ شغل روح مطلق، طریق آں از مرشد دانستہ مشغول دراں باشد۔ شغل طاقیچہ مطلق، طریق آں از مرشد دانستہ در آن مشغول باشد۔

ای عزیز! چوں طالب بہ نہایت ایں اذکار و اشغال رسد، ہر کار و ہر شغل او را ذکر و شغل حق می شود، و انشاء اللہ تعالیٰ بہ برکت ایں عمل رضامندی حق و رضامندی حبیب او صلی اللہ علیہ وسلم کہ رضوان اللہ اکبر اشارہ بدوست حاصل گردد۔ اللھم ارزق ھذا المقام ببرکۃ حبیبک محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحبہ العظام

والسلام

سے معلوم کر کے اس میں مشغول ہو۔ شغل روح مطلق، اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کر کے اس میں مشغول ہو۔

شغل طاقیچہ مطلق، اس کا طریقہ مرشد سے معلوم کر کے اس میں مشغول ہو۔

اے عزیز! جب طالب ان اذکار اور اشغال کی انتہا کو پہونچے گا اس کا ہر کام اور ہر شغل حق کا ذکر اور شغل ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے اللہ کی رضا اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جو رضوان اللہ اکبر ہے اسی کی جانب اشارہ ہے حاصل ہو گی۔

اے اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ العظام وسلم کی برکت سے اس مقام کو عطا فرما (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین

رسالہ کیمیائے سعادت

بابا شیخ عبدالقادر رشیداللہ

الحمد للہ اولاً آخراً ظاہراً وباطناً
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد
وآلہٖ واصحابہٖ دائماً سرمداً ۔

بدان ایہا العزیز وفقنا اللہ وایاک
لما یحب ویرضیٰ کہ دریں جا مقدمہ کہ
دانستن آں طالب حق را ضروراست

مرقوم می شود وآں شش چیز است
اول آنکہ خلق آنکہ انسان برائے
حصول معرفت اللہ است کہ ما خلقت
الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جو اول، آخر
ظاہر اور باطن ہے اور صلوٰۃ وسلام
نازل ہو اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
اور انکے تمام آل واصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ۔
اے عزیز! جانو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں
اور تمہیں توفیق دے ان چیزوں کی جس کو
وہ پسند کرتا ہے اور جس سے وہ راضی
ہوتا ہے اس جگہ ایک مقدمہ ہے کہ اس کا
جاننا طالب حق کے لئے ضروری ہے
لکھا جاتا ہے' وہ چھ چیزیں ہیں۔ اول یہ
کہ انسان کی پیدائش اللہ کی معرفت
کے لئے ہے۔ اس لئے کہ جن وانس کو
میں نے اپنی عبادت کیلئے یعنی اپنی معرفت کے لئے

دوم آنکہ مکان حصول معرفت ہمیں
دارِ دنیاست و بس کہ من کان فی
ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ
سیوم آنکہ برائے حصول آں ارتکاب
ریاضاتِ شاقّہ از ترکِ طعام و نوم و
ازواج و اولاد و کسب و مال و متاع
درکار نیست' ورھبانیۃ ن ابتدعوھا
ماکتبناھا علیھم چہارم بر غرور و شوکت
و ناموس و دولت و شرافت و مشیخت
نباید رفت فی المثنوی المعنوی ؎

کردہ حق ناموس را صد من حدید
ایں لبابستہ بہ بندِ ناپدید

پنجم حصول آں بر مشائخ اربابِ رسوم کہ

پیدا کیا ہے۔ دوم یہ کہ
اس معرفت کے حاصل کرنے کی جگہ یہی
دنیا ہے اور بس۔ اس لئے کہ جو اس
دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی
اندھا ہے۔ سوم یہ کہ اس کے حاصل
کرنے کے لئے ریاضاتِ شاقّہ کا مرتکب
ہونا اور کھانے' اور سونے' بیوی' بچے
کسب مال وسامان کے ترک کرنے
کی ضرورت نہیں ہے۔
جس رہبانیت کو انہوں نے ایجاد کیا
اس کو ان پر ہم نے فرض نہیں کیا۔
چہارم یہ کہ دبدبہ' عزّت' دولت' شرافت
اور مشیخت کے غرور پر نہیں جانا چاہئے
مثنوی معنوی میں ہے ؎

حق نے ناموس کو سو من لوہا بنایا
ہے۔ اے وہ شخص جو ظاہر نہ ہونے والی
قید میں بہت جکڑا ہوا ہے

پنجم یہ کہ اس کا حصول ارباب رسوم

درعلم رسمی وریاضات شاقہ وکثرت شہرت
وغیرہا یگانہ اند موقوف نباید داشت
زیراکہ مراد از ہر کہ حاصل شود حاصل باید
نمود چنانچہ ع
متاع نیک از ہر دوکان کہ باشد
بدست باید آورد کہ لا تنظر الیٰ
من قال ولکن انظر الیٰ ما قال
ششم آنکہ اگر در حصول مراد اطمینان
نہ شود از دیگرے کہ دانای این کار باشد
طلب باید کرد کہ فوق کل ذی علم علیم
زیراکہ تا طالب را اطمینان نشود صبر
نمی کند و طریق جستجو از دست نمی دہد۔
سہ طلبگار باید صبور وحمول

مشائخ پر جو علم رسمی، ریاضات شاقہ
اور کثرت شہرت وغیرہ میں یکتا ہیں موقوف
نہیں رکھنا چاہیئے اس لئے کہ مراد جس سے
بھی حاصل ہو حاصل کرنا چاہیئے چنانچہ
ع
اچھا سامان ہر دکان سے جہاں کہ ہو
حاصل کرنا چاہیئے۔ لہٰذا کہنے والے کو
نہ دیکھو بلکہ اس چیز کو دیکھو کہ وہ
کیا کہہ رہا ہے۔

ششم یہ کہ اگر مراد کے حاصل کرنے
میں اطمینان نہ ہو تو دوسروں سے جو
اس کام میں دانا ہیں تلاش کرنا چاہیئے
کہ ہر جاننے والے کے اوپر ایک
جاننے والا ہے۔ جب تک کہ طالب کو
اطمینان نہ ہو جائے صبر نہیں کرتا ہے
اور جستجو کے راستے کو ہاتھ سے کھو نہیں
بیٹھتا ہے۔
سہ طالب کو صابر اور بردبار ہونا چاہیئے

کہ شنیدہ ام کیمیا گر ملول	اس لئے کہ میں نہیں سُنا ہوں کہ کیمیا گر
یعنی ملالت را بگذارد تا کیمیاء	رنجیدہ ہوا ہے۔ یعنی رنجیدگی کو چھوڑ دے تا کہ
سعادت بدست آرد	نیکبختی کا کیمیا ہاتھ آئے۔
والسّلام من اتبع الھدےٰ	سلامتی ہو اسپر جسنے ہدایت کی اتباع کی۔

رسالۂ وجدان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — وبہ نستعین

الحمد للہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سید المرسلین محمدؐ المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلےٰ آلہ واصحبہ اجمعین۔	تمام تعریفیں اللہ کے لئے جو تمام عالم کا رب ہے اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو رسولوں کے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر۔
امّا بعد بدان ای عزیز وفقنا اللہ تعالیٰ وایاک لما یحب ویرضیٰ کہ	بعد حمد وصلوٰۃ کے ای عزیز جانو اللہ تعالےٰ ہمیں اور تمہیں

معنی وجدانی کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ
ببرکت فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واستعداد کامل طالبان کہ این ہر دو
تا اختفای نیر دین محمدی باقی ست
وتی الآن حصول آن جاری ست
تحت عبارت نمی آید وعبارت ازاں
جز اشارت بیش نیست ؎

عباراتنا شتی وحسنک واحد
وکل الی ذاک الجمال یشیر

ونیز بداں کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ
دریں وقت اسرار باطنی ونعم ظاہری
بوساطت اولیاء رحمہم اللہ مستعدان
رامی رساند وہر ولی در زمان خویش
موافق مصلحت آں زمانہ در ایصال نعم

توفیق دے ان چیزوں کی جسے وہ
پسند کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے، کہ
اس وجدان کی حقیقت جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی برکت سے
اور کاملین کی کامل استعداد سے، جو یہ
دونوں چیزیں دین محمدی کے آفتاب کے
چھپنے تک باقی ہیں اور آجتک اسی کا حصول
جاری ہے جو عبارت میں نہیں آسکتا۔
اور اس کے متعلق تعبیر اشارے سے
کچھ زیادہ نہیں ہوی ؎

ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تیرا
حسن ایک ہے اور تمام کی تمام اسی ایک حسن
کی جانب اشارہ کرہی ہیں۔ اور یہ بھی
جان لو کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس وقت
باطنی اسرار اور ظاہری نعمتیں اولیاء رحمہم اللہ
کے وسیلے سے استعداد والوں کو پہنچاتا
ہے اور ہر ولی اپنے زمانے میں اس زمانے
کی مصلحت کے موافق مذکورہ نعمتوں
اور علمی و عملی مصلحتوں، اور

معنی وجدانی کہ حق سبحانہ و تعالیٰ
ببرکت فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واستعداد کامل طالبان کہ این ہر دو
تا اختفای نیرّ دین محمدی باقی ست
و حتی الآن حصول آن جاری ست
تحت عبارت نمی آید و عبارت ازاں
جز اشارت مبش نیست ؎

عبار اتنا شتی و حسنک واحد
و کل الی ذاک الجمال یشیر

و نیز بداں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ
دریں وقت اسرار باطنی و نعم ظاہری
بوساطت اولیاء رحمہم اللہ مستعدان
رامی رساند و ہر ولی در زمان خویش
موافق مصلحت آں زمانہ در ایصال نعم

توفیق دے ان چیزوں کی جسے وہ
پسند کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے، کہ
اس وجدان کی حقیقت جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی برکت سے
اور کاملین کی کامل استعداد سے، جو یہ
دونوں چیزیں دین محمدی کے آفتاب کے
چھپنے تک باقی ہیں اور آجتک اسی کا حصول
جاری ہے جو عبارت میں نہیں آسکتا۔
اور اس کے متعلق تعبیر اشارے سے
کچھ زیادہ نہیں ہوی ؎

ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تیرا
حسن ایک ہے اور تمام کی تمام اسی ایک حسن
کی جانب اشارہ کر رہی ہیں۔ اور یہ بھی
جان لو کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس وقت
باطنی اسرار اور ظاہری نعمتیں اولیاء رحمہم اللہ
کے وسیلے سے استعداد والوں کو پہنچاتا
ہے اور ہر ولی اپنے زمانے میں اس زمانے
کی مصلحت کے موافق مذکورہ نعمتوں
اور علمی و عملی مصلحتوں، اور

مذکورہ حکم و مصالح علمی و عملی ترتیب
می دہد و بمعانی وجدانی مذکورہ میرساند
پس فی الحقیقۃ ایصال معنی وجدانی
تحت اختیار عباد نیست کہ انک
لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی
من یشاء الی صراط مستقیم
پس اگر ولی زمانہ برائے مصلحت آں
زمانہ اصطلاحی مقرر کند و آں طالبان
مستعد را بتوفیق الٰہی معنی وجدانی رساند
مستبعد نیست کہ اذ لا مشاحت
فی الالفاظ چوں ایں قاعدہ مقرر شد
بحث و جدال در عبارات کہ جز اشارت
بیش نیست فائدہ نمی بخشد بلکہ از مراد

حکمتوں کے پہنچانے میں ترتیب دیتا ہے
اور مذکورہ وجدانی معنی پہونچاتا ہے۔
پس حقیقت میں ایصال معنی وجدانی،
بندوں کے اختیار میں نہیں ہے۔
اس لئے کہ انک لاتھدی الخ یعنی بیشک
آپ اسے ہدایت نہیں دے سکتے جس کو
آپ پسند کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالٰے
جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت
دیتا ہے۔ پس اگر کسی زمانے کا ولی اس
زمانے کی مصلحت کے اعتبار سے
کوئی اصطلاح مقرر کرتا ہے، اور
ان مستعد طالبین کو اللہ کی توفیق سے
وجدانی کے معنی تک پہنچاتا ہے کوئی
بعید نہیں ہے، اس لئے کہ اصطلاح میں
کوئی حرج و نقص نہیں ہے۔
جب یہ قاعدہ مقرر ہو گیا تو عبارتوں
کے اشاروں سے بڑھکر نہیں ہے،
بحث و جدال کرنا تو فائدہ نہیں دیتا
ہے بلکہ اصطلاح جاننے والے مرد سے

اصطلاح دان اشارت فہم معنی وجدانی
حاصل نماید۔ انکار ہیچ یکے از اولیا بسبب
اختلاف عبارات نکند ۵

اصطلاحاً نیست مر ابدال را
کہ نباشد زاں خبر اقوال را
و نیز بداں کہ وصول الی اللہ منحصر در
یک طریق نیست کہ الطرق الی اللہ
بعدد انفاس الخلائق و نیز بیان
عرفان ہم منحصر در یک طریق نیست
کہ لا مشاحۃ فی الالفاظ و نیز مرشدان
کہ مریدان را سلوک میفرمایند آں نیز
منحصر در ریاضت نیست فی المثنوی المعنوی
۵ چوں گرفتی پیر ہن تسلیم شو

معنی وجدانی کا اشارہ حاصل کرے۔
اولیاء میں سے کسی ولی کا عبارتوں
کے اختلاف کی وجہ سے انکار نہ کرے
۵
ابدال کے لئے خاص کر ایک اصطلاح
ہے کہ اس سے اقوال کی خبر نہیں
ہو سکتی، اور یہ بھی جانو کہ وصول
الی اللہ ایک ہی طریقے میں منحصر
نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ کی جانب
پہنچنے والے راستے مخلوق کے
انفاس کے تعداد کے مطابق ہیں۔
اور یہ بھی کہ اللہ تعالٰے کا عرفان
ایک ہی طریقہ میں منحصر نہیں ہے۔
اس لئے کہ اصطلاح میں کوئی اعتراض
درج نہیں ہے اور یہ بھی کہ مرشدین جو
مریدوں کو سلوک فرماتے ہیں، وہ بھی
ریاضت میں منحصر نہیں ہے،
مثنوی ۵
جب تو نے پیر پا لیا تو اپنے کو سپرد کر دے

ہمچو موسیٰ زیر حکمِ خضر رو
ونیز اکتسابِ ریاضت پیش از حصول
پیر کامل است، چوں او بدست آمد
ترک آں اولیٰ است چنانچہ از کمل مروی
ست ونیز بدانکہ علم الیقین نیز از اقسام
وصول الٰہی است زیرا کہ صاحبِ علم
الیقین نیز بنوعی از واصلانِ حق است
وعلم الیقین اصل وصول است وعین الیقین
وحق الیقین فروع آں ونیز بداں کہ
کشف وشہود سالک را دوام نمی باشد،
اگر یکے را شہود یک لمحہ شد وباز مختفی
گردید او صاحبِ کشف وشہود است ونیز
بداں کہ کمل طلبِ کشف کون نکردہ اند

حضرت موسیٰ کی طرح خضر کے زیر حکم
چل اور یہ بھی کہ ریاضت کرنا پیر کامل
کے حاصل ہونے سے پہلے ہے۔ جب
وہ حاصل ہوگیا ریاضت ترک کرنا
بہتر ہے، جیساکہ کاملین سے مروی
ہے اور یہ بھی جانو کہ علم الیقین بھی وصول
الٰہی کے اقسام سے ہے، اس لئے کہ علم الیقین
والا بھی ایک حیثیت سے حق کے واصلین
میں داخل ہے۔

اور علم الیقین اصل وصول ہے
اور عین الیقین حق الیقین اس کے
فروع ہیں اور یہ بھی جان لو کہ کشف
اور شہود سالک کو ہمیشہ نہیں ہوتا
ہے۔ اگر کسی ایک کو شہود ایک لحظہ
ہو اور پھر پوشیدہ ہو جائے تو وہ
صاحب کشف وشہود ہے، اور یہ بھی
جان لو کہ کاملین نے کشف کون
طلب نہیں کیا ہے بلکہ یہ کہا ہے، کہ
کشفِ الٰہی سے پہلے اس کا طلب کرنا

بلکہ گفتہ اند کہ پیش از کشف الٰہی طلب
آں حرام است ہرگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ
عنایت کرد آں را نیز قبول کردہ اند و نیز
بداں کہ مطلوب ہمہ جا حاضر است برائے
ادراک او بر ہوا پریدن و بر آب دویدن و
بر آسمان رفتن در کار نیست ہمیں کہ دانش
او از قال صحیح مرشد کامل صاحب خبر حاصل
شد کفایت است ؎

نحن اقرب گفت من حبل الورید ۔ تو فگندی تیر فکرت بس بعید
ای کمان و تیرہا پرساختہ ۔ صید نزدیک تو دور انداختہ

پس اے عزیز! ایں مقدمات مسطورہ بنظر
غور صحیح بخاطر آوردہ و مقید عبارات و مزخرفات
ارباب خیالات فاسدہ ناشدہ در تلاش
مرشد کامل باش ۔ چوں مرشد کامل حاصل

حرام ہے جبوقت کہ حق سبحانہ
تعالیٰ نے عنایت کیا اس کو بھی
قبول کیا ہے اور یہ بھی جان
لو کہ مطلوب ہر جگہ حاضر ہے،
اس کو پانے کے لئے ہوا پر
اُڑنے، پانی پر دوڑنے اور
آسمان پر چلنے کی ضرورت نہیں
ہے ۔ یہی کہ اس کا علم مرشد کامل
صاحب خبر کے صحیح قال سے
حاصل ہُوا کافی ہے ۔

؎ ہم زیادہ قریب ہیں رگِ جاں سے
تو نے اپنے فکر کے تیر کو بہت دُور پھینکا
اے شخص جو کمان اور تیر کو تو نے چلّہ
کیا شکار نزدیک ہے اور تو نے دُور چلایا ۔

پس اے عزیز! یہ لکھے ہوئے
مقدمات صحیح غور و فکر سے دل میں
لا ۔ اور فاسد خیالات والوں کے
خرافات اور مسجع عبارتوں میں نہ پھنس
جاؤ ۔ مرشد کامل کی تلاش میں لگے رہو،
جب مرشد کامل حاصل ہو جائے

شد معنی وجدانی از وی بوجہ احسن
حاصل نما کہ سعادتِ دارین ہمان است۔

۵ کاروباری کہ ندارد پا و سر
ترک کن ہیں پیر خر اے پیر خر
غیرِ پیر استاد و سر لشکر مباد
پیر گردوں نے ولے پیرِ رشاد
شرطِ تسلیم است نے کارِ دراز
سود نبود در ضلالت ترکتاز
من نجویم زین سپس راہِ اثیر
پیر جویم پیر جویم پیر پیر

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

وجدانی کی حقیقت اس سے بہتر طریقے سے حاصل کر لو اس لئے کہ دارین کی سعادت اسی میں ہے۔

۵ وہ کاروبار جس کا پاؤں او نہ سر ہے چھوڑ دے۔ ہاں پیر اختیار کر اے فلاں پیر اختیار کر۔ پیر کے سوا کوئی اُستاد اور سردار لشکر نہ ہو (میری مراد) پیرِ گردوں نہیں ہے۔ لیکن پیرِ ہدایت ہے، اپنے آپ کو سپرد کر دینا شرط ہے، نہ کہ ریاضات شاقہ۔

ضلالت میں دَوڑ دھوپ مُفید نہیں ہے بس اس کے بعد دنیا کا راستہ نہ ڈھونڈوں گا۔ پیر ڈھونڈ رہا ہوں۔ پیر ڈھونڈ رہا ہوں۔ پیر، پیر۔

سلامتی ہے اسپر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

تمت

رسالۂ خلاصۃ العرفان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین

حمدِ تام مر محمودِ تام را ذی الجلال والاکرام
و درودِ تام بر حامدِ تام کہ بظہورِ تمام
حق دروی مظہرِ نسبتِ تام علیہ الصلوٰۃ
والسلام علیٰ آلہ واصحابہ وذوی العظمۃ والاحترام۔

امّا بعد این رسالہ ایست مسمّٰی
بخلاصۃ العرفان فی توضیح مسائل الایقان
مرقوم قلم حق رقم احقر کمترینان و
اقلّ قلّت گزینان غلام قادری
شاہ ابو الحسن القادری احسن اللہ حالہ ومآلہ

کامل حمد کامل محمود جلال و اکرام والے ہی
کے لئے ہے اور کامل درود کامل حامد
پر ہے جس میں حق تعالیٰ کامل ظہور کے
ساتھ کامل جلوہ گر ہے جو کامل مظہر
ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عظمت
واحترام والے تمام آل و اصحاب پر۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ رسالہ
جسکا نام خلاصۃ العرفان ہے
مسائل ایقان کی وضاحت میں
حقیر و کمترین غلام قادری شاہ
ابو الحسن القادری اللہ تعالےٰ
اس کے حال اور انجام کو بہتر فرمائے
کے قلم حق رقم کا لکھا ہے۔

ہر صادق کہ آنرا مطالعہ در آرد وحظِ
وافی ازاں بردارد ایں فقیر را بدعائے
خیر یاد آرد +

مسئلہ ہر شئ اسم اللہ است در نظر
یقین کہ حاصل است از ارشاد و قال
صحیح کمل حق ہیں چہ موجودات و
مکتوبات و ملفوظات و محظورات
برائے کشف نورانی
اسم اللہ شد طالب فانی الاسم شدہ
بتوحید اسمی رسید۔

مسئلہ اسم عین مسمی است و
اسم معنی است کہ قائم بمسمی است
و مسمی ذات را می گویند و ذات را
صفات و افعال اسما است ہر یکے عین

جو طالب صادق کہ اس کا مطالعہ
کرے اس سے پورا پورا حظ اٹھائے
اس فقیر کو دعائے خیر میں یاد کرے۔

مسئلہ ہر شئ اللہ کا اسم ہے
یقین کی نظر میں جو کاملین حق ہیں کے
صحیح قال اور ارشاد سے حاصل ہے،
خواہ موجودات و مکتوبات ہوں اور
خواہ ملفوظات اور محظورات ہوں۔
جبکہ موجودات اور مکتوبات
اور ملفوظات اور محظورات اللہ
کے اسم ہیں تو طالب اسم میں فانی ہو کر
توحید اسمی تک پہنچا۔
مسئلہ اسم مسمی کا عین ہے اور اسم
وہ معنی ہے جو مسمی کے ساتھ قائم ہے
اور مسمی ذات کو کہتے ہیں اور ذات کے
صفات اور افعال اور اسماء ہیں ہر ایک
ایک دوسرے کا عین ہے یعنی اسم عین فعل
اور فعل عین صفت اور صفت عین

یکدیگر ست یعنی اسم عین فعل، و فعل
عین صفت، و صفت عین ذات،
پس درین وقت موجودات و مکتوبات
و ملفوظات و مخطورات کہ ما اینہا را اسم
اللہ یقین کردیم چو اسم عین فعل است
ہمہ آن فعل اللہ شدند پس درین وقت
طالب در فعل اللہ فنا شدہ بتوحید افعال میرسد

مسئلہ فعل عین صفت پس درین وقت
موجودات و مکتوبات و ملفوظات و مخطورات
کہ ما اینہا را فعل اللہ یقین کردیم صفت اللہ
شدند ۵

لاجرم آنانکہ ز حق آگہ شدند
گفت جہان را کلمات اللہ اند

ذات ہے پس اس وقت میں موجودات
اور مکتوبات اور ملفوظات، اور
مخطورات جن کو ہم اسم اللہ یقین
کر چکے ہیں۔

جب اسم عین فعل ہے تو
وہ تمام اللہ تعالیٰ کے فعل
ہوئے پس اس وقت میں
طالب فعل اللہ میں فنا ہو کر
توحید افعالی تک پہنچتا ہے۔

مسئلہ فعل صفت کا
عین ہے پس اس وقت میں
موجودات اور مکتوبات اور
ملفوظات اور مخطورات جن کو ہم
فعل اللہ یقین کر چکے ہیں اللہ کی
صفت ہوئے ہیں

یقیناً جو شخص کہ حق سے آگاہ
ہوا اس نے کہا جہان کے بارے
میں کہ یہ کلمات اللہ ہیں۔

پس طالب در این جا در صفۃ اللہ فنا شدہ بتوحید صفاتی رسید۔

مسئلہ صفت عین ذات است

پس در این وقت موجودات غیر ہا کہ ما صفۃ اللہ یقین کردیم ذات اللہ شدند پس دریں جا طالب فنا فی الذات شد بتوحید ذاتی رسید یعنی ہر جا کہ می بیند یک ذات فقط می بیند چنانچہ مولوی جامی قدس سرہ فرمودہ اند ع یک ذات فقط بود محقق نہ ذوات

مسئلہ مجتہدان صفت را با ذات لاعین و لاغیر گفتہ اند عرفاء با تسلیم آن چنیں بیان کردند کہ ہم عین است و ہم غیر چنانچہ مولوی جامی فرمودہ اند ؎

پس طالب اس جگہ میں صفۃ اللہ میں فنا ہو کر توحید صفاتی تک پہنچا۔

مسئلہ صفت عین ذات ہے

پس اس وقت میں موجودات اور اس کے علاوہ جسکو ہم صفۃ اللہ یقین کر چکے ہیں اللہ کی ذات بن گئے۔ پس اس جگہ میں طالب فنا فی الذات ہو کر توحید ذاتی تک پہنچا یعنی جس جگہ کہ دیکھتا ہے صرف ایک ذات دیکھتا ہے، چنانچہ مولوی جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ع فقط ایک ذات ثابت ہے، نہ کہ کئی ذاتیں۔

مسئلہ مجتہدین نے صفت کو ذات کے ساتھ لاعین اور لاغیر کہا ہے عرفاء نے اس کو مانتے ہوئے اس طرح بیان کیا ہے کہ عین بھی ہے اور غیر بھی ہے۔ چنانچہ مولوی جامی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

از روی تحقیق ہمہ عین اند نہ غیر
از روی تعقّل ہمہ غیر اند نہ عین
تفصیل آں در لوائح باید دید۔
مسئلہ۔ چوں طالب در اسم و فعل و صفت
و ذات فانی شد ایں فنا تام نیست
تاآنکہ بفناء مطلق نرسد و فنای مطلق
بحکم حدیث موتوا قبل ان تموتوا بالا
فنا جمع شود آں زمان مطلق یعنی کامل
گردد و کمال فنا در فناء مطلق است۔
مسئلہ۔ پس باید کہ فنا لا فنا باشد،
چوں فنا لا فنا شد بقا شد و بقا لا بقا
باشد۔ چوں بقا لا بقا شد قرب شد،
و قرب لا قرب باشد، چوں قرب
لا قرب مثلاً بعد شد، و بعد لا بعد باشد

تحقیق کے اعتبار سے تمام عین ہیں نہ
کہ غیر، اور تعقل کے اعتبار سے تمام غیر
ہیں، نہ کہ عین۔ اسکی تفصیل لوائح میں
دیکھنا چاہیئے۔
مسئلہ جب [illegible] اسم، فعل
صفت اور ذات میں فانی ہوگیا تو
یہ فنا تام نہیں ہے جب تک کہ وہ فناء
مطلق تک نہ پہنچے اور فناء مطلق
حدیث کے حکم کے مطابق موتوا قبل
ان تموتوا (مرنے کے پہلے مرجاؤ) لافناء
کے ساتھ جمع ہوتا ہے اس وقت مطلق
یعنی کامل ہوجاتا ہے اور فناء کا کمال
فناء مطلق میں ہے۔
مسئلہ پس چاہیئے کہ فناء لا فنا ہوا
تو بقا ہوا، اور بقا لا بقا ہوتا ہے
جب بقا لا بقا ہوا تو قرب ہوا اور
قرب لا قرب ہوتا ہے۔ جب قرب
لا قرب ہوا تو بعد ہوا اور بعد لا بعد
ہوتا ہے۔ جب بعد لا بعد
ہوا تو وصل ہوا ۔ اور

چوں بُعد لابُعد شد وصل شد و وصل لا
وصل باشد، چوں وصل لاوصل باشد فصل
شد، و فصل لافصل باشد، چوں فصل
لافصل شد علم شد، و علم لاعلم باشد
چوں علم لاعلم شد، جہل شد و جہل لاجہل
باشد، چوں جہل لاجہل شد، ذکر شد،
و ذکر لاذکر باشد، چوں ذکر لاذکر
شد، غفلت شد و غفلت اعتباری است

مسئلہ شئ کامل آں را گویند کہ
عین غیر و ضد خود باشد، با وجود غیریت
و ضدیت درمیان ہردو، پس حق سبحانہٗ
و تعالیٰ کامل است و مظہر او کہ
آں حضرت اند صلی اللہ علیہ وسلم نیز
کامل و جمیع مظاہر کامل پس ازیں

اور وصل لاوصل ہوتا ہے۔ جب
وصل لاوصل ہوا تو فصل ہُوا
اور فصل لافصل ہوتا ہے، جب
فصل لافصل ہوا تو علم ہوا، اور
علم لاعلم ہوتا ہے۔ جب علم لاعلم
ہوا تو جہل ہوا۔ اور جہل لاجہل
ہوتا ہے، جب جہل لاجہل ہوا تو ذکر
ہوا۔ اور ذکر لاذکر ہوتا ہے۔
جب ذکر لاذکر ہوا غفلت ہُوا۔
اور غفلت اعتباری ہے۔

مسئلہ شئ کامل اس کو کہتے
ہیں کہ عین اپنی ضد اور غیر ہو۔
باوجود غیریت اور ضدیت کے ہردو
کے درمیان، پس حق سبحانہٗ و
تعالےٰ کامل ہے اور اس کے
مظہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بھی کامل ہیں۔

اور تمام مظاہر کامل ہیں
بیان سے کل شئ فی

بیان شمہ از سر کل شیٔ فی کل شیٔ
می تواں یافت۔

مسئلہ عینیت و غیریت بر سہ قسم
است لغوی و اصطلاحی و مجازی، و
تعریف لغوی آنکہ ما در لغت یک را کہ
یک می گوئیم دو نمی شود، و دو را کہ دو گوئیم
یک نمی شود، زیرا کہ در لغت حصر است
پس بریں تقدیر عینیت و غیریت جمع
نمی شود کہ ضدان لا یجتمعان کہ جمع
دو ضد بحسب لغت محال است
و اصطلاحی کہ اتفاق قومی است
بر مقصود خود۔ چنانچہ یک را دو بگویند
و دو را یک بحسب عرف ایشان صحیح

کل شیٔ (ہر شی ہر شی میں ہے) کے
بھید سے ایک شمہ پا سکتے ہیں۔
مسئلہ عینیت اور غیریت تین
قسم پر ہیں۔ لغوی۔ اصطلاحی اور
مجازی۔
لغوی کی تعریف یہ ہے کہ ہم لغت
میں ایک کو ایک ہی کہتے ہیں۔ وہ
دو نہیں ہو سکتا۔ اور دو کو دو
کہتے ہیں وہ ایک نہیں ہو سکتا۔ اس
لئے کہ لغت میں حصر ہے، اس تقدیر
پر عینیت اور غیریت جمع نہیں ہو
سکتی اس لئے کہ دو ضد جمع نہیں ہوتے
ہیں کیونکہ دو ضد کا جمع لغت کے
اعتبار سے محال ہے۔
اور اصطلاحی جب یہ ایک قوم
کا اتفاق ہے، اپنے مقصود پر جیسا
کہ ایک کو دو کہتے ہیں اور دو کو ایک
کہتے ہیں، ان کے عرف کے اعتبار
سے صحیح ہے۔ پس اس تقدیر پر

است پس بریں تقدیر عینیت و غیریت جمع می شود کہ واقع چنین است کہ ہر شیٔ جمع گردد بحسب اصطلاح و مجازی دلالت لفظ است بر خارج موضوع لہ و آں با عینیتِ لغوی و غیریت لغوی جمع می شود۔ چنانچہ درمیان دریا و امواج آں غیریت مجازی یا عینیتِ لغوی جمع می شود درمیانِ ظروف و کلال، غیریتِ لغوی یا عینیت مجازی جمع می شود چنانچہ گویند ایں ہمہ ظروف یکی است ازبرای آنکہ از دست یک کلال است +

مسئلہ کل شیئ فی کل شیئ

یعنی ہر شئی در ہر شئی است بحسب

عینیت اور غیریت جمع ہو جاتی ہے، کہ واقع میں ایسا ہی ہے۔ اس لئے کہ ہر شئی اصطلاح کے اعتبار سے جمع ہو جاتی ہے اور مجازی لفظ کا خارج موضوع لہ پر دلالت کرنا ہے اور وہ عینیت لغوی اور غیریت لغوی کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے جیسا کہ دریا اور موج دریا کے درمیان ہے کہ غیریت مجازی عینیت لغوی کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے۔ اور کمھار کوزے کے درمیان غیریت لغوی عینیت مجازی کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام ظروف ایک ہیں۔ اس وجہ سے کہ ایک ہی کمھار کے ہاتھ سے بنتے ہیں۔

مسئلہ کل شئی فی کل شئی

یعنی ہر شئی ہر شئی میں ہے، یہ اصطلاح

اصطلاح نہ بحسب لغت کہ حلول و
اتحاد پدید آید یعنی در ہر فردے از افراد
عالم جمیع عالم بالقوہ موجود است
کذالک در ہر چیز و ہر فرد تمام اجزای آں
فرد است اگر بالفعل شود مظہر اتم شود۔

مسئلہ دلیل بریں مسئلہ از قرآن
آیت بیدہٖ ملکوت کل شیئ است
واخبار واقوال اولیاء ایں مسئلہ فرضی
نیست بلکہ فی نفس الامر واقع است
چہ اشجار و احجار کہ بہ آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بزبانِ فصیح سلام میکردند، و آہو
و سوسمار گواہی نبوت دادند فرضی است
و عصای موسیٰ علیہ السلام گاہی اژدہا
می شد و در وقت گرما درخت سایہ دار

کے اعتبار سے ہے' نہ لغت کے اعتبار
سے' اس لئے کہ حلول اور اتحاد ظاہر
ہوتا ہے' یعنی ہر فرد میں افراد عالم
سے تمام عالم بالقوہ موجود ہیں۔ ایسا
ہی ہر چیز اور ہر فرد میں اس فرد کے
تمام اجزاء ہیں۔ اگر بالفعل ہو تو
مظہر اتم ہوگا۔

مسئلہ اس مسئلہ پر دلیل
قرآن سے' اس کے ہاتھ میں ہر شیئ کا
ملکوت کی آیتہ ہے اور اولیاء کے
اقوال و اخبار ہیں۔ یہ مسئلہ فرضی نہیں
ہے بلکہ نفس الامر میں واقع ہے۔ کیونکہ
اشجار اور احجار جو حضور صلی اللہ علیہ
وسلم پر فصیح زبان سے سلام کرتے
تھے اور ہرن و سوسمار نے آپ کی
نبوت پر گواہی دی فرضی نہیں ہے۔
اور موسیٰ علیہ السلام کا عصای
کبھی اژدھا ہوتا تھا اور گرمی کے
وقت میں سایہ دار درخت ہو جاتا
تھا' اور بھوک کے وقت

می شد و در وقت گرسنگی بار ور می شد

و در وقت تاریکی مشعل فرضی است نہ

بلکہ نفس لامری وواقعی است چنانچہ

ذوق کمل ازاں خبر میدہد مثنوی مولوی

عالم افسردہ است نام او جماد - جامد افسردہ بود اے اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیاں تا بہ بینی جنبش جسم جہاں

چوں عصائے موسی اینجا مار شد عقل را از ساکنان اخبار شد

مسئلہ چوں جمیع مراتب بالقوہ فردی

بالفعل می شود و بذات خود جمیع عالم

می شود او را مظہر اتم می گویند و مظہر اتم

بالفعل اصالۃً آنحضرت اند صلی اللہ

علیہ وسلم زیرا کہ ظہور تام حقتعالی قبول

کردند و حق تعالی را مظہر دیگر درکار نشد

میں پھل والا ہوتا تھا - اور تاریکی کے وقت میں مشعل ہوتا تھا یہ فرضی نہیں بلکہ نفس الامری اور واقعی ہے جیسا کہ کاملین کا ذوق اسکی خبر دیتا ہے۔ مثنوی معنوی سے عالم افسردہ ہے اس کا نام جماد ہے جامد افسردہ ہے اے استاد ٹھہر یہاں تک کہ قیامت کا آفتاب نکل آئے، پس تم جسم جہاں کی حرکت دیکھو گے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کا عصا اس جگہ سانپ ہوگیا باشندوں کی عقل کیلئے اخبار بن گیا۔

مسئلہ کسی فرد کے جب مراتب بالقوہ بالفعل ہو جاتے ہیں اور بذات خود تمام عالم ہو جاتا ہے تو اس کو مظہر اتم کہتے ہیں اور مظہر اتم بالفعل اصل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسلئے کہ حق تعالیٰ کے ظہور تام کو آپ نے قبول کیا اور حقتعالیٰ کو دوسرے مظہر کی

اگر مظہر دیگر در کار می شد تجلی را تکرار
می شد کہ لا یتجلی اللہ فی صورۃ مرتین
و نیز قاعدہ است کہ از یکے یکے بظہور
می آید و لفظ کُن کہ مفرد است برہمیں
دلالت دارد و جمیع انبیاء و جمیع اقطاب
بواسطۂ آں حضرت مظہر اتم بالفعل اند و جمیع
ذرات عالم بہ نسبت حق تعالیٰ مظہر اتم
بالفعل اند و بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و اقطاب نیز و اما بہ نسبت خود
مظہر اتم بالقوہ اند و ازیں جا است کہ
بعض کبراء العارفین شیخ محی الدین العربی
برائے اشارت کردن بایں مسئلہ فرمود
مات فرعون طاہرا و مطہرا یعنی
فرعون طاہر و مطہر مرد بہ نسبت شیخ

ضرورت نہیں رہی۔ اگر ضرورت ہوتی تو
تجلی کی تکرار ہو جاتی۔ اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ کسی ایک صورت میں دو مرتبہ تجلی
نہیں کرتا ہے اور قاعدہ بھی ہے کہ
ایک سے ایک ظہور میں آتا ہے اور لفظ کُن
جو مفرد ہے اسی پر دلالت کرتا ہے۔
تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اقطاب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے
بالفعل مظہر اتم ہیں۔ اور تمام ذات
عالم حقتعالےٰ کی نسبت سے بالفعل
مظہر اتم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت سے اقطاب بھی۔ لیکن اپنی
نسبت سے بالقوہ مظہر اتم ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ بعض کبراء عارفین
شیخ محی الدین العربی نے اس مسئلے
پر اشارہ کرنے کے لئے فرمایا کہ فرعون
طاہر اور مطہر مرا۔

یعنی فرعون طاہر اور مطہر بہ نسبت
شیخ کے، نہ کہ اپنی نسبت سے اس لئے کہ

نہ کہ بہ نسبتِ خود زیرا کہ بہ نسبتِ خود او کافر است و معذّب در نار۔ چنانچہ در فتوحات فرمودہ کہ من او را در درکاتِ دوزخ بہ اشدِّ عذاب معذّب دیدم یعنی او بہ نسبتِ شیخ مومن است بجہتِ اشتمال و بہ جمیع مراتب عالم کہ در وی مندرج است و بہ نسبتِ خود کافر است بسبب عدم بالفعلیت ایمان و اصول و فروع آن۔

مسئلہ ہر شئ را مراتب داخلی و خارجی است و مراتب آن است کہ گاہی از شئ منفک نمی شود و اگر منفک شود نقصان در آن شئ پدید

اپنی نسبت سے وہ کافر ہے اور دوزخ میں معذّب ہے۔ جیسا کہ فتوحات میں فرمایا ہے کہ میں نے اس کو دوزخ کے درکات میں سخت عذاب میں گرفتار دیکھا یعنی وہ شیخ کی نسبت سے مومن ہے۔ جمیع مراتب عالم کے اشتمال کی وجہ سے جو آپ میں مندرج ہیں۔ اور اپنی نسبت سے وہ کافر ہے بالفعل ایمان اور اس کے اصول و فروع کے نہ ہونے کی وجہ سے۔

مسئلہ ہر شئی کے لئے خارجی اور داخلی مراتب ہیں۔ داخلی مراتب وہ جو کبھی کسی شئ سے جدا نہیں ہوتے اور اگر جدا ہو جائیں تو اس شئ میں نقصان ظاہر ہو گا۔ جیسا کہ بدن

آید چنانچہ اعضای بدن اگر یکے از آں منفک از بدن شود بدن ناقص شود زیرا کہ آں با بدن عینیت لغوی و غیریت مجازی دارد و خارجی ایں چنیں است و از انفکاکِ خارجی بدن را ہیچ نقصانے نیست چنانچہ مراتب ظل و عکس منفک گردد بدن ناقص نمی شود طالب را باید کہ دریں علم ضبط مراتب داخلی و خارجی خوب دارد کہ ہیچ مسئلہ بحکم کل الصید فی جوف الفراء ازیں مسئلہ خارج نیست۔

مسئلہ تجدد امثال در مراتب داخلی و خارجی ہر شئی است چنانچہ

کے اعضاء کہ اگر ان میں کوئی ایک بدن سے جُدا ہو جائے تو بدن ناقص ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ بدن کے ساتھ عینیتِ لغوی اور غیریتِ مجازی رکھتا ہے۔ اور خارجی وہ ہے جو ایسا نہ ہو، اور خارجی کے انفکاک سے بدن کو کوئی نقصان نہیں ہے، جیسا کہ ظل اور عکس کے مراتب بدن کے ساتھ۔ اس لئے کہ اگر ایک مرتبہ ظل اور عکس سے منفک ہو جائے تو بدن ناقص نہیں ہوتا ہے، طالب کو چاہئے کہ اس علم میں داخلی اور خارجی مراتب اچھی طرح محفوظ رکھے، اس لئے کہ کوئی مسئلہ کل الصید فی جوف الفراء (ہر شکار گورخر کے شکم میں ہے) کے حکم کے مطابق اس مسئلے سے خارج نہیں ہے۔

مسئلہ تجدد امثال ہر شئی کے داخلی اور خارجی مراتب میں ہے جیساکہ

طفل را کہ مراتب داخلی او بعضی بالفعل
می شود و بعضے بالقوۃ یعنی مراتب
طفلی بالقوہ می شود و مراتب صبا بالفعل
و مراتب صبا بالقوہ می شود و مراتب
بلوغ بالفعل و مراتب بلوغ بالقوہ می
شود، و مراتب جوانی بالفعل و مراتب
جوانی بالقوہ می شود، و مراتب کہولت
بالفعل و مراتب کہولت بالقوہ می
شود و مراتب شیخوخۃ بالفعل الی
مالانہایۃ لہ و ہر یکے ازیں مراتب
بالقوہ بالفعل ی شود و بالفعل، و
بالقوہ و ایں بالقوۃ بالفعل شدن
بر یکذات ہست و بر مراتب ماضیہ و آتیہ

طفل کہ جس کے مراتب داخلی بعضے
بالفعل اور بعضے بالقوۃ ہوتے ہیں
یعنی مراتب طفلی بالقوۃ اور مراتب
صبا بالفعل اور مراتب صبا
بالقوۃ ہوتے ہیں۔
اور مراتب بلوغ بالفعل
اور مراتب بلوغ بالقوۃ ہوتے
ہیں۔ اور مراتب جوانی بالفعل
اور مراتب جوانی بالقوۃ ہوتے
ہیں۔ اور مراتب کہولت
بالفعل اور مراتب کہولت
بالقوۃ ہوتے ہیں۔
اور مراتب شیخوخۃ بالفعل
الیٰ مالانہایۃ لہ۔
اور ہر ایک ان مراتب میں سے
بالقوۃ بالفعل ہوتے ہیں اور
بالفعل بالقوۃ اور یہ بالقوۃ
بالفعل ہونا ایک ذات پر ہے
اور تمام مراتب ماضیہ و آتیہ

دروی موجود است الآن و متصرفان

ازاں نسبت مراتب ظاہر می شوند چنانچہ

در طفلی پیری می شوند و در پیری طفل

وغیرہا و ہمیں بالقوہ و بالفعل شدن

را در اصطلاح ایں قوم قبض و بسط

و وجود عدم میگویند۔

مسئلہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ بذات

وصفات و اسماء و معلومات خود بالفعل

است و ذات او را تقاضای مظہر

نمی شود کہ ان اللہ لغنی عن العالمین

وصفات و اسماء تقاضائی مظاہر

دارند و ذات از صفات و اسماء انفکاک

ندارد پس چوں صفات و اسماء تقاضائے

اس میں اب موجود ہیں اور ان مراتب کا

تصرف ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ طفلی میں پیر

ہوتے ہیں اور پیری میں طفل

وغیرہ اور اسی بالقوہ بالفعل ہونے

کو اس قوم کی اصطلاح میں

قبض اور بسط اور وجود و

عدم کہتے ہیں

مسئلہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ اپنی

ذات صفات اور اسماء و معلومات

سے بالفعل ہے اور اس کی ذات

کو مظہر کا تقاضا نہیں ہے۔ اس

لئے کہ ذات اپنی غناء کے سبب

کسی مظہر کو نہیں چاہتی ہے، کیونکہ

تحقیق کہ اللہ تعالےٰ تمام عالم سے

بے نیاز ہے، اور اس کے صفات

واسماء مظہر کے متقاضی ہیں اور ذات

صفات و اسماء سے جدا نہیں ہوتی ہے،

پس جب صفات اور اسماء نے مظاہر

مظاهر کردند چنانچه اول مظهر اتم را صلی اللہ علیہ وسلم بظہور اتم تمام مخلوق گردانید و دیگر مظاہر را نیز۔ سوال صفات و اسماء قدیم و مظاہر حادث یعنی مسبوق بعدم پس مظاہر که از عدم بوجود آمدند لازم می آید که صفات و اسماء پیش از خلق اشیاء معطل باشند۔ جواب علماء ایں سوال را ایں جواب داده اند که تعطیل پیش از تکوین اشیاء نباشد و ایں جواب شامل ظاہر و باطن ہست بیان ظاہر اظہر ہست و بیان باطن اینکه در تکوین و مکون یعنی خلق زمانہ فاصل نیست که تعطیل پیش آید۔

کا تقاضا کیا حق تعالیٰ نے پہلے مظہر اتم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل ظہور کے ساتھ پیدا کیا اور دوسرے مظاہر کو بھی۔ سوال صفات اور اسماء قدیم ہیں اور مظاہر حادث ہیں۔ یعنی مسبوق بعدم ہیں پس مظاہر جو عدم سے وجود میں آئے ہیں لازم آتا ہے کہ صفات اور اسماء اشیاء کے پیدا کرنے کے پہلے معطل ہوں۔

جواب علماء نے اس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ اشیاء کی تکوین سے پہلے تعطیل نہیں ہوتی۔ اور یہ جواب ظاہر اور باطن کو شامل ہے۔ بیان ظاہر بالکل ظاہر ہے اور بیان باطن یہ ہے کہ تکوین اور مکون یعنی خلق میں زمانہ فاصل نہیں ہے۔ کہ جس سے تعطیل لازم آئے۔

وخلق را ابتدا از عدم ہست وانتہا
نیز بر عدم اما چون این عدم زمانی نیست
دانش آن دق ہست کہ درین جا
عقل اعجم ہست و زبان ابکم ہ
نہ ہر جای مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن
مسئلہ ذات وصفات حق سبحانہ
وتعالی محیط عالم وعالمیان ہست و
لا فی زمان ولا فی مکان صفت آن
وعالم وعالمیان زمانی ومکانی ہستند
او تعالی چنانچہ محیط عالم وعالمیان ہست
محیط زمان ومکان ہم ہست و نیز
چنانچہ با عالم وعالمیان ہست ہمچنان با

اور خلق کی ابتداء عدم سے
ہے اور اس کی انتہا بھی عدم
پر ہے۔ لیکن جبکہ یہ عدم زمانی
نہیں ہے اس کا جاننا بہت ہی دشوار
ہے اسلئے کہ اس جگہ عقل بے سمجھ اور
زبان گونگی ہے ہ
ہر جگہ سواری دوڑا نہیں سکتے
بلکہ کسی جگہ سپر ڈال دینا چاہیئے
مسئلہ اللہ تعالے کی ذات
اور صفات عالم اور عالمیاں
کو محیط ہے۔
اور اس کی صفت نہ زمانی
ہے اور نہ مکانی ہے اور عالم
وعالمیاں زمانی اور مکانی ہیں۔
اور اللہ جیسا کہ عالم اور عالمیاں
کو محیط ہے، زمان اور مکان
کو بھی محیط ہے۔
نیز جیسا کہ وہ عالم اور عالمیاں
کے ساتھ ہے اسی طرح زمان اور

بازمان و مکان ہست پس صفات
او برآثار خود ازلاً وابداً محیط است بے
تقدّم و تاخّر زمانی۔ چنانچہ حیاۃ بر آثار خود
وارادہ بر آثار خود و سمع بر آثار خود و علم
بر آثار خود و بصر بر آثار خود و کلام بر
آثار خود و قدرت بر آثار خود و خالقیت
بر آثار خود محیط است بلا فصل زمان
در مؤثر و اثر۔

مسئلہ زمان را روح ست و مثال
و جسم و روح زمانہ تعلق بعالم ارواح دارد
و مثال آن بعالم اجسام و روح زمانہ
آن ست کہ دفعۃً متعلق بارواح می
شود و ارواح در آن واحد پیدا شدند و

مکان کے ساتھ ہے پس اس کے
صفات اپنے آثار پہ لازماً و ابداً
بغیر تقدم اور تاخر زمانی کے
محیط ہیں جیسا کہ حیاۃ اپنے آثار پہ
اور ارادہ اپنے آثار پہ اور سمع
اپنے آثار پہ اور علم اپنے آثار
پر اور بصر اپنے آثار اور کلام اپنے
آثار اور قدرت اپنے آثار پہ
محیط ہیں مؤثر اور آثار ہیں
زمانے کے فاصلے کے بغیر۔

مسئلہ زمان کو بھی روح مثال
اور جسم ہے اور زمانے کی روح کا تعلق
عالم ارواح سے ہے اور اس کے
مثال کا تعلق عالم مثال سے ہے
اور اسکے اجسام کا تعلق عالم اجسام
سے ہے اور زمانے کی روح وہ
ہے کہ دفعۃً ارواح سے متعلق ہو جاتی

الحال نیز ہمان آنند و مثال زمانہ
متعلق بعالم بہشت و دوزخ و ملائکہ می
شود کہ یکروز آنجا ہزار سال اینجاست و
جسم زمانہ کہ مقدار فلک الافلاک است و
اجزائے آن حال و ماضی و مستقبل متعلق باجسام
می شود و درینجا ساعت از ساعت و روز از شب
متمیز است ہمچنین مکان روح و مثال و
جسم دارد روح آن متعلق بعالم ارواح و مثال
آن متعلق بعالم مثال و جسم آن متعلق بعالم
اجسام است و عالم ارواح را نسبت از ازمنہ
و امکنہ برابر است یعنے در آنے واحد با ہر زمان
و مکان حاضر است و مظہر زمان و مکان عین
ثابتہ ہر یکے از آنہا ست کہ از مراتب داخلی
الٰہی ست و حق سبحانہ و تعالیٰ منزہ است

رہے۔ اور ارواح آن واحد میں،
پیدا ہوئے ہیں اور اب بھی اسی
آن میں ہیں، اور زمانے کی مثال
بہشت، دوزخ اور ملائکہ کے عالم
کے ساتھ متعلق ہوتی ہے، کہ ایک
دن وہاں کا یہاں کا ہزار سال ہے۔
اور زمانے کا جسم فلک لافلاک کی مقدار
حرکت ہے اور اسکے اجزاء حال ماضی اور
مستقبل جو اجسام سے متعلق ہوتے ہیں،
اور اس جگہ میں ساعت، ساعت سے، اور
دن رات سے متمیز ہے۔ اسی طرح مکان
بھی روح، مثال اور جسم رکھتا ہے، اسکی
روح عالم ارواح سے متعلق ہے اور اس
کا مثال عالم مثال سے متعلق ہے اور
اس کا جسم عالم اجسام سے متعلق ہے
اور عالم ارواح کو ازمنہ اور امکنہ سے مساوی
نسبت ہے یعنی ایک ہی آن میں ہر
زمان و مکان کے ساتھ حاضر ہے، اور
زمان و مکان کا مظہر ان میں ہر ایک کا عین
ثابتہ ہے جو مراتب داخلی الٰہی میں سے ہے اور

از روح و مثال و جسم زمان و مکان باوجود
معیت و سریان در یکے ازاں و بعضے باعتبار
ہماں عین ثابتہ حقتعالیٰ را زمانی و مکانی گفتہ
و بعضے تعبیر ازاں بخلوت و وراء الوراء کردہ
چنانچہ مولانا جامی قدس سرہٗ فرمودہ ؎
دراں خلوت کہ ہستی بے نشاں بود
بکنج نیستی عالم نہاں بود
و در اصطلاح حضرت شاہ برہان الدینؒ
بیجاپوری وراء الوراء آمدہ اما آں زمان و
مکان ہمچوں ایں زمان و مکان نیست
کہ ایں حادث و مقید ست و آں قدیم و مطلق،
مسئلہ معیت بر دو قسم است مقیدہ
و مطلقہ، مقیدہ بالقوہ می باشد چنانچہ

حق سبحانہٗ وتعالیٰ روح اور مثال اور جسم
اور زمان و مکان سے منزہ ہے باوجود
ان میں سے ہر ایک میں سریان اور معیت
کے اور بعض لوگوں نے اسی عین ثابتہ کے
اعتبار سے حق تعالیٰ کو زمانی اور مکانی
کہا اور بعضوں نے اسکی تعبیر خلوت اور
وراء الوریٰ سے کی ہے۔ جیسا کہ مولانا
جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ؎
اس خلوت میں کہ ہستی بے نشاں
تھی نیستی کے خزانہ میں عالم پوشیدہ تھا،
اور حضرت شاہ برہان الدین رح بیجاپوری
کی اصطلاح میں وراء الوریٰ آیا ہے،
لیکن وہ زمان اور مکان کی طرح
نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ حادث اور
مقید ہے اور وہ قدیم و مطلق
ہے۔
مسئلہ معیت دو قسم پر ہے۔
مقیدہ اور مطلقہ، اور مقیدہ بالقوہ
ہوتی ہے جیسا کہ عالم کا ارواح

معیّت ارواح ومثال واجسام عوام
بایکدیگر ومطلقہ بالفعل می باشد چنانچہ
مَعیّت حق سبحانہٗ تعالیٰ باخلق ومعیت
انبیاءؑ واقطاب رضؓ باآں پس ہر کہ معیّت
مقیدۂ او مطلق می شود باہر شئی کہ در
عَالم موجود است حَاضر است وازاحوال
آں آگاہ لہٰذا کُمل قدس اللہ اسرارہم
ازاحوال ماضیہ وحالیہ وآتیہ خبر می دہند
وآں در واقع ہم چناں می باشد بے
تفاوت ۔

مسئلہ در تحقیق روح مذاہب
است امادر علماء اہل اسلام واولیاء
اختلاف است واکثر علماء واکثر اولیاءٔ

اور مثال اور عام اجسام کی معیت ایک
دوسرے کے ساتھ اور مطلقہ بالفعل
ہوتی ہے جیسا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی
معیت مخلوق کے ساتھ اور انبیاء
علیہم السلام اور اقطاب کی معیت اس
کے ساتھ، پس جو شخص کہ اسکی معیت
مقیدہ مطلق ہو جاتی ہے ہر اس شئی
کے ساتھ جو عالم میں موجود ہے حاضر
ہے اور ان کے احوال سے آگاہ ،
اس لئے کہ کاملین قدس اللہ اسرارہم
ماضی حال استقبال کے احوال سے
خبر دیتے ہیں اور وہ واقع میں بغیر کسی تفاوت
کے ایسا ہی ہوتے ہیں ۔

مسئلہ روح کی تحقیق میں
کئی مذاہب ہیں لیکن علماء اہل اسلام
اور اولیاء میں اختلاف ہے، اور
اکثر علماء اور اکثر اولیاء روح کو بدن
کے ساتھ غیریت لغوی ثابت

روح را با بدن عینیت لغوی ثابت
کردہ و کمل اولیاء عینیت لغوی پس
بریں مذہب روح مرتبۂ داخلی بدن است
و نزد حضرت ما قدس سرہٗ مذہب منصور
ہمین است۔

مسئلہ روح را ظاہری است و
باطنی و ظاہر روح مشار بانا و انت
و ہو یعنی من و تو و او ست ؎
تو گوئی لفظ من اندر عبارت
بسوی روح می باشد اشارت
و باطن او مجہول الکنہ است یعنی عقل را
بکنہ او راہ نیست زیرا کہ او مخلوق است
منقطع الاشارات لیس آں روح عین مراتب
مثال خود و عین مراتب جسم خود است زیرا کہ

کرتے ہیں۔
اور کاملین اولیاء عینیت لغوی
پس اس مذہب پر روح بدن کا مرتبہ
داخلی ہوگی اور ہمارے حضرت قدس
سرہٗ کا مذہب منصور یہی ہے۔

مسئلہ روح کے لئے ظاہر
اور باطن ہے اور ظاہر روح کا انا
انت اور ہو سے اشارہ کیا جاتا
ہے یعنی میں اور تو اور وہ ہے۔
؎ تو لفظ میں عبارت میں
کہتا ہے۔ اور روح کی طرف اس کا
اشارہ ہوتا ہے اور اس کا باطن
مجہول الکنہ ہے یعنی عقل کو اسکی
حقیقت کی جانب راستہ نہیں ہے
اس لئے کہ وہ مخلوق منقطع الاشارۃ
ہے۔

پس وہ روح اپنی مثال کے مراتب
کی عین ہے اور اپنے جسم کے
مراتب کی عین ہے۔ اس لئے

همہ مراتب مسطورہ از مراتب داخلی روح است و کمل قدس اللہ اسرارہم بمرتبۂ روح و مثال و جسم خود بحیثیت الاطلاق می رسند و ارواح ایشاں تمام ارواح و مثال ایشاں تمام امثال و جسم ایشاں تمام اجسام می شود۔ غیر ایں ارواح و امثال و اجسام عالم محسوس فی الخارج۔

مسئلہ دربیان حواس خمسہ کہ سامعہ و باصرہ و شامہ و ذائقہ و لامسہ باشد بداں کہ چوں مسموع خارجی کہ ملفوظ و اصوات اشیاء است از صماخ گوش در صفت سمع کسے در آید در آنجا مسموع داخلی را کہ کیفیت مسموعیت آن است

کہ مذکورہ مراتب روح کے داخلی مراتب سے ہیں اور کاملین قدس اللہ اسرارہم اپنے جسم مثال اور روح کے مرتبہ میں اطلاق کی حیثیت پر پہنچتے ہیں اور ان کی ارواح تمام ارواح ان کی مثالیں تمام امثال اور ان کے اجسام تمام اجسام ہو جاتے ہیں۔ ان ارواح امثال اور اجسام کے علاوہ عالم خارج میں محسوس ہوتا ہے۔

مسئلہ حواس خمسہ کے بیان میں جو سامعہ۔ باصرہ اور شامہ اور ذائقہ اور لامسہ ہیں، جانو کہ جب مسموع خارجی جو ملفوظ اور اشیاء کی آواز ہے کان کے سوراخ سے کسی شخص کے سمع کی صفت میں داخل ہوتا ہے تو اس جگہ میں مسموع داخلی کو جو اسکی مسموعیت کی کیفیت

بالفعل می کند و آن مسموع بر صفتِ
علم گذر کردہ معلوم داخلی را کہ فہم آنست
بفعل می آرد و آن معلوم بر صفت بصر
گذر کردہ مبصرِ داخلی را کہ تمیز نیکی و بدی
آنست بفعل می آرد و آن مبصر بر صفتِ
کلام گذر کردہ کلماتِ داخلی را کہ بیان
آنست بفعل می آرد و آن کلمات بر صفت
قدرت گذر کردہ مقدور داخلی را کہ قدرت
بیان آنست بفعل می آرد ہم چنین مبصر
خارجی کہ از آلہ بصر در صفتِ بصر می آید و
مبصر داخلی را کہ کیفیت بصریت آنست
بفعل می آرد و آن مبصر بر صفت علم
گذارد و معلوم داخلی را کہ کیفیت معلومیت

ہے بالفعل بنا دیتا ہے، اور وہ مسموع
علم کی صفت پہ گذر کر معلوم داخلی
کو جو اس کا فہم ہے بالفعل لاتا
ہے اور وہ معلوم بصر کی صفت پہ
سے گذر کر مبصر داخلی کو جو اس کی
نیکی اور بدی کی تمیز ہے فعل
میں لاتا ہے اور وہ مبصر کلام کی
صفت پہ گذر کر کلمات داخلی کو جو
اس کا بیان ہے فعل میں لاتا ہے
اور وہ کلماتِ قدرت کی صفت
پر گذر کر مقدور داخلی کو جو قدرت
اس کا بیان ہے فعل میں لاتا ہے
اسی طرح مبصر خارجی آلۂ بصر سے
بصر کی صفت میں آتا ہے اور مبصر
داخلی کو جو اس کے مبصریت کی کیفیت
ہے فعل میں لاتا ہے اور وہ مبصر صفت
علم پہ گذرتا ہے اور معلوم داخلی
جو اس کے معلومیت کی کیفیت
ہے فعل میں لاتا ہے، اور وہ

آن است بفعل می آرد و آن معلوم بر صفت کلام گذرد و کلمات داخلی را که قدرت بیان آنست بفعل می آرد.

ہمچنین مشموم خارجی از آلۂ شم بر صفت شم و مذوق خارجی از آلۂ ذوق بر صفت ذوق و ملموس خارجی از آلۂ لمس بر صفت لمس گذر کردہ مشموم داخلی را مذوق داخلی را و ملموس داخلی را بفعل می آرد پس ہر یکے مسموعات و معلومات و مبصرات و کلمات و مقدورات در معادن خود کہ صفت سمع و علم و بصر و کلام و قدرت باشد می باشد ہر گاہ کسے خواہد کہ ہر یکے را از آں بعبارت آرد

معلوم صفتِ کلام پہ گذر کر داخلی کلمات کو جو اس بیان کی قدرت ہے فعل میں لاتا ہے اور ایسا ہی مشموم خارجی سونگھنے کے آلے (ناک) سے گذر کر صفتِ شم پہ اور مذوق خارجی آلہ ذوق (زبان) سے گذر کر صفتِ ذوق پہ اور ملموس خارجی آلہ لمس (ہاتھ وغیرہ) سے صفتِ لمس پہ گذر کر مشموم داخلی اور مذوق داخلی اور ملموس داخلی کو فعل میں لاتا ہے۔

پس ہر ایک مسموعات اور معلومات اور مبصرات اور کلمات اور مقدورات اپنے معاون میں جو کہ سمع، علم، بصر کلام اور قدرت کی صفتیں ہیں، موجود ہوتی ہے۔

جس وقت کہ کوئی شخص چاہے کہ ان میں سے ہر ایک کو عبارت

پس مقدور از معدنِ خود بر صفت
کلام می آید و کلمات از معدن خود
بر صفت بصر می آید و مبصرؔ از معدن
خود علم می آید و معلوم از معدن خود بر صفت
سمع می آید و مسموع از معدنِ خود بر آمدہ
از آلہ زبان بوساطت نفس لباس ملفوظ
پوشیدہ بخارج آمدہ اثر خود پیدا کردہ باز
بداخل رجوع میکند مثلِ آوازِ جرس بجرس
وآں آثار کہ ہر یکے ازاں ہا پیدا می
شود در خارج بر طریق مسطور مراتب
خارجیہ آنہاست پس آثار مسموعات
ماموره و منہیہ و آثار مبصرات ماموره
منہیہ و آثار مشمومات ماموره و منہیہ

ہیں لائے پس مقدور اپنے معدن
سے صفت کلام پہ آتا ہے اور کلمات
اپنے معدن سے صفت بصر پہ آتے
ہیں اور مبصر اپنے معدن سے صفت
علم پہ آتا ہے اور معلوم اپنے معدن
سے صفت سمع پہ آتا ہے اور مسموع
اپنے معدن سے نکل کر آلۂ زبان سے
نفس کی وساطت سے ملفوظ کا لباس
پہن کر خارج میں آتا ہے اور اپنا
اثر پیدا کر کے داخل میں رجوع کرتا ہے
جیسے جرس کی آواز جرس میں، اور
وہ آثار جو ان سے پیدا ہوتے ہیں
خارج میں مذکور طریقے پہ ان کے مراتب
خارجیہ ہیں۔

پس مسموعات کے آثار ماموره
اور منہیہ اور مبصرات کے آثار ماموره
اور منہیہ اور مشمومات کے آثار
ماموره اور منہیہ اور مذوقات
کے آثار ماموره اور منہیہ

و آثار بند و نبات ماموره منهیه ملموسات

ماموره و منهیه در خارج پیدا شده بصور

مناسب خود که حور و قصور و انهار و اشجار

و غیرہا و عقارب و حیات صریح در نوم

و غیرہا در مکان مناسب خود که بهشت و

دوزخ باشد جای میگیرد پس هم چنین

حرکات اعضا که ازاں افعال که آثار

آنست بظهور می آید از مراتب داخلی

اعضا است و آں آثار مراتب خارجی

آں پس آں حرکات از اعضا بظهور آمده

آثار خود بخارج پیدا کرده بمعاون خود

کہ اعضا است رجوع کند ۵

صورت از بے صورتے آمد بروں

باز شد کانا الیه راجعون

اور ملموسات کے آثار ماموره اور
منهیه خارج میں پیدا ہو کر اپنی مناسب
صورتوں کے ساتھ کہ حور اور قصور اور
نہریں اور اشجار وغیرہ اور بچھو اور
سانپ اور خربیعنی ناطی کانٹے اور
سینڈ وغیرہ اپنے مناسب مکان
میں جو بہشت اور دوزخ ہے جگہ
پکڑتے ہیں۔ ایسا ہی اعضا کے حرکات
جو ان سے کہ ان کے آثار و افعال میں
ظہور میں آتے ہیں۔

اعضا کے داخلی مراتب میں سے
ہیں اور اس کے آثار مراتب خارجی
ہیں پس وہ حرکات اعضاء سے
ظہور میں آکر اپنے آثار کو خارج میں
پیدا کر کے اپنے معاون میں جو کہ اعضا
ہیں لوٹ جاتے ہیں ۵

صورت بے صورتی سے نکل آئی
پھر لوٹ گئی اس لئے کہ ہم اسی کی
جانب لوٹنے والے ہیں۔

و آن آثار بصور مناسبہ بمکان مناسب خود قرار می گردد چنانچہ آثار مذکورہ از مراتب خارجی است ہم چنیں ظلال و عکوس و صور و ہیئات نیز از مراتب خارجی است و ہر یکے ازاں نسبت بحق تعالیٰ و انبیاء و اقطاب و کمل اولیاء عالمی است بالفعل ؎

جملہ ذرات عالم در نہاں
با تو می گویند روزان و شباں
ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم
با شما نا محرمان ما خامشیم

مسئلہ ہر حیوان قوت از مراتب خارجیہ میخورد مثلاً انسان گندم و برنج و دال و گوشت و ترکاری و مصالح و آب و شیر و روغن و غیرہا می خورد و ایں ہمہ

اور وہ آثار اپنی مناسب صورت میں اپنی مناسب جگہ قرار پکڑتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ آثار مراتب خارجی سے ہیں۔ ایسے ہی سائے عکس اور صورتیں اور شکلیں بھی مراتب خارجی سے ہیں اور ان میں سے ہر ایک حق تعالیٰ اور انبیاء اور اقطاب اور کاملین اولیاء کی بہ نسبت ایک عالم بالفعل ہے ؎

عالم کے تمام ذرات پوشیدہ طور پر رات اور دن تیرے ساتھ بولتے ہیں۔ ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں۔ تمہارے ساتھ ہم نامحرم ہیں اور خاموش ہیں

مسئلہ ہر حیوان روزی مراتب خارجیہ سے کھاتا ہے جیسے انسان گیہوں، چاول، دال گوشت ترکاری مصالح، پانی، دودھ اور روغن وغیرہ کھاتا ہے اور یہ تمام اس کے مراتب خارجیہ ہیں۔

از مراتب خارجیہ او ست اطبا می
گویند غذا بہ حرارت غریزی طبخ می
شود و تحلیل یافتہ خلاصۂ آں جزو بدن
می گردد و ایں خلاف واقع ست
زیراکہ مراتب خارجی مراتب داخلی نمی شود
ابداً چنانچہ انسان و بہائم و طیور و
حشرات وغیرہ ہر ذی روح کہ باشد
می میرند و اجزای آں با خاک برابر می
شود ہر چند آں اجزای باریک تر از
غبار و سرمہ می شود، اما عین خاک نمی
شود و ہمچنیں نبات و اشجار و اوراق آں
کہ خشک شدہ با خاک برابر می شود و جماد کہ
شکستہ ریزہ ریزہ می شود و بسودن آرد می
شود و قطرات باراں از وقت گستردن

حکیم کہتے ہیں کہ غذا غریزی حرارت
سے پکتی ہے اور تحلیل ہو جاتی ہے۔ اس
کا خلاصہ جزو بدن ہو جاتا ہے اور
یہ واقع کے خلاف ہے۔ اس لئے، کہ
خارجی مراتب داخلی مراتب کبھی نہیں
ہوتے ہیں۔
جیسا کہ انسان اور چوپائے اور
پرندے اور زمین میں رہنے والے
کیڑے وغیرہ ہر ذی روح جو کہ مرتے
ہیں اور ان کے اجزاء مٹی کے ساتھ
برابر ہو جاتے ہیں، ہر چند وہ اجزاء
غبار اور سرمے سے باریک تر
ہو جاتے ہیں، لیکن عین خاک
نہیں ہوتے ہیں ایسے پودے اور
درخت اور اس کی پتیاں جو خشک
ہو کر خاک کے برابر ہو جاتی ہیں
اور جماد جو ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو
جاتے ہیں اور گھس کر آٹا ہو جاتے
ہیں اور بارش کے قطرے، جو
زمین کے بچھ جانے کے وقت سے

زمین الی الآن کہ نازل شدہ و در زمین
خشک گردیدہ ہمہ جدا جدا موجود ہست،
حقتعالیٰ ہمہ آن را جدا جدا بے خلط می
داند و می بیند کہ کل لدینا محضرون پس
حق آنست کہ ہر شئی خارجی امداد مراتب
داخلی می کند و ہر مرتبہ داخلی بامداد آں
بفعل می آید۔ چہ از دروں و چہ از بیروں
یعنی امدادِ درونی باغذیہ اشربہ، و
ادویہ می شود و امداد برونی از صحبتِ
والدین و دایہ و خدمہ و جماعۂ اقارب
و مردم قریہ و شہر و باران زراعت
و آب و ہوای معتدل و صحت و عافیت
و امنیت از آفات ارضی و سماوی مثل
جنگ و جدل و فتنہ و فساد و غیرہا و برق

اب تک نازل ہوئے۔ اور زمین میں
خشک ہو گئے تمام کے تمام علیحدہ علیحدہ
موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو
علیحدہ علیحدہ جانتا ہے اور دیکھتا ہے
اس لئے کہ کل لدینا محضرون (سب کے
سب ہمارے پاس حاضر ہیں)۔ پس حق وہ
ہے کہ ہر شئی خارجی مراتب داخلی کی امداد
کرتی ہے اور ہر مرتبۂ داخلی اس کی مدد سے
فعل میں آتی ہے خواہ اندر سے ہو یا
باہر سے ہو۔ یعنی اندرونی امداد کھانے
پینے اور دوا سے ہوتی ہے اور باہر کی
امداد والدین اور دایہ اور خدام اور
قریبی رشتہ داروں کی جماعت اور
گاؤں اور شہروں کے لوگ کی صحبت،
اور بارش، زراعت، پانی۔ معتدل
ہوا، صحت عافیت اور آفات
ارضی و سماوی مثلاً جنگ و جدل فتنہ
و فساد وغیرہ۔
اور بجلی، بارش کی کمی، اور

وقلت باراں و زیادت آں وغیرہا و
امنیت از بلیات درونی و بیرونی مثل
امراض دل و جسم و نہب و غارت و سرقت
و قتل وغیرہا و سباع بری و بحری و ہوام
و حشرات و عقارب و حیات و اعداء
و اشرار جن و انس و دیو و شیاطین وغیرہا
و حکومت یک حاکم و عادل۔

مسئلہ بامداد مراتب خارجی مراتب
داخلی بفعل می آید مثلاً از امداد بیان
علم معلم متعلم بفعل می آید ہر علم و ہر معلم
و ہر متعلم کہ باشد از امداد آتش خارجی
آتش داخلی ہیزم وغیرہ بفعل می آید
و از امداد شعلہ خارجی شعلہ داخلی چراغ

اس کی زیادتی وغیرہ سے امن اور
اندرونی و بیرونی بلاؤں مثلاً دل و جسم
کے امراض، غارت و تباہی، چوری
اور قتل وغیرہ اور خشکی و تری
کے درندے اور زہریلے کیڑے
بچھو، سانپ اور دشمن بدمعاش جن
اور انسان دیو، اور شیاطین وغیرہ
اور حاکم عادل کی حکومت
ہوتی ہے۔

مسئلہ مراتب خارجی کی امداد
سے مراتب داخلی فعل میں آتے ہیں۔
مثلاً معلم کے بیان علم کی امداد
سے متعلم کا علم فعل میں آتا ہے۔
جو بھی علم اور جو بھی معلم اور جو
بھی متعلم ہو، اور آتش خارجی کے
امداد سے لکڑی وغیرہ کی آتش
داخلی فعل میں آتی ہے اور خارجی
شعلہ کی امداد سے چراغ اور شمع

و شمع مشتعل بفعل می آید و از امداد مراتب داخلی نیز مراتب داخلی از قوة بفعل می آید مثلاً از زور کشیدن و جستن و دویدن و کشتی گرفتن قوة از فکر نمودن در مطالعہ کتب علم و در امور معاش و معاد و تدابیر۔

مسئلہ مظہر حق تعالیٰ عقل کل است کہ مظہر عقول جزئیہ است و مظہر عقل کل نفس کل کہ مظہر نفوس جزئیہ است و مظہر نفس کل طبیعت کل است کہ مظہر طبائع جزئیہ است و مظہر طبیعت کل جوہر ہبا شکل کل است کہ مظہر اشکال جزئیہ است و مظہر جسم کل عرش است و

اور مشتعل کا داخلی شعلہ فعل میں آتا ہے، اور مراتب داخلی کی امداد سے بھی داخلی قوت سے فعل میں آتا ہے، مثلاً زور کھینچنا اور کودنا اور دوڑنا اور قوت کی کشتی کرنا اور فکر کرنے سے علم کی کتاب کے مطالعہ میں اور معاش و معاد کی تدبیر کے امور میں۔

مسئلہ حق تعالیٰ کا مظہر عقل کل ہے جو عقول جزئیہ کی مظہر ہے، اور عقل کل کا مظہر نفس کل ہے، جو نفوس جزئیہ کا مظہر ہے اور نفس کل کا مظہر طبیعت کلی ہے، جو طبائع جزئیہ کی مظہر ہے اور طبیعت کل کا مظہر جوہر ہباء ہے جو تمام صورتوں کا مادہ اور اس کا مظہر ہے اور جوہر ہباء کا مظہر شکل کل ہے، جو اشکال جزئیہ کی مظہر ہے۔ اور شکل کل کا مظہر جسم کل ہے، جو اجسام

مظہر عرش کرسی است و مظہر کرسی فلک
زحل است و مظہر فلک زحل فلک مشتری
است و مظہر فلک مشتری فلک مریخ
است و مظہر فلک مریخ فلک شمس است
و مظہر فلک شمس فلک ناہید است
و مظہر فلک ناہید فلک عطارد است و
مظہر فلک عطارد فلک قمر است و مظہر
فلک قمر کرۂ ناری است و مظہر کرۂ ناری
کرۂ باد است و مظہر کرۂ باد کرۂ آب است
و مظہر کرۂ خاک است و مظہر کرۂ خاک
موالید ثلاثہ است و از ابتدای عقل
کل تا موالید ثلاثہ ہمہ مظاہر در مظہر ہای
خود بودند مانند اجسام ذریۂ در جسم آدم

جزئیہ کی مظہر ہے اور جسم کل کا مظہر
عرش ہے اور عرش کا مظہر کرسی ہے
اور کرسی کا مظہر فلک زحل ہے اور
فلک زحل کا مظہر فلک مشتری ہے
اور فلک مشتری کا مظہر فلک مریخ
ہے۔ اور فلک مریخ کا مظہر فلک شمس ہے
اور فلک شمس کا مظہر فلک ناہید ہے
اور فلک ناہید کا مظہر فلک عطارد
ہے اور فلک عطارد کا مظہر فلک
قمر ہے۔ اور فلک قمر کا مظہر کرۂ ناری
ہے اور کرۂ ناری کا مظہر کرۂ باد ہے
اور کرۂ باد کا مظہر کرۂ آب ہے،
اور کرۂ آب کا مظہر کرۂ خاک ہے۔
اور کرۂ خاک کا مظہر موالید ثلاثہ
ہیں اور ابتدائی عقل کل سے موالید
ثلاثہ تک تمام مظاہر اپنے مظہروں
میں تھے جیسا کہ ذریت کے
اجسام آدم علیہ السلام کے
جسم میں اور وہ ایک دوسرے

علیہ السلام و عینِ حقیقی و غیرِ حقیقی
یکدیگر اند مانندِ مراتبِ داخلی و مراتبِ
خارجی پس در قبضۂ خاک کہ مظہرِ خاک
است مانندِ تخمِ شجر مادۂ جسمِ آدم علیہ
السلام بود و جسمِ آدم علیہ السلام با جمیع
اجسامِ ذریّتہ کہ عینِ حقیقی و غیرِ حقیقی اند
بر مثالِ نطفہا در صلبِ پدر کہ ہمہ غیرِ حقیقی
پدر اند و بے خلطِ یکدیگر، چوں مشیّتِ الٰہی
تقاضا کرد کہ اجسامِ ذریّتہ از جسمِ آدم
دفعۃً بیروں آرد، روزِ میثاق ہمہ را بیروں
آورد، بقدرِ زنبور و ایشاں را عقل
و خرد بخشید و عہد گرفت الستُ بربکم
قالوا بلیٰ باز در ہماں جسم رجوع ایشاں

کے عینِ حقیقی اور غیرِ حقیقی ہیں۔ مراتب
داخلی اور مراتب خارجی کے مانند
پس خاک کے قبضے ہیں جو خاک کا
مظہر ہے جیسے درخت کا بیج۔ جسم
آدم علیہ السلام کا مادہ ہے۔
اور آدم علیہ السلام کا جسم تمام اجسام
ذریت کے ساتھ جو اس کے عین
حقیقی اور غیر حقیقی ہیں نطفوں
کے مثال پر باپ کے صلب میں
جو تمام کے تمام باپ کے غیر حقیقی
ہیں اور بغیر ایک دوسرے کے ملنے
کے ہیں۔ جب اللہ کی مشیت نے تقاضا
کیا کہ ذریتہ کے اجسام آدم کے جسم سے
ایک ہی دفعہ باہر لائے تو میثاق کے
دن تمام کو باہر لایا اور زنبور کی
مقدار ہیں ان کو عقل و دانائی دیا اور
عہد لیا الست بربکم (کیا میں تمہارا رب
نہیں ہوں) قالوا بلیٰ (انہوں نے کہا ہاں)
پھر ان تمام کو انہیں کے جسم کی جانب

کردہ بتدریج از ہماں جسم در قرون
ماضیہ اہل ہر قرن را برآورد۔ چنانچہ
در قرنِ آدم علیہ السلام ببیست
بطن پیدا شدند، در ہر بطن یک مرد
و یک زن، ہمچنیں مردم ہر قرن ماضیہ
و حالیہ و آتیہ کہ با یکدیگر عین حقیقی و غیر
حقیقی اند مثلاً ایں غلامِ قادری، کہ
بوالحسن القادری است احسن اللہ حالہ و مآلہ
در ذاتِ عقل کل و در مظاہر خارجیہ او
بود از آں جا در ذاتِ نفس کل بمظاہر
خارجیہ او آمد ازانجا در مظاہر طبیعت
کل ازانجا در مظاہر جوہبا ازانجا در
مظاہر شکل کل، ازانجا در مظاہر جسم کل

لوٹا دیا اور آہستہ آہستہ اسی جسم سے
قرون ماضیہ میں ہر قرن کے لوگوں کو
نکالا، جیسا کہ آدم علیہ السلام کے زمانے
میں بیس بطن پیدا ہوئے اور ہر بطن
میں ایک مرد اور ایک عورت، اسی طرح
ماضی، حال اور استقبال کے ہر قرن
کے لوگ جو ایک دوسرے کے عین حقیقی
اور غیر حقیقی ہیں مثلاً یہ غلام قادری
جو ابوالحسن القادری ہے، اللہ
تعالیٰ اس کے حال اور انجام کو بہتر
کرے، ذاتِ عقل کل میں اور اس
کے مظاہر خارجیہ میں رہا۔ اس
جگہ سے ذات نفس کل میں، اور
اس کے مظاہر خارجیہ میں آیا۔
اس جگہ سے مظاہر طبیعت کل
میں۔ اس جگہ سے مظاہر جوہر
ہبا ہیں۔ اس جگہ مظاہر شکل کل
میں۔
اس جگہ سے مظاہر جسم کل

ازانجا در مظاہر عرش ازانجا در مظاہر
کرسی ازانجا در مظاہر فلک زحل، ازانجا
در مظاہر فلک مشتری، ازانجا در مظاہر
فلک مریخ، ازانجا در مظاہر فلک شمس
ازانجا در مظاہر فلک ناہید، ازانجا در
مظاہر فلک عطارد، ازانجا در مظاہر
فلک قمر، ازانجا در مظاہر کرۂ ناری
ازانجا در مظاہر کرۂ باد، ازانجا در مظاہر
کرۂ آب ازانجا در مظاہر کرۂ خاک
ازانجا در مظاہر جماد و ازانجا در مظاہر
نبات، ازانجا در مظاہر حیوان، ازانجا
در مظاہر جسم آدم علیہ السلام بواسطۂ
قبضۂ خاک یعنی چوں قبضۂ خاک از خاک

میں، اس جگہ سے مظاہر عرش میں
اس جگہ سے مظاہر کرسی میں۔
اس جگہ سے مظاہر فلک زحل میں
اس جگہ سے مظاہر فلک مشتری میں،
اس جگہ سے مظاہر فلک مریخ میں،
اس جگہ سے مظاہر فلک شمس میں
اس جگہ سے مظاہر فلک ناہید میں
اس جگہ سے مظاہر فلک عطارد میں
اس جگہ سے مظاہر فلک قمر میں،
اس جگہ سے مظاہر کرۂ ناری میں،
اس جگہ سے مظاہر کرۂ باد میں،
اس جگہ سے مظاہر کرۂ آب میں،
اس جگہ سے مظاہر کرۂ خاک میں،
اس جگہ سے مظاہر جماد میں۔ اس
جگہ سے مظاہر نبات میں۔ اس جگہ
سے مظاہر حیوان میں۔ اس جگہ سے
مظاہر جسم آدم علیہ السلام میں قبضۂ
خاک کے واسطہ سے یعنی جب خاک کی
ایک مٹھی خاک سے۔ جو خاک کی مظہر

که مظہر خارجی خاک ہست برائے
تخمیر جسد آدم علیہ السلام گرفتند و جسد
آدم علیہ السلام تیار شد در مظاہر آں
اجسام ذریۃ اوست آمد ازانجا در
صلب شیث علیہ السلام، ازانجا در
صلب انوش، ازانجا در صلب اقنیان
ازانجا در صلب مہلائیل ازانجا در
صلب بارد، ازانجا در صلب اخنوخ
یعنی ادریس علیہ السلام ازانجا در صلب
متوشلخ ازانجا در صلب لمک
ازانجا در صلب نوح علیہ السلام
ازانجا در صلب سام ازانجا در صلب
ارفخشد ازانجا در صلب شالخ، ازانجا

خارجی ہے حضرت آدم علیہ السلام کے
جسم کی خمیر کے لئے لی گئی اور آدم علیہ
السلام کا جسم تیار ہوا۔
اس کے مظاہر میں جو اس کے
ذریۃ کے اجسام ہیں آیا، اس جگہ سے
شیث علیہ السلام کے صلب میں
اس جگہ سے انوش کے صلب میں
اس جگہ سے اقنیان کے صلب میں
اس جگہ مہلائیل کے صلب میں،
اس جگہ سے بارد کے صلب میں
اس جگہ سے اخنوخ کے صلب میں
یعنی ادریس علیہ السلام۔
اس جگہ سے متوشلخ کے صلب
میں۔ اس جگہ سے لمک کے صلب
میں۔ اس جگہ سے نوح علیہ السلام
کے صلب میں۔
اس جگہ سے سام کے صلب میں
اس جگہ سے ارفخشد کے صلب میں
اس جگہ سے شالخ کے صلب میں

درصلب غابر یعنی ہود علیہ السلام ازانجا
درصلب قالغ ازاں جا درصلب ارغو
ازانجا درصلب اسرع ازانجا درصلب
ناخور ازانجا درصلب تارخ، ازاں جا
درصلب ابراہیم علیہ السلام وازانجا
درصلب اسمٰعیل علیہ السلام ازانجا در
صلب قیدار ازانجا درصلب نبت
ازاں جا درصلب حمل ازانجا درصلب
سلاماں ازانجا درصلب یسیع ازانجا
درصلب ہمیسع ازانجا درصلب اُدد
ازانجا درصلب اُدّ۔ ازانجا درصلب
عدنان (تا عدنان اتفاقی ست وبالائے
آں خلافی ست ودرما نحن فیہ مذکور ما ہو الاشہر
والاصح ۱۲)

اس جگہ سے غابر یعنی ہُود علیہ السلام
کے صلب میں۔ اس جگہ سے قالغ کے
صلب میں۔ اس جگہ سے ارغو کے
صلب میں۔ اس جگہ سے اَسرع کے
صلب میں۔ اس جگہ سے تارخ کے
صلب میں، اس جگہ سے ابراہیم
علیہ السلام کے صلب میں۔ اس جگہ
سے اسماعیل علیہ السلام کے صلب
میں۔ اس جگہ سے قیدار کے صلب
میں، اس جگہ سے نبت کے صلب
میں۔ اس جگہ سے حمل کے صلب
میں۔ اس جگہ سے سلاماں کے
صلب میں۔ اس جگہ سے یسیع کے
صلب میں اس جگہ سے ہمیسع کے
صلب میں۔ اس جگہ سے اُدو کے
صلب میں۔ اس جگہ سے ادّ کے
صلب میں، اس جگہ سے عدنان کے
صلب میں۔ (عدنان تک سبھوں کا
اتفاق ہے اور اس کے اوپر اختلاف ہے

ازانجا درصلب معد ازانجا درصلب نزار
ازانجا درصلب مضر ازانجا درصلب الیاس
ازانجا درصلب مدرکہ ازانجا درصلب خزیمہ
ازانجا درصلب کنانہ ازانجا درصلب نضر
ازانجا درصلب مالک ازانجا درصلب
فہر ازانجا درصلب غالب ازانجا درصلب
لوی، ازانجا درصلب کعب، ازاں جا
درصلب مُرہ، ازانجا درصلب کلاب
ازانجا درصلب قصی، ازانجا درصلب
عبدمناف، ازانجا درصلب ہاشم ازانجا
درصلب عبدالمطلب ازانجا درصلب
ابی طالب ازانجا درصلب امیرالمومنین
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ازانجا درصلب
امام حسین ازاں جا درصلب امام زین العابدینؓ
ازانجا درصلب امام محمد باقرؓ ازاں جا

(اور ہم جس کا ذکر کر رہے ہیں وہ مشہور اور صحیح ہے)
اور اس جگہ سے معد کے صلب میں اور
اس جگہ سے نزار کے صلب میں اور اس
جگہ سے مضر کے صلب میں اور اس جگہ سے
الیاس کے صلب میں، اور اس جگہ سے
مدرکہ کے صلب میں، اس جگہ سے خزیمہ کے
صلب میں۔ اس جگہ سے کنانہ کے صلب میں
اس جگہ سے نضر کے صلب میں، اس جگہ سے
مالک کے صلب میں، اس جگہ سے فہر کے
صلب میں۔ اس جگہ سے غالب کے صلب
میں۔ اس جگہ سے لوی کے صلب میں اس
جگہ سے کعب کے صلب میں۔ اس جگہ سے
مرہ کے صلب میں، اس جگہ سے کلاب کے
صلب میں۔ اس جگہ سے قصی کے صلب
میں، اس جگہ سے عبدمناف کے صلب میں
اس جگہ سے ہاشم کے صلب میں، اس
جگہ سے عبدالمطلب کے صلب میں، اس
جگہ سے ابی طالب کے صلب میں۔ اس
جگہ سے امیرالمومنین علی مرتضیٰ کے صلب
میں۔ اس جگہ سے امام حسین رضی اللہ عنہ،

در صلب امام جعفر صادقؑ ازانجا در
صلب امام موسیٰ کاظمؑ ازاں جا در
صلب امام علی موسیٰ رضاؑ ازاں جا در
صلب امام محمد تقیؑ ازاں جا در صلب
امام علی نقی۔ ازانجا در صلب امام
حسن عسکریؑ ازانجا در صلب حیدر
کرارؒ ازاں جا در صلب سید ابوالقاسم
ازاں جا در صلب سید سیف اللہ ناصر
ازانجا در صلب سید ہاشمؒ ازانجا در
صلب سید محمدؒ ازانجا در صلب سید حسین اکبر
ازانجا در صلب سید اسد اللہ ازانجا در
صلب سید حمزہ اصغر ازاں جا در صلب
سید حامد ازاں جا در صلب سید جلال متقی
ازاں جا در صلب سید عبدالفتاح ازاں

کے صلب میں۔ اس جگہ سے امام زین العابدینؑ
کے صلب میں۔ اس جگہ سے امام محمد باقرؑ کے
صلب میں، اس جگہ سے امام جعفر صادقؑ کے
صلب میں اس جگہ سے امام موسیٰ کاظمؑ کے
صلب میں اس جگہ سے امام علی موسیٰ رضا
کے صلب میں اس جگہ سے امام محمد تقی کے
صلب میں، اس جگہ سے امام علی نقی کے
صلب میں، اس جگہ سے امام حسن عسکری
کے صلب میں، اس جگہ سے حیدر کرار کے
صلب میں، اس جگہ سے سید ابوالقاسم کے
صلب میں، اس جگہ سے سید سیف اللہ ناصر
کے صلب میں، اس جگہ سے سید ہاشم کے
صلب میں، اس جگہ سے سید محمد کے
صلب میں، اس جگہ سے سید حسین اکبر کے
صلب میں۔ اس جگہ سے سید اسد اللہ
کے صلب میں، اس جگہ سے سید حمزہ اصغر
کے صلب میں، اس جگہ سے سید حامد کے
صلب میں، اس جگہ سے سید جلال متقی
کے صلب میں اس جگہ سے سید عبدالفتاح
کے صلب میں۔ اس جگہ سے سید نور اللہ

جا در صلب سید نور اللہ منصور، ازاں جا در صلب سید حسین، ازاں جا در صلب سید برہان الدین، ازانجا در صلب قاضی سید اسمٰعیل، ازانجا در صلب سید عبد الفتاح ازانجا در صلب سید قطب الدین، ازانجا در صلب سید عبد الحق ازانجا در صلب سید محمد، ازانجا در صلب سید عبد اللطیف ازانجا در صلب میراں سید ولی محمد، ازاں جا در صلب سید عبد اللطیف القادری کہ والدِ ماجدِ ایں فقیر اند، ازانجا در رحم طاہرۂ والدۂ ماجدہ آمدہ در اطوار نطفگی و علقگی و مضغگی و جنینیت و طفلی و صبا و بلوغ و شباب و کہولت و شیخوخہ گردیدہ تا ایں جا رسیدہ و در قرون ماضیہ نیز در

منصور کے صلب میں، اس جگہ سے سید حسین کے صلب میں، اس جگہ سے سید برہان الدین کے صلب میں، اس جگہ سے قاضی سید اسمٰعیل کے صلب میں۔ اس جگہ سے سید عبد الفتاح کے صلب میں، اس جگہ سے سید قطب الدین کے صلب میں، اس جگہ سے سید عبد الحق کے صلب میں، اس جگہ سے سید محمد کے صلب میں، اس جگہ سے سید عبد اللطیف کے صلب میں۔ اس جگہ سے میراں سید ولی محمد کے صلب میں، اس جگہ سے سید عبد اللطیف القادری کے صلب میں جو اس فقیر کے والد ماجد ہیں، اس جگہ سے والدۂ ماجدہ کے پاک رحم میں آیا۔ اور نطفہ و علقہ اور مضغہ اور جنین (وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو ۱۲) اور طفل اور لڑکپن، بلوغ، جوانی، بڑھاپا، شیخوخہ کے اطوار میں ہوتے ہوئے اس جگہ پہنچا اور قرون ماضیہ میں بھی

اصلاب آبأ و اجداد و ارحام امہات وحیدا باطوارِ مذکورہ گردیدہ و ہمچنیں جمیع مردم ایں قرن از ابتدای عقل کل تا قبضۂ خاک و از جسم آدم تا ایں دم در اصلاب آباء و ارحام امہاتِ قرونِ ماضیہ باطوار مذکورہ گردیدہ تا ایں جا رسیدہ اند ~

آباء و اجداد کے صلبوں میں اور ماؤں اور دادیوں کے رحموں میں مذکورہ اطوار سے گذرتا رہا اور اسی طرح اس قرن کے تمام لوگ عقل کل کی ابتداء سے مشتِ خاک تک اور آدم کے جسم سے اب تک قرونِ ماضیہ کے آباء کے اصلاب اور ماؤں کے ارحام میں مذکورہ اطوار سے گذرتے ہوئے یہاں تک پہونچے ہیں ~

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

سات سو ستّر بے شمار قالب میں نے دیکھے، سبزے کی طرح بار بار اُگا ہوں۔

مسئلہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ قسمتِ موجودات را چہ امورِ دنیوی و چہ امور دینی و چہ امور اخروی بحساب متعین کردہ چنانچہ بر ہر حبہ نام آکل آں از

مسئلہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے موجودات کی قسمت کو خواہ وہ دنیاوی معاملہ ہوں یا دینی معاملہ ہوں یا آخرت کے معاملے ہوں ہر ایک کا حساب متعین فرما دیا ہے۔ چنانچہ ہر دانے پر کھانے والے ذی روح کا نام لکھ دیا ہے۔

ذی روح مسطور گردانیدہ و بر ہر
زنے نام ناکح آں و بر ہر قطرہ نام شارب
آں و بر ہر لباس و قماش نام لابس
آں و بر ہر درم و دینار نام متصرف
آں و بر ہر مکان و جا نام مکین آں مثلاً
در دیگ طعام می پزند دانۂ از دانہا
نام یکے بدیگرے نرسد از جوی و حوض
و چاہ آب در سبو می آرند قطرۂ از حصۂ
نام یکے بدیگرے نرسد زیراکہ آب نام
ہر یکے بے خلط در وی ہست در جوی
و حوض و چاہ و آب ہر سبو علیحدہ بے خلط
ہست کہ قطرۂ ازاں متجاوز نہ شود،

اور ہر عورت پر اس کے نکاح کرنے
والے کا نام اور ہر قطرہ پہ پینے ولے
کا نام اور ہر لباس پر اس کے پہننے والے
کا نام اور ہر درم و دینار پر اس کے
خرچ کرنے والے کا نام اور ہر مکان اور
جگہ پر اس کے رہنے والے کا نام مثلاً
ایک دیگ میں کھانا پکائیں، دانوں میں
سے کوئی دانہ کسی کے نام کا دوسرے
کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور کسی نہر اور
حوض اور کنوئیں سے پانی مٹکے میں لاتے
ہیں، کوئی قطرہ کے کسی حصے سے کسی
کے نام کا دوسرے کو نہیں پہنچ سکتا
ہے، اس لئے کہ پانی ہر ایک کے نام
کا اس میں بغیر ملے ہوئے جو اس میں
ہے نہر میں اور حوض میں اور کنویں
اور ہر گھڑے کا پانی بغیر ملے ہوئے
ہے کہ کوئی قطرہ اس سے بڑھکر نہیں
ہوتا اور حق تعالیٰ کے تعین کے
حساب کے دائرہ سے ایک چیز بھی

وازدائرۂ تعین حساب حق تعالیٰ یک شئی خارج نیست، چنانچہ اگر کسے خواہد کہ حبۂ نام خود بدیگرے رساند نتواند یا حبۂ نام دیگرے خود بگیرد نتواند ہم چنیں ہمہ اشیاء مذکورہ وہمچنیں امور دینی وامور اخروی بنام ہر یکے مقرر است کہ تجاوز وتفاوت دراں نباشد۔

پس ای عزیز! چرا اشیای نام دیگراں بحرص وطمع می طلبی؟ کہ اگر جہانے در رسانیدن آں بتو جمع شود نتواند ودر محافظت اشیاء نام خود چرا میلرزی کہ حبۂ ازاں بدیگرے نرسد پس بر سر گنج قناعت کہ گنجی است باقی نہ فناپذیر

باہر نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص چاہے کہ ایک دانہ اپنے نام کا دوسرے کو پہونچائے تو نہیں پہنچا سکتا یا دوسرے کے نام کا دانہ خود لینا چاہے تو نہیں لے سکتا ہے۔

اسی طرح تمام ذکر کی ہوئی چیزیں اور آخرت اور دنیا کے امور ہر ایک کے نام سے مقرر ہیں۔ اس میں سر مو فرق نہیں ہوگا۔

پس اے عزیز کس لئے دوسرے کے نام کی چیزیں حرص وطمع سے طلب کر رہا ہے کہ اگر ایک جہان اس کے پہنچانے میں تمہارے ساتھ جمع ہو جائے تو نہیں پہنچا سکتا اور اپنے نام کی چیزوں کی حفاظت کے لئے کیوں کانپتا ہے، اس لئے کہ ایک دانہ بھی ان میں سے دوسرے کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس کسی ایک خزانے پر قناعت کرنے والا رہ جو ایک ایسا خزانہ ہے

نہ کمی گیرد کہ القناعة کنز لا تفنی او لا تنفد صفت آنست متمکن باش، و صبر را مطیہ ظفر بر مرادات و مفتاح فرج مشکلات داں کہ ان اللہ مع الصابرین واقع است و بداں کہ فوز بہر چیز مربوط بوقت است چوں وقت برسد خواہ مخواہ فائز گردی کہ النصیب یصیب ولو تحت الجبل و گویند کہ مشقت ابنای روزگار بدیں دو چیز است کہ بیش از قسمت طلبند و پیش از وقت خواہند ایں محال طلبی است و ہر دم نگہبانی ایں حساب کن کہ سلوت در امور ترا میسر شود و تسلی در صحاب کارہا محصل بلکہ در بہشت راحت و تن آسانی گذرانی و از دوزخ محنت و

جو باقی رہنے والا نہ فنا پذیر ہے اور نہ کم ہونے والا ہے (اسلئے کہ قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو نہ فنا ہو سکتا ہے اور نہ ختم ہو سکتا ہے) اسکی صفت ہے اس پر قائم رہ اور صبر کو مراد پہ کامیابی کی سواری اور مشکلات کے کھلنے کی کنجی جان، اس لئے کہ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، واقع ہے اور جان لو کہ ہر چیز کی کامیابی وقت سے مربوط ہے۔ جب وقت آئے گا تو خود کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس لئے کہ حصہ بہر حال پہنچتا ہے۔ اگرچہ وہ پہاڑ کے نیچے ہو اور کہتے ہیں کہ ابنائے روزگار کی مشقت انہیں دو چیزوں میں ہے کہ قسمت سے زیادہ طلب کرتے ہیں اور وقت سے پہلے چاہتے ہیں اور یہ محال طلبی ہے، اور ہر دم اس کام کی نگہبانی کرو تاکہ ان امور میں تم کو سکون حاصل ہو اور کام والوں میں تسلی حاصل ہو بلکہ تن آسانی اور راحت کی بہشت میں گذران کرسکو۔

دشواری نجات یابی بلکہ از دوزخ
مطلق نجات یافتہ بہ بہشت مطلق فائز
گردی کہ ذالک الفوز العظیم۔

خاتمۃ فقیر بتاریخ پنجم شہر جمادی الآخر
روز یکشنبہ ۱۱۸۰ھ از ویلور بعزم میلاپور
روانہ شدہ بتاریخ دہم در انجا رسیدہ
بتاریخ بست و دوم شہر رجب المرجب
از انجا بر آمدہ بتاریخ بست و ششم بخیریت
درخانہ آمد الحمد للہ والمنہ بعد سکونت
چندروز آنجا در حویلی کرایہ نواب سعد اللہ
خان بہادر بخواب دید کہ حضرت ما
مخدوم القادری قدس سرہ در جائی
نشستہ اند فقیر حضور الیشان نشستہ

اور محنت و دشواری کے دوزخ سے
نجات پاسکو بلکہ مطلق دوزخ سے
نجات پاکر بہشت مطلق میں فائز ہو
جاؤ۔ اس لئے کہ یہی بڑی کامیابی ہے۔

خاتمۃ فقیر جمادی الآخر کی پانچ
تاریخ کو یکشنبہ کے دن ۱۱۸۰ھ میں
ویلور سے میلاپور کے ارادے سے روانہ
ہوا اور دس تاریخ کو اس جگہ پہنچا۔ اور
بائیس رجب المرجب کو اس جگہ سے
نکل کر چھبیس ۲۶ تاریخ کو خیریت سے گھر
آیا۔

الحمد للہ والمنہ اس جگہ چند روز رہنے
کے بعد نواب سعد اللہ خاں بہادر کے
کرایہ کی حویلی میں خواب میں دیکھا
کہ ہمارے حضرت محمد مخدوم القادری
قدس سرہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے
ہیں، اور فقیر ان کے
سامنے بیٹھا ہوا طب کی
کتاب پڑھ رہا ہے۔

کتاب طب می خواند و دراں کتاب
نسخ مطلوبہ فقیر ہم است در دل گفتم
کہ ایں نسخہا از حضرت عرض کردہ خواہم
نوشت و در انجا فقیر از طبیبے دوا
ہم میخورد۔ دریں اثنا صاحبزادۂ احمد
صاحب سلمہ اللہ یک پٹارۂ مقفل
پیش حضرت آوردند۔ حضرت فقیر
فرمودند کہ نزد صاحب کلید ہست
قفل ایں را بکشائید۔ فقیر کلیدے
از پیش خود برآوردہ قفل آن بکشادم
و اندکے از انجا گرفتہ پٹارۂ مقفل
خود ہم کشادم و در دل گفتم کہ من
پنجروپیہ در رومال بستہ کجا داشتم

اور اس کتاب میں فقیر کا مطلوبہ
نسخہ بھی ہے۔ دل میں کہا کہ یہ نسخے
حضرت سے ظاہر کر کے لکھوں گا۔
اور اس جگہ فقیر ایک حکیم سے
دوا بھی کھا رہا تھا۔
اسی دوران میں صاحبزادہ
احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ایک مقفل پٹارہ
حضرت کے سامنے لائے۔ حضرت
نے فقیر سے فرمایا کہ صاحب
کے نزدیک کنجی ہے۔ اس کے
قفل کو کھولو۔ فقیر نے اپنے
سامنے سے ایک کنجی اٹھا کر
اس قفل کو کھولا۔ تھوڑا اس جگہ
سے چل کر اپنا مقفل پٹارہ بھی
کھولا اور دل میں کہا کہ میں نے
پانچ روپیہ رومال میں باندھ کر کہاں
چھوڑا۔ اور بھول چکا تھا۔
اس پٹارہ کا ڈھکن اٹھایا
اس میں تلاش کیا۔ ایک

فراموش شده سرپوش آں پٹارہ
برداشتم، دراں تفحص کردہ رومالے
برآوردہ گرہ آں کشادم دیدم، کہ
یازدہ روپیہ دراں ہست، عجب
کردم کہ پنج روپیہ بستہ بودم یازدہ
شد۔ بیدار شدم تعبیر بعضے ہماں
وقت معلوم شد و تعبیر بعضے بعد از ان
برسیدن ویلور بعد چہار روز، احمد صاحب
در بعضے مسائل غامضہ از فقیر سوال
کردند، فقیر سہ مسئلہ بیان کرد۔

مسئلہ اول خلق را ابتداء از
عدم است و انتہا نیز بر عدم و ایں
عدم زمانی نیست و دانش آں بر

رومال نکلا، اس کے گرہ کو
میں نے کھولا کہ اگیارہ روپئے
اس میں ہیں۔
میں نے تعجب کیا کہ پانچ روپئے
باندھ کر رکھا تھا اگیارہ ہو گیا۔
بیدار ہوا۔ ان میں سے بعض
کی تعبیر تو اسی وقت معلوم
ہوی، اور بعض کی ویلور پہنچنے
کے چار روز بعد معلوم
ہوی کہ احمد صاحب نے
بعض باریک مسائل کے بارے
میں فقیر سے سوال کیا اور فقیر
نے تین مسئلے بیان کیا ہے۔

مسئلہ اول مخلوق کی ابتداء
عدم سے ہے اور انتہاء عدم
پر ہے اور یہ عدم زمانی
نہیں ہے اور اس کا سمجھنا
زمانے کے گرفتاروں پر

گرفتاران زمان دق است و صفات

حق درینجا از تعطیل مبرا ست۔

مسئلہ دوم حق سبحانہ وتعالی را

تجلیات صوری است کما قال علیہ

الصلوٰۃ والسلام رأیت ربی فی صورۃ

امرد قطط شاب وبسا کس از اولیاء

حق سبحانہ وتعالی را در صور دیدہ اند۔

وآیۃ انی انا اللہ رب العالمین کہ موسیٰ

علیہ السلام از شجر شنید ہم ازاں قبیل است

وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ از حق

تعالی خطاب اُدن منی ودیگر کلام کہ

در شب معراج شنیدہ نیز۔

مسئلہ سیوم در رویت کہ رویت

حق سبحانہ وتعالی ہر یکے را بر معتقد او

بہت مشکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

کے صفات اس جگہ تعطیل سے مبرا

ہیں۔

مسئلہ دوم حق سبحانہ و

تعالیٰ کے لئے تجلیات صوری ہیں

جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب

کو بے ریش گھونگریالے بالوں والا

نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ اور بہت

سے اولیاء کرام نے حق سبحانہ وتعالیٰ

کو صورتوں میں دیکھا ہے۔ اور

انی انا اور رب العالمین کی آیت (بیشک

میں رب العالمین ہوں) جسکو موسیٰ

علیہ السلام نے درخت سے سنا وہ بھی

اسی قبیل سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم جو حق تعالیٰ سے اُدن منی

(میرے قریب آؤ) کا خطاب اور دوسرے کلام

معراج کی شب میں سنا وہ بھی۔

مسئلہ سیوم اللہ کو دیکھنے کے بارے

میں، اللہ تعالیٰ کی رویت ہر ایک کو

خواہد بود، ہر کہ بیچون و بے چگونہ اعتقاد
دارد بہماں صفت خواہد دید و ہر صور
جماد و نبات و حیوان و طیور و انسان
دارد بہماں صفت، و ہر کہ اعتقاد روح
و نفس و دل و جسم و عشق و آتش و باد و
خاک و ہوا دارد بہماں صفت و عاشق
مطلق بصفت مطلق خواہد دید و حدیث
تحویل دال برآنست تفصیل ایں مسائل
حل بسیار غوامض ست، ہر طالب کہ
دراں غور کند بروے روشن خواہد شد
انشاء اللہ تعالیٰ دراں وقت تعبیر چناں
معلوم شد کہ کشادن پٹارۂ احمد صاحب
بیان ہمیں مسائل بود کہ در علم آں اشکالی
سخت داشتند و کشادن پٹارہ فقیر بعد

اعتقاد کے مطابق ہوگی۔ جو شخص کہ
بیچوں و بیچگونہ اعتقاد رکھتا ہو اسی صفت
میں دیکھے گا اور جو شخص کہ جماد نباتات
اور حیوان، طیور اور انسان کی صورت
کا اعتقاد رکھتا ہے اسی صفت میں
دیکھے گا۔ اور جو شخص کہ روح، نفس،
دل، جسم، عشق، آگ، باد، خاک اور
ہوا کا اعتقاد رکھتا ہو، اسی صفت
میں دیکھے گا۔ اور عاشق مطلق مطلق
صفت میں دیکھے گا۔ اور تحویل کی
حدیث اس پر دال ہے، ان مسائل
کی تفصیل کا حل بہت ہی مشکل ہے۔
جو طالب کہ اس میں غور کرے گا اس
پر روشن ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
اس وقت میں تعبیر ایسی معلوم ہوئی
کہ احمد صاحب کا پٹارہ کھولنا انہیں مسائل
کا بیان تھا کہ ان کے جاننے میں سخت
اشکال رکھتے تھے اور فقیر کا پٹارہ
کھولنا دیلور میں آنے کے بعد

آمدن از میلاپور بہ بیلور بیان ہمیں
مسائل بر برخوردار باد امد عمرہٗ بود، واز
خواندن کتاب طب پیش حضرت حصول
قوت وشفا وصحت وازیادتی روپیا
برکت درمعاش و بروزہمان شب در
قیلولہ دیدم کہ فقیر درجائی ہست حضرت
ما یکایک در آنجا تشریف آوردند، جبہ
پوشیدہ ردا در دست داشتند۔ فقیر پیش
شدہ آں ردا را گرفت وغلولہ کردہ بر ہر
دو دست داشت، حضرت پیش آمدہ،
ہر دو دست بر زمین نہادہ فقیر را تسلیمات
کردند، فقیر بسیار متواضع شدہ بر قدم مبارک
افتادہ می گوید کہ من ہمیں جا باشم، و
کفش برداری حضرت بکنم و بخوشی تمام

انہیں مسائل کا برخوردار باد اپر (اسکی
عمر دراز ہو) بیان تھا، اور حضرت کے
سامنے طب کی کتاب کا پڑھنا قوت
اور شفاء اور صحت کا حاصل ہونا تھا،
اور روپیہ کی زیادتی معاش میں برکت
تھی۔ اور اسی رات کے دن میں قیلولہ
میں دیکھا کہ فقیر ایک جگہ میں ہے، اور
ہمارے حضرت یکایک اس جگہ پر
تشریف لائے ہیں، جبہ پہنے ہوئے
چادر ہاتھ میں رکھے ہیں۔ فقیر سامنے
ہوا۔ اس چادر کو لیا اور گول بنا کر
دونوں ہاتھوں پہ رکھا۔ حضرت سامنے
آئے اور دونوں ہاتھ زمین پر
رکھ کر فقیر کو تسلیمات کیا۔ فقیر نے
بہت زیادہ عجز کیا۔ اور قدم
مبارک پہ گر کر کہہ رہا ہے کہ میں اسی
جگہ رہوں گا اور حضرت کی
کفش برداری کروں گا۔ اور
پوری خوشی سے یہی لفظ کہتا رہا۔

آمدن از میلاپور بطور بیان ہمیں مسائل بر برخوردار باد امد عمرہٗ بود، و از خواندن کتاب طب پیش حضرت حصول قوت و شفا و صحت و از زیادتی روپیا برکت در معاش و بروز ہماں شب در قیلولہ دیدم کہ فقیر در جائی ہست حضرت ما یکایک در آنجا تشریف آوردند، جبہ پوشیدہ ردا در دست داشتند، فقیر پیش شدہ آں ردا را گرفت و غلولہ کردہ بر ہر دو دست داشت، حضرت پیش آمدہ، ہر دو دست بر زمین نہادہ فقیر را تسلیمات کردند، فقیر بسیار متواضع شدہ بر قدم مبارک افتادہ می گوید کہ من ہمیں جا باشم، و کفش برداری حضرت بکنم و بخوشی تمام

انہیں مسائل کا برخوردار باد اپر (اسکی عمر دراز ہو) بیان تھا، اور حضرت کے سامنے طب کی کتاب کا پڑھنا قوت اور شفاء اور صحت کا حاصل ہونا تھا، اور روپیہ کی زیادتی معاش میں برکت تھی۔ اور اسی رات کے دن میں قیلولہ میں دیکھا کہ فقیر ایک جگہ میں ہے، اور ہمارے حضرت یکایک اس جگہ پر تشریف لائے ہیں، جبہ پہنے ہوئے چادر ہاتھ میں رکھے ہیں۔ فقیر سامنے ہوا۔ اس چادر کو لیا اور گول بنا کر دونوں ہاتھوں پہ رکھا۔ حضرت سامنے آئے اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر فقیر کو تسلیمات کیا۔ فقیر نے بہت زیادہ عجز کیا۔ اور قدم مبارک پہ گر کر کہہ رہا ہے کہ میں اسی جگہ رہوں گا اور حضرت کی کفش برداری کروں گا۔ اور پوری خوشی سے یہی لفظ کہتا رہا۔

ہمیں لفظ می گویم بیدار شدم تعبیر آں چنیں کردم کہ چادر کہ از حضرت گرفتہ معرفت است و کفش برداری مراد خدمت و کنایت از اتباع شریعت غرا یعنی، من در مقام معرفت الجمع با شریعت غرا باشم و کردن تسلیمات مراد از امداد و رضاء آنحضرت است کہ ہمیشہ شامل حال فقیر ست، حقتعالیٰ راست آرد، بمنہ و کمال کرمہ و در پای مبارک دو کفش بود یکے نباتی دوم چرمین تعبیر ایں بعد یک ہفتہ معلوم شد کہ یک فرزند حضرت مسمیٰ بہ میراں صاحب و یک حرم حضرت ہر دو مرید شدند۔

اللّٰہم انا نسئلک العفو و العافیۃ فی الدین و الدنیا والآخرۃ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اور بیدار ہوا اس کی تعبیر اس طرح کی چادر جو حضرت سے لیا معرفت ہے اور کفش برداری سے مراد خدمت اور روش شریعت کی اتباع سے کنایہ ہے یعنی میں مقام معرفت الجمع میں شریعت غرا کے ساتھ رہوں گا۔ اور تسلیمات کا کرنا آنحضرت کی امداد اور رضاء سے مراد ہے۔ جو ہمیشہ فقیر کے شامل حال رہی ہے۔ حق تعالیٰ راست لائے اپنے احسان، اور کمال کرم سے اور پائے مبارک میں دو نعلین تھے، ایک لکڑی کا ہے دوسرا چمڑے کا۔ اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ ایک ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت کے ایک فرزند جن کا نام میراں صاحب ہے، اور ایک حضرت کی بیوی دونوں مرید ہوئے۔

اے اللہ بے شک ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے دین دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت کا اے تمام رحم کرنیوالوں میں زیادہ رحم

رسالۂ جمع الجمع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین

الحمد للہ ازلاً وابداً والصلوٰۃ علیٰ
رسولہ محمد دائماً سرمداً
بدان اے عزیز برادر دینی!
زادک اللہ تعالیٰ یقیناً کہ لغت زبان زدِ
عالم است کہ ہرگاہ یک گویند مراد دو
نمی باشد و اگر دو گویند مراد یک نمی باشد
و در لغت عینیت لغوی و غیریت لغوی
می باشد۔ پس ایں ہر دو جمع نمی شود کہ ضدان
لایجتمعان است۔ چوں در کلام اللہ
آیات عینیت و غیریت است ہمچنیں احادیث
واقوال بزرگاں نیز ناطق بعینیت و

تمام تعریفیں ازلاً اور ابداً اللہ ہی کیلئے ہیں
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود وسلام ہو۔
اے دینی بھائی اللہ تیرے یقین کو زیادہ
کرے کہ لغت تمام عالم کی زبان پر
جاری ہے۔ جب ایک کہتے ہیں، دو
مراد نہیں ہوتا۔ اور اگر دو کہتے ہیں
تو ایک مراد نہیں ہوتا۔ اور لغت میں
عینیت لغوی اور غیریت لغوی آتے
ہیں۔ پس یہ دونوں جمع نہیں ہوتے،
اس لئے کہ ضدان لایجتمعان
(دو ضد ہرگز جمع نہیں ہوتے ہیں)۔
جبکہ کلام اللہ کے اندر عینیت
اور غیریت کی آیتیں ہیں۔ اسی طرح
احادیث اور بزرگوں کے اقوال بھی

غیریت ہست. دلائل عینیت چنانچہ
نحن اقرب الیہ من حبل الورید، فی
انفسکم افلا تبصرون، وھو
معکم اینما کنتم و احادیث،
چنانچہ انا احمد بلا میم و انا عرب
بلا عین و اقوال چنانچہ ہمہ اوست
و وحدت الوجود

غیر را غیر نام نیست وجود
زانکہ حق شاہد است و حق مشہود

و فلا تریٰ لغیرہ وجوداً مع حفظ
الحدود و دلائل غیریت چنانچہ
اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ و غیرہا
و احادیث چنانچہ لا تطرونی کما اطرت

عینیت اور غیریت پر ناطق ہیں۔
عینیت کے دلائل جیسا کہ آیہ ترجمہ
ہم اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب
ہیں آیت تمہارے ہی نفس ہیں کیا تم نہیں دیکھتے
ہو، آیہ وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو
اور احادیث: چنانچہ میں بلا میم کے احمد
ہوں اور بلا عین کے عرب ہوں، اور
اقوال جیسا کہ ہمہ اوست اور وحدۃ الوجود
ہے۔

غیر کو نام کے سوا کچھ وجود نہیں ہے
اس لئے کہ حق ہی شاہد ہے، اور
حق ہی مشہود ہے۔

اور نہیں دیکھے گا تو غیر کے
لئے وجود حفظ حدود کے ساتھ۔

اور غیریت کے دلائل چنانچہ
آیہ (ترجمہ) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ
ادا کرو وغیرہ۔

اور احادیث (ترجمہ) میری تعریف

النصاریٰ عیسی ابن مریم انما انا
عبد فقولوا عبد اللہ ورسولہ و
اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا
شریک لہٗ واشھد ان محمدًا عبدہٗ
ورسولہٗ واقوال ما للتراب و
رب الارباب رباعی ؎

ہر چند کہ جان عارف آگاہ بود
کے در حرمِ قدس تواش راہ بود
دستِ ہمہ اہل کشف و ارباب شہود
از دامنِ ادراکِ تو کوتاہ بود

وغیرہا بس اولیاء و صوفیہ قدس اللہ اسرارہم
چوں دیدند کہ لغت مطابق واقع نیست
اتفاق بر جمع آں مطابق واقع کردند زیرا کہ
واقع مقتضی جمع ہر دو است و نام ایں
اتفاق را اصطلاح کردند پس گفتند

میں اس طرح کا مبالغہ نہ کرو جیسا کہ
نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام
کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ ظاہر بات ہے
کہ میں اللہ کا بندہ ہوں تم لوگ مجھے
اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ اور
گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں وہ تنہا ہے کوئی اسکا شریک
نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ
وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔
اور اقوال کیا ہے تراب کے لئے رب الارباب کے ساتھ
رباعی ؎ ہر چند کہ عارف کی جان
آگاہ ہوتی ہے کیسے تیرے حرم قدس میں
اسکو راہ ہوگی تمام کشف والے اور شہود والوں
کا ہاتھ تیرے ادراک کے دامن سے کوتاہ ہے۔
وغیرہ بس اولیاء اور صوفیہ قدس اللہ اسرارہم
نے جب دیکھا کہ لغت واقع کے مطابق نہیں
ہے اسکے جمع کرنے پر واقع کے مطابق اتفاق
کیا۔ اسلئے کہ واقع دونوں کے جمع کا مقتضی
ہے۔ اور اس اتفاق کا نام اصطلاح کر دیا۔

کہ عینیت و غیریت اصطلاحی است
یعنی جمع یکے با دو، و دو با یکی است
پس این معنی مطابق واقع شد و در واقع
رب عین عبد، و عبد عین رب است باوجود
غیریت درمیان ہر دو بریں معنی دلائل
از قرآن چنانچہ ما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمی واز احادیث چنانچہ
ھو عین کل شیئ لا بالمعانیۃ وغیر
کل شیئ لا بالمغایرۃ واز اقوال چنانچہ
الجمع بلا تفرقۃ زندقۃ وجمع الجمع
توحید، فلا تری لغیرہ وجوداً مع
حفظ حدود الشرع واقوال مجتہدان
نیز مطابق ہمیں مدعا است من تصوف
ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ

پس کہدیا کہ عینیت اور غیریت اصطلاحی ہے یعنی ایک کا جمع دو کے ساتھ اور دو کا ایک کے ساتھ ہے۔ پس یہ معنی واقع کے مطابق ہُوا اور واقع میں رب عین عبد اور عبد عین رب ہے۔ باوجود دونوں کے درمیان غیریت اس معنی پر قرآن سے آیہ (ترجمہ) نہیں پھینکا جبکہ آپ نے پھینکا مگر اللہ نے پھینکا۔
اور احادیث سے چنانچہ (ترجمہ) وہ ہر چیز کا عین ہے۔ عین ہونے کے اعتبار سے نہیں۔ اور وہ ہر شئے کا غیر ہے۔ غیر ہونے کے اعتبار سے نہیں، اور اقوال سے، جمع بلا تفرقہ کے زندقہ ہے اور جمع الجمع توحید ہے۔ پس نہیں دیکھتے ہو تم اللہ کے سوا کسی کا وجود حدود شریعت کی نگہداشت کے ساتھ دلائل ہیں۔ اور مجتہدین کے اقوال بھی اسی مدعا کے مطابق ہیں یعنی جس نے تصوف سیکھا اور فقہ نہیں سیکھی پس تحقیق کہ وہ زندیق ہوا اور

ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینھما فقد تحقق وہمہ مسائل عرفان اصطلاحی است واز اصطلاح دان باید فہمید۔ مثنوی ؎

اصطلاحاتیست مرابدال را
کہ نباشد زاں خبراقوال را

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

جس نے فقہ سیکھی اور تصوف نہیں سیکھا پس وہ فاسق ہوا۔ اور جس نے ان دونو کو جمع کیا پس وہ محقق ہوا۔

اور تمام عرفان کے مسائل اصطلاحی ہیں، اصطلاح جاننے والوں سے سمجھنا چاہئے۔ مثنوی ؎

خاصکر ابدال کے لئے اصطلاح ہے
کہ اس سے اقوال کی خبر نہیں ہوتی ہے

سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت قبول کی۔

رسالہ تجدّدِ امثال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — وبہ نستعین

الحمد لله وحده والصلوٰة على محمد رسوله والسلام عليه وعلى آله واصحابه اجمعين۔

بدان ای عزیز زادک اللہ یقیناً کہ آیۂ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ وآیۂ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید وحدیث انا عرب بلا عین وانا احمد بلا میم از عینیتِ حقیقی خبر می دہد وآیۂ أغیر اللہ تتقون وحدیث لا تطرونی کما اطرت النصارےٰ عیسی ابن مریم انما انا عبد اللہ ورسولہ از غیریتِ حقیقی خبر می دہد وآیۂ ما رمیت

تمام خوبیاں اسی کے لئے اسی سے اسی کے ساتھ اسی کی طرف راجع ہیں اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر۔

جانو اے عزیز! اللہ تعالیٰ تمہارے یقین کو زیادہ کرے کہ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید کی آیتیں اور انا عرب بلا عین وانا احمد بلا میم کی حدیثیں عینیتِ حقیقی کی خبر دے رہی ہیں، أغیر اللہ تتقون (کیا غیر اللہ سے ڈرتے ہو) کی آیت اور لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ الخ کی حدیث غیریتِ حقیقی کی خبر دے رہی ہے۔

اور ما رمیت اذ رمیت

اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی از جمع
ہر دو معنی خبر میدہد و کلام کمل نیز از
ہر یکے ازاں معنی مخبر ست چنانچہ در
محل آن ثبت ست و از جمع این معنی
قول جنید قدس سرہ خبر می دہد الجمع
بلا تفرقۃ زندقۃ و جمع الجمع توحید
و قول غوث الصمدانی قدس سرہ
السلامۃ مع الکتاب و السنۃ و الھلاک
مع غیرھما و آیۂ و اذ اخذ ربک من
بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و اشھدھم
علٰی انفسھم الست بربکم قالوا بلٰی۔
از مراتب خارجی ہر شئی خبر می دہد و آیۂ
بیدہ ملکوت کل شیئ از مراتب داخلی
ہر شئی خبر می دہد و کمل نیز ازیں معنی خبر

ولٰکن اللہ رمٰی کی آیت دونو معنی
کے جمع کی خبر دے رہی ہے، اور
کاملین کا کلام بھی اس معنی میں سے
ہر ایک کو ظاہر کر رہا ہے۔ جیسا کہ اس
کی جگہ میں بیان کیا گیا ہے اور اس
معنی کے جمع کی حضرت جنید قدس اللہ
سرہٗ کا قول خبر دیتا ہے کہ جمع بلا تفرقہ
کے زندقہ ہے اور جمع الجمع توحید
ہے۔ اور حضرت غوث صمدانی کا قول
واضح کر رہا ہے کہ سلامتی کتاب اور
سنت کے ساتھ ہے اور ان دونو
کے ماسوا کے ساتھ ہلاکت ہے اور
آیۂ واذ اخذ ربک الخ جب تمہارے
رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان
کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پہ گواہ کیا
کیا میں تمہارا رب نہیں سب نے کہا کیوں
نہیں۔ ہر شئی کے مراتب خارجی کو واضح
کر رہی ہے اور آیۂ بیدہ ملکوت کل شئ
(اسکے ہاتھ میں ہر شئی کا ملکوت ہے) ہر شئ
کے ملکوت کے بارے میں خبر دے رہی ہے۔

داده اند که کل شیئ فی کل شیئ و آیۂ
بل هم فی لبس من خلق جدید و آیۂ
تری الجبال تحسبها جامدة وهی
تمر مر السحاب از مسئلہ تجدد امثال
خبر می دہد و تجدد امثال بر دو نوع است
نوع اول لغوی دوم اصطلاحی و
لغوی در مراتب خارجی می باشد چنانچہ
درختہای کہنہ از باغ بر می کنند و بجای
آں درختان تازه مثل آں می نشانند و
جماعتی از شہرے و قلعۂ دور کرده و بجای
آں جماعتی نو مثل آں می نشانند ہمچنیں
چراغی و شمعے گل می شود و چراغی و شمعے
مثل آں بجای آں می آرند و رئیس از شہر
می رود و رئیس دیگر مثل آں می آید و
از اقسام تجدد امثال لغوی ہست کہ

اور کاملین نے بھی اسی معنی کی خبر دی ہے۔
کہ ہر شئی ہر شئی میں ہے اور آیۃ (ترجمہ)
بلکہ وہ نئے بننے سے شبہ میں ہیں اور آیۃ
(ترجمہ) اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال
کریگا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہونگے
بادل کی چال۔ مسئلہ تجدد امثال کی خبر
دے رہی ہے اور تجدد امثال دو قسم پر ہیں:۔
پہلی قسم لغوی اور دوسری اصطلاحی ہے
لغوی مراتب خارجی میں ہوتا ہے جیسا
کہ پرانے درخت باغ سے اکھیڑ دئے
جاتے ہیں اور انکی جگہ ان کے جیسے تازہ
درخت بٹھاتے ہیں اور ایک جماعت
کو ایک شہر اور قلعہ سے دور کرکے ان کی
جگہ میں دوسری ایک نئی جماعت اسی کے
مثل آباد کرتے ہیں۔ ایسا ہی ایک چراغ
و شمع گل ہو جاتا ہے اور اس کے جیسا
دوسرا چراغ و شمع اس جگہ لاتے ہیں،
اور رئیس شہر سے چلا جاتا ہے اور دوسرا
رئیس اسکے جیسا آتا ہے اور تجدد
امثال لغوی کے اقسام سے ہے،

می گوید که عالم هر دمے بعدم می رود و
موجود می شود هم چنیں هر فردے از افراد
عالم در آنی بعدم می رود۔ و در همان
آن دیگر بوجود می آید و بسبب سرعت
صنع تمیز حاصل نمی شود مانند شعلهٔ جوّاله
که بر مثال نقطه است از سرعت تحریک
دائره می نماید یا خط دراز۔ پس دریں جا
مخالف شرع است یعنی اگر معنی تجدد
امثال باین نوع بگوئیم شرع آں را
قبول نمی دارد، زیرا که شخص از کسے قرض
گرفت و بعد ده سال شرع می گوید که
آں کس قرض از وی بگیرد، حال آنکه
قرض دهنده و قرض گیرنده هر دو موجود
نیند، بلکه هر دو بعدم رفتند و امثال
کثیره بجای ایشاں پیدا شدند هم چنیں

جو کہتا ہے کہ عالم ہر آن عدم میں جاتا ہے
اور موجود ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہر فرد
عالم کے افراد سے ہر آن عدم میں جاتا
ہے اور اسی آن میں دوسرا وجود میں
آتا ہے۔ اور اس فعل کی تیزی کی وجہ
سے تمیز حاصل نہیں ہوتی ہے جیسا کہ شعلۂ
جوّالہ نقطہ کے مثال پر ہے، تیز حرکت
کی وجہ سے دائرہ نظر آتا ہے یا دراز
خط کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ پس اس
جگہ شریعت کی مخالفت ہے، یعنی اگر
تجدد امثال کا معنی اس طور سے کہوں
تو شریعت اس کو ہرگز قبول نہیں کرتی
ہے۔ اس لئے کہ ایک شخص نے کسی سے
قرض لیا اور دس سال کے بعد شرع کہتی ہے
کہ وہ شخص اس سے قرض لے حالانکہ قرض
لینے والا اور قرض دینے والا دونوں موجود
نہیں ہے۔ بلکہ دونوں عدم میں
چلے گئے۔
اور کثیر امثال ان کی
جگہ میں پیدا ہوئے۔ ایسا ہی

مقدمۂ نکاح کہ ناکح و منکوحہ و قاضی و گواہان و ہمہ اہل مجلس بعدم رفتند و امثال کثیرہ بجای ایشان پیدا شدند، و این معنی مستلزم بطلان نکاح است پس این مسئلہ چگونہ صحیح شود بلکہ باطل است و اصطلاحی در مراتب داخلی می باشد چنانچہ بعض مراتب بالفعل شئ بالقوہ می آید و بعض دیگر بالقوہ بفعل می آید۔ مثال مراتب طفلی شخصے بقوہ می آید مراتب بلوغ بالفعل می شود و مراتب بلوغ بقوہ می آید و مراتب جوانی بالفعل می شود و مراتب جوانی بقوہ می آید و مراتب کہولت بالفعل می شود و مراتب کہولت بقوہ می آید و مراتب پیری بالفعل می شود ہم چنین الی مالانہایہ لہ در شمع و چراغ و شعلہ جوالہ و

نکاح کا مقدمہ کہ نکاح کرنے والے اور منکوحہ اور قاضی اور گواہاں اور تمام مجلس والے عدم میں چلے گئے اور بہت سے امثال ان کی جگہ میں پیدا ہوے اور یہ معنی بطلان نکاح کو لازم ہے، پس یہ مسئلہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے، بلکہ باطل ہے اور اصطلاحی داخلی مراتب میں ہوتی ہے۔ چنانچہ شئ کے بعض بالفعل مراتب بالقوہ ہوتے ہیں اور دوسرے بعض بالقوہ بالفعل ہوتے ہیں مثلاً کسی شخص کے مراتب طفلی بالقوہ ہوتے ہیں اور مراتب بلوغ بالفعل ہوتے ہیں اور مراتب بلوغ بالقوہ ہوتے ہیں اور مراتب جوانی بالفعل ہوتے ہیں اور مراتب جوانی بالقوہ ہوتے ہیں اور مراتب ادھیڑپن بالفعل ہوتے ہیں، اور مراتب ادھیڑپن بالقوہ ہوتے ہیں اور مراتب پیری بالفعل ہوتے ہیں اسی طرح بے نہایت تک شمع اور چراغ

و تخم و نطفه تواں دانست و ایں بالقوه و بالفعل شدن را قبض و بسط و عدم و وجود می گویند و احکام شرع دریں جا ہمہ صحیح می شود و ایں مسئلہ مطابق شرع است

اور شعلہ جوالہ اور تخم اور نطفہ میں جان سکتے ہیں اور اس بالقوہ اور بالفعل ہونے کو قبض اور بسط اور عدم اور وجود کہتے ہیں اور شریعت کے احکام اس جگہ صحیح ہوتے ہیں، اور یہ مسئلہ شریعت کے مطابق ہے۔

فائدہ از کتاب دلیل محکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ

فائدہ چوں صفات بندہ فنا شد، با صفات حق موصوف شود و بقا گردد، آنرا در اصطلاح صوفیاء قدس اللہ اسرارہم قرب نوافل و نور و عارف الوجود و منزل لاہوت و مانند آں میگویند و آں ہر دو نوع

فائدہ جبکہ بندہ کے صفات فنا ہو کر حق کے صفات سے موصوف ہوتے ہیں اور بقا حاصل کرتے ہیں اسکو صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کی اصطلاح میں قرب نوافل نور، عارف الوجود اور منزل لاہوت اور اسی کے مانند کہتے ہیں اور وہ دو قسم

است یکے علمی کہ آں حال دوام است
مطلق و مرتبۂ خاص، دوم حالے مقیدہ
کہ باعتبارِ حقیقت وجود عام است
خواہ بالفعل گیرند خواہ بالقوہ پس بقا
وفنا علمی آنست کہ چوں سالک موافق
دستور بزرگان قدس اللہ اسرارہم بالیقین
دانست کہ ہمہ صفات خلق وہمہ صفات
خود صفات حق تعالیٰ است باوجود غیریت
حقیقی درمیان ہر دو دریں ہیچ شک
نیست پس آں قرب نوافل علمی است۔

دوم حالی یعنی باوجود قرب نوافل علمی فنا
وبقا واتصاف حالے مقیدہ دست دہد و
آں آنست کہ چوں سالک کمال صفات

پہلی، ایک علمی کہ وہ حال دوام، مطلق اور مرتبۂ خاص ہے، دوسرا حال مقیدہ جو حقیقت وجود کے اعتبار سے عام ہے خواہ بالفعل لیں، خواہ بالقوہ۔

پس بقا اور فنا علمی وہ ہے، کہ جب سالک نے بزرگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقے کے مطابق یقین سے جان لیا کہ خلق کے تمام صفات اور اپنے تمام صفات حق تعالیٰ کے صفات ہیں اور دونوں کے درمیان غیریت حقیقی پائے جانے کے ساتھ۔ اور اس میں شک نہیں ہے، وہ قرب نوافل علمی ہے

دوسرا حالی یعنے قرب نوافل علمی کے ساتھ فناء اور بقاء اور اتصاف حالی مقیدہ حاصل ہوتے ہیں۔ یہ وہ ہے کہ جب سالک صفات کمال کو اپنے میں بالقوہ اور مندرج

در خود بالقوہ و مندرج داشتہ بود آن
را بکمال فعل رسند و در بسط آورد یعنی
صفاتِ عبد کہ در قوت بود مثل صفات
معبود بفعل آورد و عبداللہ نما گشت
یعنی ظہور صفات حق تعالیٰ در بندہ
بالفعل شد و الا بالقوہ صفاتِ ہمہ
اشیاء ہمیشہ مظاہر صفاتِ حق تعالیٰ
است ہموں طور موصوف بصفات
خلق بندہ بالفعل میشود، و چون ذات
بندہ با ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ موصوف
شود بقاء گردد آن را در اصطلاح
قوم قدس اللہ اسرارہم قربِ فرائض
و مقام قرب و واحد الوجود و روح قدسی
و حیات مانند آن می نامند و آن نیز

رکھتا تھا ان کو کمال فعل تک
پہنچاتا ہے اور بسط میں لاتا ہے
یعنی عبد کے صفات جو قوۃ میں
تھے صفاتِ معبود کے مثل فعل
میں لایا اور عبداللہ نما ہو گیا۔
یعنی حق تعالےٰ کے صفات کا ظہور
بندے میں بالفعل ہو گیا۔ ورنہ
بالقوۃ تو تمام اشیاء کی صفات
ہمیشہ حق تعالےٰ کی صفات
کے مظاہر ہیں۔ اسی طرح بندہ
صفاتِ خلق سے موصوف بالفعل
ہوتا ہے اور جب بندہ کی ذات
حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات
کے ساتھ موصوف ہوتی ہے
تو بقا ہو جاتا ہے،
اس کو قوم قدس اللہ
اسرارہم کی اصطلاح میں قرب
فرائض مقام قرب، واحد الوجود
روح قدسی اور حیات اور اس کے
مثل نام رکھتے ہیں۔ اور وہ بھی

ہر دو نوع است یکے علمی مطلق
کہ مرتبۂ خاص است، دوم حالی مقید
کہ مرتبۂ عام است فنا و بقا علمی قرب
فرائض آنست کہ چوں سالک ذوات
تمام عالم و ذات خود را بالیقین فناء
کردہ و گمان غیریت با وجود غیریت
رہانیدہ ہمہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ
ہست دانست موافق دستور بزرگان
یعنی با وجود امتیاز و غیریت حقیقی درمیان
ذاتِ سالک و ذاتِ حق تعالیٰ و ذوات
مخلوقات یگانگی دانست و قائل بوحدت
الوجود شدہ غیر او را معدوم محض یافت
واں قرب فرائض علمی است۔ قرب

دو قسم پر ہے، ایک علمی مطلق
جو مرتبہ خاص ہے، دوم حالی
مقید جو مرتبہ عام ہے، قرب
فرائض کی فناء اور بقاء علمی وہ
ہے کہ جب سالک نے تمام عالم
کی ذوات اور اپنی ذات کو یقینی
طور پر فناء کر دیا اور غیریت
کے گمان سے غیریت کے پائے
جانے کے ساتھ چھٹکارا حاصل
کر کے تمام ذات حق سبحانہ و
تعالےٰ کو ہست جانا۔ بزرگوں
کے دستور کے موافق یعنی ذات
سالک اور ذات حق اور ذات
مخلوقات کے درمیان امتیاز
اور غیریت حقیقی با وجود
یگانگی جانا اور وحدت الوجود
کا قائل ہوا اس کے غیر کو
معدوم محض پایا وہ قرب
فرائض علمی ہے۔

فرائض حالی مقیدہ کہ عام ست آنست
کہ چوں سالک باوجود قرب فرائض علمی
تصرف ذاتِ خود در ذوات تمام عالم
مثل تصرف حق سبحانہٗ و تعالیٰ بیند و
ذوق گیرد آں حال و کمال کہ مقام
کن فیکون ست قربِ فرائض حالی مقیدہ
است ایں را مرتبۂ عام گفتہ شد از برائے
آں کہ دریں بعض کفار و عوام بہشتیان
با انبیاء صلوات اللہ علیٰ نبینا و علیہم و
اولیاء قدس اللہ اسرارہم شریک اند و
در قرب فرائض علمی کہ مرتبہ خاص ست
مطلق خلاف آں اما ای عزیز مگر
خوب از انصاف نظر کنی درمیان

اور قرب فرائض حالی مقیدہ جو
عام ہے وہ یہ ہے کہ جب سالک قرب
فرائض علمی کے باوجود اپنی ذات کا
تصرف ذوات عالم کے اندر حق تعالےٰ
کے تصرف کے مثل دیکھتا ہے اور
ذوق حاصل کرتا ہے، وہ حال و کمال
جو کن فیکون کا مقام ہے
قرب فرائض حالی مقیدہ ہے۔ اس
کو مرتبۂ عام کہا گیا۔ اس وجہ سے
کہ اس میں بعض کفار اور جنتی عوام
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور
اولیاء قدس اللہ اسرارہم
شریک ہیں
اور قرب فرائض علمی
جو خاص مرتبہ ہے اور مطلق
ہے اس کے خلاف ہے۔
لیکن اے عزیز اگر اچھی
طرح انصاف سے تو نظر کرے
تو قرب نوافل و فرائض علمی

قرب نوافل وفرائض علمی و قرب
نوافل و فرائض حالی مقیدہ بحیثیت بیگانگی
ویگانگی ہیچ فرق درنیابی چراکہ نزدیک
صاحب علم حادث وقدیم وواجب وممکن
ہردو بالیقین متغائر است وعینیت
حقیقی دارو ہمچناں نزدیک صاحب حال
مقیدہ بیگانگی حقیقی ثابت است
پس دریں مقدمہ ہردو برابر باشند، و
کسانیکہ مراد از قرب نوافل وقرب
فرائض ذات وصفات عبد از قبض
وقوت گذشتہ فقط بفعل وبسط رسیدن
داشتہ اند بحیثیت قرب نوافل و
قرب فرائض حال مقیدہ داشتہ باشند
ونہ باعتبار واقع ونفس الامر، کہ

اور قرب نوافل و فرائض حالی مقیدہ
کے درمیان بیگانگی اور یگانگی کی حیثیت
سے کچھ فرق نہ پائیے گا۔ کیونکہ علم والوں
کے نزدیک حادث اور قدیم واجب
اور ممکن دونوں یقیناً متغائر ہیں۔
اور عینیت حقیقی رکھتے ہیں۔

ایسا ہی حال عقیدہ والوں کے
نزدیک یگانگی وبے گانگی حقیقی
ثابت ہے۔

پس اس مقدمہ میں دونوں
برابر ہیں اور جن لوگوں نے قرب
فرائض اور نوافل سے مراد بندے
کی ذات اور صفات قبض اور
قوت سے گذر کر محض فعل اور
بسط میں پہنچا لیا ہے قرب نوافل
اور قرب فرائض حالی مقیدہ کی
حیثیت سے لیا ہوگا۔

اور واقع ونفس الامر
کے اعتبار سے نہیں، جو

شامل این ہر دو مرتبہ راست یعنی حقیقی
شامل است قرب نوافل و فرائض علمی
راہم و قرب نوافل و فرائض حالی مقیدہ
ہم بجہتہ آں کہ ہمیشہ تمام صفات و ذوات
و افعال از ادنیٰ تا اعلیٰ از خواص تا عوام
در بودن یگانہ با حق تعالیٰ و در بودن
بیگانہ و غیر با برابر اند ہرگز کمی و زیادتی
را دریں راہ نیست یعنی ذوات و صفات
و افعال خلق در بودن یگانہ با حق تعالیٰ
درمیان کامل و ناقص ہیچ تفاوت
نیست ہر چہ ہست حق تعالیٰ است
ہمیشہ غیریت ہموں طور در بودن
بیگانہ و غیر با حق تعالیٰ چہ صاحب حال
و چہ صاحب علم ہمیشہ برابر اند چنانچہ صاحب

دونوں مرتبہ کو شامل ہے یعنی
حقیقی شامل ہے قرب نوافل اور
فرائض علمی کو بھی اور قرب نوافل
اور فرائض حالی مقیدہ کو بھی اس
وجہ سے کہ عالم کے تمام صفات اور
ذوات اور افعال ادنیٰ سے اعلیٰ
تک خواص سے عوام تک حق تعالیٰ
کے ساتھ یگانہ ہونے میں اور بیگانہ
ہونے میں اور غیر اس کے ساتھ
برابر ہیں ہرگز کمی اور زیادتی کو اس
میں راہ نہیں ہے یعنی مخلوق کے
ذوات اور صفات اور افعال حق
کے ساتھ یگانہ ہونے میں کامل اور
ناقص کے درمیان بالکل فرق نہیں
ہے۔ جو کچھ ہے حق تعالیٰ ہے
غیریت اس طور سے کہ حق تعالیٰ
کے ساتھ بیگانہ اور غیر ہونے میں
خواہ حال والے ہوں یا علم والے
ہمیشہ برابر ہیں۔
جیسا کہ گلشن راز والے

گلشن راز فرموده است ؎

وصال این جایگه رفع خیال است
چو غیر از پیش برخیزد وصال است
نه ممکن کو ز حد خویش بگذشت
نه او واجب شد و نے واجب او گشت
هر آن کو در معانی هست فائق
نگوید کین بود قلب حقائق
تعین بود کز هستی جدا شد
نه حق بنده شد و بنده خدا شد

ای عزیز! موصوف شدن بنده با ذات و صفات حق و خلق باعتبار یافت و علم بزرگان قدس اللہ اسرارہم داشته باشند و الا باعتبار وجود و حقیقت مرتبه عام است خواه ذوات و صفات و

فرماتے ہیں ؎

اس جگہ وصال خیال کا ختم کردینا ہے۔ جب غیر روبرو سے اُٹھ جائے وصال ہے۔ ممکن نہیں جو اپنے حد سے بڑھ گیا وہ واجب ہوا اور نہ واجب ممکن ہوا۔

وہ شخص جو درمیانی بن گیا ہے یہ نہیں کہتا کیونکہ یہ حقائق کو بدل دینا ہے۔

تعین تھا جو ہستی سے جدا ہوگیا۔

نہ حق بندہ ہوا اور نہ بندہ خدا ہوا۔

ای عزیز بندے کا موصوف ہونا حق و خلق کی ذات' اور صفات کے ساتھ باعتبار یافت' اور علم کے بزرگان قدس اللہ اسرارہم کا کیا ہوگا ورنہ وجود اور حقیقت کے اعتبار سے عام مرتبہ ہے چاہے ذوات اور صفات

افعال مقید باشد خواہ مطلق و
اشیاء را ہمیشہ حاصل ہست وانفکاک
آں متعذر وحصول آں تحصیل حاصل
ومحصور گردیدن وموصوف شدن
بندہ در قرب نوافل و فرائض حالی مقیدہ
ایں مقدمۂ نظری وسخن بارد ست
بہرحال تصاف علمی خاص اوست، و
حالی مقیدہ عام تامل وتفہم چنانچہ
شیخ محی الدین عربی قدس اللہ سرہ العزیز
در رسالۂ توحید فرمودہ اند کل العارفین
اضافوا معرفۃ اللہ تعالیٰ الی فناء الوجود
والی فناء الفناء ذالک غلط محض
وسھو واضح فان معرفۃ اللہ لا
یحتاج الی فناء الوجود الی فناء فنائہ

اور افعال مقید ہوں یا مطلق
ہوں اور اشیاء کو ہمیشہ یہ بات
حاصل ہے اور اس کا جدا ہونا
بہت دشوار ہے اور اس کا حاصل
کرنا تحصیل حاصل ہے، اور محصور
اور موصوف ہونا بندے کا قرب
نوافل اور فرائض حالی مقید
ہیں، یہ مقدمہ نظری ہے، اور
بات سرد ہے۔ بہرحال انصاف
علمی خاص ہے اور حالی و مقیدہ
عام ہے، غور کرو اور سمجھو،
چنانچہ شیخ محی الدین عربی قدس اللہ
سرہ العزیز نے رسالۂ توحید میں
فرمایا ہے کہ تمام عارفین نے معرفۃ
اللہ کی نسبت فناء وجود اور
فناء الفنا کی جانب کی ہے یہ بالکل غلط
ہے اور واضح سہو ہے، اس لئے
کہ معرفت اللہ فناء وجود، فناء
الفناء کی محتاج نہیں ہے۔
اس لئے کہ اشیاء کے

لان الاشیاء لا وجود لها وما
لا وجود له لا فناء له لان الفناء
بعد اثبات الوجود فهو شرك
فاذا عرفت نفسك لا وجود و لا
فناء فقد عرفت الله والا قدرؤی
اضافة معرفة الله الی فناء الوجود
والی فناء فنائه فان النبی صلی
الله علیه وسلم قال من عرف نفسه
فقد عرف ربه ۔ ای عزیز مراد از فناء
وبقا در حقیقت نزدیک محققان
قدس الله اسرارهم گمان وجهل دور کردن
است علم و معرفت حاصل کردن است
چنانچه حضرت شیخ در همین رساله جای دیگر
می فرمایند کل من لم یعرف شیئا ثم عرفه
ما فنی وجوده بل فنی جهله ووجوده

فقد عرف ربه ولم یقل من افنی نفسه

کیونکہ کے لئے وجود نہیں ہے اور جس کے
لئے وجود نہیں ہے فناء نہیں ہے،
اسلئے کہ فناء وجود کے اثبات کے
بعد ہے۔ پس یہ شرک ہے۔ پس جب
تونے اپنے نفس کو پہچان لیا کہ نہ
اس کے لئے وجود ہے اور نہ اس کے
لئے فناء ہے۔ پس تحقیق کہ تونے اللہ
کو پہچان لیا۔ اور تقدیر نہ لی جائیگی
کہ معرفت اللہ کی نسبت میں فناء وجود
اور فناء الفناء کی طرف، اسلئے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے
کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے
اپنے رب کو پہچانا۔ اور یہ نہیں فرمایا
کہ جس نے اپنے نفس کو فناء کیا اس نے
اپنے رب کو پہچانا۔ ای عزیز فنا اور بقا سے
مراد حقیقت میں محققین قدس اللہ اسرارہم کے
نزدیک گمان اور جہالت کو دور کرنا ہے علم و
معرفت حاصل کرنا ہے چنانچہ شیخ نے اسی رسالہ
میں دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہر وہ شخص جسنے
اشیاء کو پہچانا۔ پھر اس نے پہچان لیا تو

باقی بحالہ من غیر تبدیل وجودہ بوجود آخر بود۔ آخرہٗ

اسکا وجود فانی نہیں ہوا بلکہ اسکی جہالت فانی ہوی اور اسکا وجود اپنی حالت پر بغیر کسی دوسرے وجود میں بدلنے کے باقی رہے۔

رسالۂ لب السلوک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ظاہراً و باطناً و اولاً و آخراً وان لاً و ابداً و الصلوٰۃ و السلام علی محمد دائماً سرمداً و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

امّا بعد این رسالہ ایست مسمّیٰ بہ لب السلوک کہ از زبان خامہ حق بیان اضعف العباد ذی المنن سید ابو الحسن القادری احسن اللہ حالہ و مآلہ برائے طالبان حق مرقوم میگردد۔

بدان العزیز طالب حق را استعمال چند امور ضروری است اول

وبہ نستعین

تمام ظاہری اور باطنی اول اور آخر اور ازلی و ابدی خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور صلوٰۃ و سلام نازل ہو اسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ اور ان کے تمام آل و اصحاب پر بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ ایک رسالہ ہے جس کا نام لب السلوک ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے ضعیف تر بندہ سید ابو الحسن القادری اللہ تعالیٰ اس کے حال اور انجام کو بہتر کرے حق کو بیان کرنے والے قلم کی زبان سے طالبین حق کیلئے لکھا جاتا ہے۔

جانو اے عزیز! طالبین حق کیلئے چند امور کا استعمال ضروری ہے

آنکہ علم عقائد و علم فقہ موافق ضرورت
می باید و در قول و فعل و خلق و عقیدہ
تابع نقل باشد و عقل را گذارد زیرا کہ
اکثر فرق ضالہ علی الخصوص معتزلہ و
شیعہ بہ تبعیت عقل گمراہ شدہ اند ؎
رہِ عقل جز پیچ در پیچ نیست
بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
و نقل آنست کہ آنچہ مجتہد خود
اصول و فروع مقرر کردہ باشد طالب
را باید کہ بر اں عمل نماید و ہیچ گاہ
ازاں خارج نباشد کہ راہ نجات
دارین ہماں ست
دوم بقدر امکان امر معروف و نہی منکر
نماید کہ ایں عمل ثمرات و برکات
بسیار دارد زیرا کہ مرتکب ایں کار

اول یہ کہ علم عقائد اور علم فقہ ضرورت
کے مطابق چاہیئے اور قول، فعل
اخلاق اور عقیدہ میں نقل کے مطابق
ہو اور عقل کو چھوڑ دے، اس لئے کہ
اکثر گمراہ فرقے خاص طور پر معتزلہ
اور شیعہ عقل کی اتباع میں گمراہ ہوئے ہیں،
؎ عقل کی راہ پیچ در پیچ کے
علاوہ نہیں ہے۔
عارفوں کے نزدیک خدا کے سوا
کچھ نہیں ہے۔
اور نقل وہ ہے کہ جو کچھ کہ مجتہد
نے خود اصول اور فروع مقرر کیا ہے
طالب کو چاہیئے کہ اس پر عمل کرے
اور کسی وقت اس سے جُدا نہ ہو۔
اس لئے کہ دارین کے نجات کی راہ
یہی ہے۔
دوئم طاقت کے مطابق امر معروف
اور نہی منکر کو کرے کہ یہ عمل بہت
زیادہ ثمرات اور برکات رکھتا
ہے، اس لئے کہ اس کام کے کرنے والے

را در احادیث مفتاح الخیر نام است۔

سیوم آنکہ در عیوب خود چناں مشغول باشد کہ نگاہِ او بعیوب مسلمانان دیندار نیفتد کہ طریق طالبانِ حق ہمین است، مثنوی شریف ؎

چوں خدا خواہد کہ پوشد عیبِ کس
کم زند در عیب معیوبان نفس
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَد
میلش اندر طعنۂ پاکاں بَرَد

چہارم خود را خوار و حقیر پندارد و بر ہیچ احدی تفوق نہ نماید بلکہ ہر کس را از خود بہتر داند کہ تواضع ہمین است من تواضع للہ رفعہ اللہ ؎

ازاں بر ملائک شرف داشتند
کہ خود را بہ از سگ نپنداشتند

کا احادیث کے اندر مفتاح الخیر، (خیر کی کنجی) نام ہے۔

سوم وہ کہ اپنے عیبوں میں اس طرح مشغول ہو کہ اسکی نگاہ دیندار مسلمانوں کے عیبوں میں نہ پڑے، کیونکہ طالبین حق کا طریقہ یہی ہے۔ مثنوی ؎

جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کے عیب کو چھپائے عیب والوں کے عیب میں دم نہیں مارتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کے پردے کو چاک کرے اس کا میلان پاک لوگوں کے طعنے میں کر دیتا ہے۔ چہارم یہ کہ اپنے کو ذلیل اور حقیر جانے اور کسی پر اپنی برتری نہ جتائے بلکہ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھے اس لئے کہ تواضع یہی ہے جس نے اللہ کیلئے عاجزی اختیار کی اللہ نے اسکو بلند فرمایا ؎

وہ حضرات اس وجہ سے ملائکہ پر شرف بزرگی رکھتے ہیں کہ اپنے آپ کو کتّے کے

پنجم راستی درکار و درستی در گفتار
ملازم دارد کہ نجات دارین وابستہ
باین صفت است و ہمین صفت
طالبان حق بحق رسیدہ اند۔

ششم تابع سخن حق باشد اگر کسے
سخن حق گوید منت او شمارد و
بلجاج و ستیزہ سخن اورا نپر اند کہ
این کار مرداں نیست ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ور نبشتہ است پند بر دیوار

و از رنجش و دلگیری حذر نماید، کہ
این خاصیت مردم نا انصاف است
و بے انصافی مناسب حال طالبان

کے برابر کچھ نہیں سمجھا۔ پنجم کام میں
سچائی اور بات میں درستگی لازم
رکھے۔ اس لئے کہ دارین کی نجات اسی
صفت سے متعلق ہے اور اسی صفت
سے طالبان حق خدا تک پہنچے ہیں۔

ششم حق بات کے تابع ہو، اگر
کوئی شخص حق بات کہے اس کا احسان
شمار کرے۔ اصرار اور لڑائی سے
اس کی بات کو نہ ٹال دے کیونکہ
یہ نیک لوگوں کا کام نہیں ہے ؎

مرد کو چاہیئے کہ سُن لے، اگرچہ
نصیحت دیوار پہ لکھی ہو۔

اور رنج و دلگیری سے پرہیز کرے
کہ یہ نا انصاف لوگوں کی خاصیت
ہے اور نا انصافی کسی حال میں
طالب کے مناسب نہیں۔
حافظ کہتے ہیں ؎

حق نسبت حافظؒ ۵

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیرِ دانا را

ہفتم مدح دوست نباشد کہ ایں صفت
ضرر سخت دارد ۵

نفس از بس مدحہا فرعون شد
کن ذلیل النفس ہوناً لا تسد

ہشتم در طلب و تجسس پیر کامل
باشد و در تجسس او بر خیال خود خیال
مردم نرود کہ معرفت اولیا مشکل
است کہ اکثر طالبان حق دراں عاجز
اند تا کہ طالب را تعلیم الٰہی نشود اولیا
را نشناسد اولیائی تحت قبائی

نصیحت سُن لو اے دوست کہ سعادتمند
جوان لوگ پیر دانا کی نصیحت
کو جان سے زیادہ دوست
رکھتے ہیں۔

ہفتم دوست کی تعریف نہ کرے
کہ یہ صفت سخت نقصان دہ
ہے ۵

نفس محض اسکی تعریف کرنے
سے فرعون ہوگیا۔
ذلیل نفس ہو سردار مت ہو

ہشتم پیر کامل کی تلاش و
جستجو میں رہے اور اس کے ڈھونڈنے
میں اپنے اور لوگوں کے خیال پہ نہ
جائے کیونکہ اولیاء کی پہچان بہت
مشکل ہے کہ اکثر طالبان حق اس
میں عاجز رہے ہیں، جبتک
کہ طالب کو اللہ کی تعلیم نہ ہو اولیاءً
کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ میرے
اولیا میری قبا کے نیچے ہیں۔

لا یعرفہم سوائی و پیر کامل آنرا گویند کہ جامع اضداد باشد یعنی شریعت با حقیقت و ہمہ اوست با ہمہ از دست جمع نماید و در ظاہر و باطن تابع مجتہداں بودہ و در ہیچ امرے مخالف امر ایشاں نباشد و انکار ایشاں نماید کہ کل حقیقۃ ردت لہا الشریعۃ فہی زندقۃ وقال الامام المالک رحمۃ اللہ علیہ من تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن جمع بینہما فقد تحقق۔

میرے علاوہ کوئی ان کو نہیں پہچانتا ہے اور پیر کامل اس کو کہتے ہیں جو اضداد کا جامع ہو یعنے شریعت کو حقیقت کے ساتھ ہمہ اوست کو ہمہ از دست کے ساتھ جمع کرے، اور ظاہر و باطن میں مجتہدین کا تابع ہو۔ اور کسی معاملے میں ان کے امر کے مخالف نہ ہو اور ان کا انکار نہ کرے۔

اس لئے کہ ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کر دے پس وہ گمراہی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے فقہ سیکھی، اور تصوف نہیں سیکھا وہ فاسق ہوا، اور جس نے تصوف سیکھا اور فقہ نہیں سیکھی، وہ زندیق ہو گیا اور جس نے ان دونوں کو جمع کیا وہ محقق ہوا۔

ہمہم قیاس خود بر بزرگان نکند

ہم۔ بزرگوں پر اپنا قیاس نہ

والیشاں در امورِ دین و دنیا ہمچو
خود نداند مثنوی ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شِیر
گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد

کرے اور ان کو دین اور دنیا کے
معاملات میں اپنے جیسا نہ جانے۔
مثنوی ؎

بزرگوں کے کام کو اپنے سے قیاس کر
اگرچہ کہ شیر اور شِیر لکھنے میں ایک ہیں۔
کچھ لوگ یہ کہے کہ ہم بھی آدمی اور وہ لوگ
بھی آدمی ہیں۔ ہم اور یہ کھانے اور سونے
سے متصف ہیں۔
تمام عالم اسی جگہ سے گمراہ ہوگیا۔
بہت کم ہیں وہ لوگ جو ابدالِ حق
سے خبردار ہوئے

وحسنِ ظن در حقِ اولیاء دارد
کہ ظنِ نیک پایۂ معراجِ وصال است
و سرمایۂ ترقی اربابِ حال۔
دہم خدمتِ فقرا و مساکین و غربا
بصمیمِ دل نماید خصوصاً اہلِ دل، کہ

اولیاء اللہ کے بارے میں
ہمیشہ اچھا گمان رکھے۔ اس لئے کہ
نیک گمان وصال کے معراج کی سیڑھی
ہے اور حال والوں کے ترقی کی پونجی
ہے۔
دہم فقراء اور مساکین اور غریبوں
کی خدمت خلوص دل سے کرے
خاص کر اہلِ دل کی خدمت، کہ

ترقی درجات درخدمتِ ایشان
است - بیت ؎

ندانستی ای کودکِ ناپسند
کہ مرداں زخدمت بجای رسند
الا گر طلبگارِ اہلِ دلے
زخدمت مکن یکزماں غافلے
خورش دِہ بگنجشک و کبک و حمام
کہ روزیت اُفتد ہُمای بدام

یازدہم - چوں پیر کامل حاصل شد خودرا
تسلیم او نماید - مثنوی ؎

چوں گرفتی پیر ہن تسلیم شو
ہمچو موسیٰؑ زیر حکم خضرؑ رو

درخدمتِ او باادب و در ہمہ

درجات کی ترقی انہیں کی خدمت میں
ہے ؎

اے نااہل بچے! تو نہیں جانتا ہے
کہ لوگ خدمت ہی سے بلند مرتبے
پر پہنچتے ہیں۔
جان لے اگر اہل دل کا تو طلبگار
ہے تو ایک لحظہ بھی ان کی خدمت
سے غافل نہو۔
چڑیا اور چکور اور کبوتری کو
غذا دے۔
تاکہ ایک دن ہما تیرے دام میں
آجائے۔

یازدہم۔ جب پیر کامل حاصل ہوجائے
اپنے کو اس کے سپرد کردے۔ مثنوی
؎

جب تو پیر کو پالے تو اس کے سپرد ہو جا
موسیٰؑ کی طرح خضرؑ کے زیر حکم چل۔

اس کی خدمت کرنے میں باادب رہے

احوال مؤدب باشد کہ ادب سبب
حصولِ مرادات دارین ہست ؎
ادب تاجیست از لطفِ الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ می خواہی
مثنوی ؎ از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطفِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
و زبان را بحضور او نگاہ دارد و
با او از بابِ گفتگو نہ درآید کہ ایں
از ادب دور ست ؎
یار چشم تست اے مردِ شکار
از خس و خاشاک آں را پاک دار
ہیں بجاروب زبان گردی مکن

اور تمام حالتوں میں مؤدب رہے۔
کیونکہ ادب بہتر سے دارین کی مراد حاصل
ہونے کا سبب ہے ؎
ادب لطف الٰہی کا ایک تاج ہے
سر پر رکھ اور جس جگہ چاہتا ہے جا۔
مثنوی ؎ اللہ تعالیٰ سے ہم ادب کی
توفیق طلب کرتے ہیں۔ کیونکہ بے
ادب اللہ کی نوازش سے محروم رہتا
ہے۔
بے ادب نے اکیلا ہی اپنے آپ کو برا نہ
کیا بلکہ تمام عالم میں آگ لگا دی۔
اور زبان کو شیخ کی بارگاہ میں
نگاہ رکھے اور اس کے ساتھ خود
گفتگو کی ابتدا نہ کرے کہ یہ ادب
سے دور ہے ؎

یار تیری آنکھ ہے اے شکاری مرد
اس کو خس و خاشاک سے پاک رکھ۔
خبردار زبان کی جھاڑو سے ڈھول نہ اڑا
آنکھ کو راستے کے خس و خاشاک سے آلودہ نہ کر
تاکہ وہ اپنی آنکھ کو تیری باتوں سے بند کر لے۔

چشم را از خس رہ آوردی مکن
تا بپوشد چشم خود را از دمت
دم فرو خوردن بباید ہر دمت

در وصول بخدای تعالیٰ جلدی نہ کند
و صبر پیشہ خود کردہ ملول نہ شود
کہ الصبر مفتاح الفرج ۵
طلبگار باید صبور و حمول
نشنیدہ ام کیمیاگر ملول
و وصولِ حق از حق است ہیچکس
بخدا جز خدا نمی رساند این قدر ہست
کہ از ہمتِ پیر و صدق مرید عنایتِ
حق می شود و از عنایتِ حق طالب
بحق می رسد کہ کار بعنایت است و

ہر وقت تجھ کو دم روک لینا چاہئے۔

خدائے تعالیٰ تک پہنچنے میں جلدی نہ کر اور صبر کو اپنا پیشہ بنا اور ملول نہ ہو کہ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔

۵

طالب کو صابر اور بردبار ہونا چاہئے کیونکہ میں نے کیمیاگر کو ملول نہ سنا۔

اور حق کا وصول حق سے ہے کوئی شخص بغیر خدا کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ پس اس قدر ہے کہ پیر کی ہمت سے اور مرید کی صداقت سے اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے

و باقی بہانہ ست

این ہمہ گفتیم لیک اندر بسیچ
بے عنایاتِ خدا ہیچیم و ہیچ
بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

بلکہ در جمیع امور بمحافظتِ مرضی
او کوشد و در حفظِ این کار حتّی
الامکان سعئ جمیل بکار برد کہ این
کار مثمر برکاتِ بسیار و مشتمل
بر خیراتِ بیشمار ست۔

۱۲ دوازدہم: از یارانِ ناجنس احتراز
نماید یعنی کسانیکہ در قول و فعل
و اخلاق و عقیدہ بر حق نباشد، و

طالب حق خدا تک پہنچتا ہے۔ اسلئے
کہ کام عنایت سے ہے باقی بہانہ ہے
لیکن یہ تمام ہم نے قصداً کہا۔ اللہ کی
عنایت کے بغیر ہم ہیچ اور ہیچ ہیں،
اللہ تعالیٰ اور خاصان خدا کی عنایت
کے بغیر اگر فرشتہ بھی سہی اس کا
ورق سیاہ ہے۔

حاصل یہ کہ تمام امور میں اسکی مرضی
کی حفاظت میں کوشش کرے اور
اس کام کی حفاظت میں حتی الامکان
بہتر کوشش کام میں لائے
اس لئے کہ یہ کام برکتوں
کا پھل دینے والا ہے
اور بیشمار نیکیوں پر مشتمل ہے

۱۲ دوازدہم ناجنس یاروں سے
پرہیز کرے۔ یعنی وہ شخص جو قول و
فعل اور اخلاق اور عقیدہ میں حق پر
نہ ہو اور بے انصافی و

بے انصافی والحاد و انکار ملازم حال
ایشان ہست صحبت این چنین مردم را
مہلک تر از زہر قاتل دانستہ از ملازمت
ایشاں حذر نماید حافظا ؎

نخست موعظت پیر می فروش اینست
کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

سیزدہم[13] - جویای صحبت نیک باشد
و در صحبتِ مردم نیکخوی ایام عمر صرف
نماید کہ بحکم الصحبۃ توثر صحبتِ نیک
را در طبائع تاثیر تمام ہست ؎

ہر چہ درین عالم ہست از اثر صحبت ست
ورنہ کجا یافتی بید بہای نبات

اگر صحبت صوفیہ و رجال اللہ میسر

انکار و الحاد اس کے حال کے
لازم ہے، اس قسم کے لوگوں کی
صحبت زہر قاتل سے زیادہ
جانے اور ان کے قریب رہنے
سے پرہیز کرے ؎ حافظ کہتے ہیں

پیر مے فروش کی پہلی نصیحت
یہ ہے کہ ناجنس ساتھی سے
پرہیز کرو

سیزدہم[13] - نیکوں کی صحبت تلاش
کرنے والا رہے اور نیک عادت
لوگوں کی صحبت میں اپنی زندگی
کے دنوں کو گزارے کہ الصحبۃ
توثر (صحبت اثر کرتی ہے) کے
مطابق نیک صحبت کی طبیعتوں
میں پوری تاثیر ہے ؎

جو کچھ کہ اس عالم میں ہے صحبت
کے اثر سے ہے، ورنہ تو بید بہای
نبات کہاں سے پاتا۔

اگر صوفیاء اور اللہ والوں کی صحبت

شود غنیمت دانده
یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ بودن در تقا

۱۴ چہاردہم آنکہ فانا متوجہ الی اللہ باشد و در اظہار مسکنت و افتقار و عجز و انکسار بجانب کبریاء او پردازد و در ہمہ احوال بزبان و دل گوید رباعی

ای خدا کمترین گدائے توام
چشم بر خوان کبریائے توام
می رسم بر در تو ہر روزہ
شیئ للہ ز نان بدریوزہ

۱۵ پانزدہم خاموشی را در ہمہ احوال لازم بودہ از خدمت مرشد نعمت اذکار و اشتغال یافتہ بزبان و دل روح و

حاصل ہو غنیمت جانے سے
ایک زمانہ اولیاء اللہ کی صحبت
سَو سال تقوے میں رہنے سے بہتر ہے۔

۱۴ چہاردہم جلد از جلد اللہ کی جانب متوجہ ہو اور غربت، محتاجی، عجز اور انکساری کے ظاہر کرنے میں بارگاہِ کبریاء کی جانب مشغول ہو اور ہر حال میں دل کی زبان سے کہے۔

رباعی

اے اللہ! میں تیرا حقیر گدا ہوں
تیری کبریائی کے خوان پہ نظر رکھتا ہوں۔
تیرے دروازے پہ ہر دن پہنچتا ہوں
کچھ اللہ کے واسطے فقیر کو روٹی کے ٹکڑے سے بھیک دے۔

۱۵ پانزدہم، خاموشی کو ہر حال میں لازم پکڑے مرشد کی خدمت سے اذکار اور اشغال کی نعمت پاکر زبان اور دل اور روح اور سر سے اللہ کی یاد میں مشغول

مشغول یادِ حق باشد تا بنہایت
مقاصد کہ وان الیٰ ربك المنتھیٰ
است رسیدہ شب و روز در حضورِ
حق بودہ مقرب بساط قرب و عندیت
فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر
گردد کہ وصالِ الٰہی عبارت از ہمیں
مقام ست اللھم ارزقنا ھذ المقام
بتصدیق حبیبك محمد علیہ الصلوٰۃ
والسلام برحمتك یا ارحم الراحمین
وبکرمك یا اکرم الاکرمین۔

ہو۔ تاکہ مقصد کی انتہا کو
پائے۔ کہ بے شک تیرے
پروردگار کی طرف ہر شئے کی
انتہا ہے' آیا ہے۔ اور رات
دن اللہ کے حضور میں رہے۔
بساط قرب کا مقرب اور فی
مقعد صدق عند ملیک مقتدر
کی نزدیکی حاصل ہو کہ وصال
الٰہی سے مراد یہی مقام ہے۔
اے اللہ! ہمیں اس مقام کی
توفیق عنایت فرما اپنے حبیب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق
سے' اے تمام رحم و کرم کرنے والوں
میں زیادہ رحم و کرم کرنے والے۔

رسالۂ اسم اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

حمد مظہر یکہ منسوب بہ ظہور او مخلوقات اوست وصلوٰۃ وسلام بر مظہر یکہ اسم او اسم اوست وصفات او صفات او وذات او ذات او۔

اس کا حمد جس کے ظہور کے ساتھ اس کے مخلوقات منسوب ہیں اور سلام ایسے مظہر پر کہ اس کا اسم اس کا اسم ہے اور اس کا فعل اس کا فعل ہے اور اس کی صفات اسکی صفات ہیں اور اسکی ذات اسکی ذات ہے۔

امّا بعد ایں رسالہ ایست مسمّٰی باسم اللہ کہ در تفسیر اسم اللہ نوشتہ شد تا طالبان الٰہی را بکار آید و فقیر را بدعائے خیر یاد آرند۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ رسالہ ہے جس کا نام اسم اللہ ہے جو اسم اللہ کی تفسیر میں لکھا گیا ہے تاکہ طالبانِ الٰہی کو کام آئے اور فقیر کو دعائے خیر میں یاد رکھے۔

فصل بداں کہ او سبحانہٗ عین عبادِ خود است باسمہائے خود وافعالِ

فصل جانئے کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ اپنے بندوں کا عین ہے اپنے اسماء اور اپنے افعال، اور اپنی

خود وصفاتِ خود وذاتِ خود۔
پس اسم ذات کہ اللہ است
شامل مکتوبات وملفوظات ومخطورات
وموجودات خواہد بود مثلاً اسم اللہ
کہ بطریق اجمال مکتوب ست این
است اللہ وتفصیل آں این
اللہ وتفصیل آں این الاہ
وتفصیل آں این الالاہ وتفصیل
آں این اااااہ وتفصیل آں
از شق قلم این ا ا ا ا ا ۞ پس
ظاہر شد کہ نہایت تفصیل اسم اللہ
پنج الف ویک ہا باشد پس ہر جا کہ
پنج الف ویک ہا یافتہ شود یا بطورِ

ذات کے ساتھ پس اسم ذات
جو اللہ ہے مکتوبات، ملفوظات
مخطورات اور موجودات کو شامل
ہوگا مثلاً اسم اللہ جو اجمال کے
طریق پر مکتوب ہے یہ ہے اللہ
اور اس کی تفصیل یہ ہے،
اللہ اور اس کی تفصیل
یہ ہے الاہ اور اسکی
تفصیل یہ ہے الالاہ
اور اس کی تفصیل یہ ہے،
اااہ اور اس کی تفصیل
شق قلم سے یہ ہے:۔
ا ا ا ا ا ۞
پس ظاہر ہوا کہ اسم اللہ
کی تفصیل پانچ الف اور ایک
ہاء ہے۔
پس جس جگہ کہ پانچ
الف اور ایک ہاء پایا جائے
یا بطور شق کے اسم اللہ

شق اسم اللہ است خواہ متصل بود
یا منفصل۔

فصل وجہ انسانی نیز اسم اللہ
است زیرا کہ دو گوش بر شکل الف
و ہا است و استخوانیکہ در وی دو
چشم است بر شکل دو لام و ہر دو لب
بر شکل تشدید براں بریں شکل
(ہان ٓن ہا) پس آں نیز اسم اللہ بود لا غیر

فصل اسم محمد صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نیز اسم اللہ است زیرا کہ چوں
اسم محمد نوشتیم و اعتبار شق قلم و پری
سیاہی کردیم بدیں شکل شد محمد
گویا کہ انسانیست کہ ہر دو دست
خود بر رخ نہادہ بر پشت غلطیدہ

ہے، خواہ وہ متصل ہو یا منفصل
ہو۔

فصل انسانی چہرہ بھی اسم اللہ
ہے، اس لئے کہ دو کان الف
اور ہاء کی شکل پر ہیں اور وہ
ہڈی جس میں دو آنکھیں ہیں
دو لام کی شکل پر ہیں، اور
دونوں لب تشدید کی شکل
پر ہیں (ہان ٓن ہا) پس
وہ بھی اسم اللہ ہوا غیر نہیں۔

فصل اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بھی اسم اللہ ہے اس لئے کہ جب
اسم محمد ہم نے لکھا اور شق
قلم کا اعتبار کرکے سیاہی سے
پر کیا اس شکل پر ہوا۔ محمد
گویا کہ وہ انسان ہے، جو
اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے
چہرے پر رکھ کر پشت پر
کروٹ بیٹا ہے، اور

است وسر دو پای خوب دراز نه
کرده وسر دو زانو استاده داشته
بر شکل جنین در رحم مادر پس دو دست
او دو پای او ومجموع بدان او
پنج الف است وسر او بر شکل ہا پس
آن نیز اسم اللہ بود لا غیر۔

فصل

الف نیز مشتمل پنج الف
ویک ہا است زیرا که از پیش یک الف
است واز پس یک الف واز طرف
راست یک الف واز طرف چپ
یک الف ومجموع آن یک الف
وسر آن ہا پس آن نیز اسم اللہ بود لا
غیر وآن اصل جمیع حروف است چه
با نیز الفے است که متبادل بہیئت

اپنے دونوں پاؤں لمبا نہیں کئے
ہوئے ہے اور دونوں زانو اٹھائے
رکھے۔ جنین کے شکل پہ ماں کے
رحم میں ہے۔ پس اس کے دو
ہاتھ اور اس کے دو پاؤں اور
اس کے بدن کا مجموعہ پانچ الف
ہے اور اس کا سر ہاء کی شکل
پہ۔ پس وہ بھی اسم اللہ ہوا غیر نہیں۔

فصل الف بھی پانچ الف اور
ایک ہا کو مشتمل ہے اس لئے، کہ
آگے سے ایک الف ہے اور پیچھے
سے ایک الف ہے اور داہنے
جانب سے ایک الف ہے، اور
بائیں جانب سے ایک الف ہے
اس کا مجموع ایک الف ہے اور
اس کا سر ہا ھے۔ پس وہ بھی
اسم اللہ ہے، غیر نہیں۔ اور وہ
تمام حروف کی اصل ہے، اس لئے
کہ ہا بھی ایک الف ہے، جو

مخصوصہ شدہ و تا نیز ہمچنیں و قس علیٰ
ذالک جمیع الحروف پس ہرگاہ کہ
الف اسم اللہ است جمیع حروف
نیز اسم اللہ خواہد بود، وہم چنیں ہر چیزے
کہ بر شکل آنست۔

فصل نقطہ یا مربع است و آں
از طرف چہار گانہ و مجموع پنج الف
است و شکل آنہا یا مدوّر و آں نیز ہم
چنیں پس نقطہ نیز اسم اللہ خواہد بود
لاغیر و ہر چہ بر شکل آنست نیز۔

فصل بیخ شجر بر شکل ہا است
و فروع و مجموع آں پنج الف پس
آں نیز اسم اللہ بود و ہمچنیں حیوان
بچہار پائے و مجموع و سر خود و طیور نیز

ایک خاص شکل میں بدلا ہوا ہے،
اور تا بھی اسی طرح ہے اور اسی پہ
تمام حروف کا قیاس کر لو۔ جس وقت
کہ الف اسم اللہ ہے تمام حروف بھی
اسم اللہ ہوں گے۔ اور اسی طرح ہر
چیز جو اس کی شکل پہ ہے۔

فصل نقطہ یا تو مربع ہے، یا
وہ چاروں طرف سے پانچ الف
کا مجموعہ ہے اور اس کی شکل ہا،
مدوّر، اور وہ بھی اسی طرح ہے پس
نقطہ بھی اسم اللہ ہوگا۔ غیر
نہیں۔ اور جو چیز اس شکل پہ
ہے، وہ بھی۔

فصل درخت کی جڑ ہا کی شکل
پہ ہے اور فروع اور اس کے
مجموع پانچ الف، پس وہ بھی
اسم اللہ ہوئے اور اسی طرح
حیوان چار پاؤں کے ساتھ اور
مجموعہ اور اپنے سر کے ساتھ اور

ہمچنیں بدو پا و جناحین و مجموع و
سر و انسان نیز ہم چنیں بدو دست و
دو پائے و مجموع و سر ملک و جن نیز
ہمچنیں زیرا کہ آں ظاہر نمی شود، مگر
باشکالِ سابق و صورت اصلی ایشاں
نیز داخل موجودات است پس ہمہ اسم
اللہ بود لا غیر پس ہر موجود
خواہ انسان بود یا ملک یا جن یا
طیر یا شجر یا حجر یا غیر آں اسم اللہ بود
لا غیر۔

فصل ہر چہ مکتوب ست در
تلفظ می آید پس آن ملفوظ است و
ملفوظ یا عرض یا جوہر پس مخطور بود یا
موجود پس ہر گاہ کہ مکتوب اسم اللہ

پرندے بھی اسی طرح اپنے دو پاؤں
اور دو پر اور مجموع اور سر کے ساتھ۔
انسان بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اور
دونوں پاؤں اور مجموع اور سر کے
ساتھ۔ اور ملک اور جن بھی اسی طرح۔
اس لئے کہ وہ ظاہر نہیں ہوتے ہیں،
مگر سابق شکلوں اور صورت اصلی
کے ساتھ یہ بھی موجودات میں داخل
ہیں۔ پس تمام اسم اللہ ہوں گے غیر
نہیں۔ پس ہر موجود خواہ وہ انسان
ہو یا ملک یا جن یا پرندے یا درخت
یا پتھر یا اس کے علاوہ اسم اللہ ہیں
غیر نہیں۔

فصل۔ جو کچھ کہ مکتوب ہے تلفظ میں
آتا ہے۔ پس وہ ملفوظ ہے اور ملفوظ
یا عرض ہے یا جوہر پس مخطور
ہوگا یا موجود ہوگا۔
پس جس وقت کہ مکتوب
اسم اللہ ہوگا۔ یہ تمام بھی

بودُ ایں ہمہ نیز اسم اللہ خواہد بود لا غیر

فصل چوں سالک مکتوبات و ملفوظات و مخطورات و موجودات را اسم اللہ بیند و ہمہ چیز در نظر او جز اسم اللہ نبود و ایں مقام برَوی کشف گردد۔ بتوحید اسمای فائز شود وفانی در اسم گردد۔ و اسم عین فعل است پس ہر چہ در مقام سابق اسم اللہ بودُ دریں مقام فعل اللہ شودُ و چوں سالک بدیں مقام فائز شود بتوحید افعالی می رسد وفانی در فعل گردد و فعل عین صفت است پس ہر چہ در مقام سابق فعل اللہ بودُ دریں مقام صفت اللہ شود۔ چوں سالک بدیں مقام فائز شود

اسم اللہ ہوں گے۔ غیر نہیں۔

فصل جب سالک مکتوبات اور ملفوظات، مخطورات اور موجودات کو اسم اللہ دیکھتا ہے، تمام چیزیں اس کی نظر میں سوائے اللہ کے نہیں ہوتی ہے اور یہ مقام اس پر ظاہر ہو جاتا ہے اور توحید اسمائی میں کامیاب ہو جاتا ہے، اور اسم میں فانی ہو جاتا ہے اور اسم عین فعل ہے۔ پس جو کچھ کہ مقام سابق میں اسم اللہ تھی، اس مقام میں فعل اللہ ہو جاتی ہے، اور جب سالک اس مقام میں کامیاب ہو جاتا ہے تو توحید افعالی تک پہنچتا ہے اور فعل میں فانی ہو جاتا ہے اور فعل عین صفت ہے، پس جو چیز کہ سابق مقام میں فعل اللہ تھی اس مقام میں صفت اللہ ہو جاتی ہے۔ اور جب سالک اس مقام میں کامیاب ہو جاتا ہے،

فائز شود بتوحیدِ صفاتی رسد و فنا در
صفت شود، و صفت عین ذات۔
پس ہرچہ در مقام سابق صفت اللہ
بود در ایں مقام ذات اللہ شود،
و چوں سالک بدیں مقام فائز شود
بتوحید ذاتی برسد و فانی در ذات
گردد۔ و ایں مرتبہ نہایت مرتبہ تقیید است

فصل چوں سالک بمقام فنا می
رسد کامل نمی شود تا آنکہ مطلق نمی
گردد و مطلق چیزے است کہ با ضدِ
خود متحد بود با وجود ضدیت، پس فنائے
کامل آنست کہ لا فنا بود و بقا کامل
لا بقا گردد۔

فصل چوں فنا لا فنا شود بقا است

توحید صفاتی تک پہنچتا ہے اور
ذات میں فانی ہو جاتا ہے اور
صفت عین ذات ہے۔ پس جو
چیز کہ سابق میں صفت اللہ تھی،
اس مقام میں ذات اللہ ہو جاتی ہے
اور جب سالک اس مقام میں کامیاب
ہو جاتا ہے تو توحید ذاتی تک
پہنچتا ہے اور ذات میں فانی ہو
جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ تقیید کا آخری
مرتبہ ہے۔

فصل جب سالک فناء کے مقام
میں پہنچتا ہے تو اس سے کامل نہیں
ہوتا ہے، جب تک کہ وہ مطلق نہ
ہو جائے اور مطلق ایسی چیز ہے جو
اپنے ضد کے ساتھ متحد ہوتی ہے،
باوجود ضدیت کے، پس فناء کامل
وہ ہے کہ لا فناء ہو جائے اور بقاء
کامل وہ ہے کہ لا بقاء ہو جائے۔

فصل جب فنا لا فناء ہوتا ہے
بقا ہے اور جب بقاء لا بقاء ہوتا

وچوں بقا لا بقا شود قرب است
وچوں قرب لا قرب شود بُعد ست و
چوں بُعد لا بُعد شود وصل ست وچوں
وصل لا وصل شود فصل ست وچوں
فصل لا فصل شود علم ست، وچوں علم
لا علم شود جہل ست وچوں جہل لا جہل
شود ذکر ست، وچوں ذکر لا ذکر
شود غفلت ست واین غفلت
غفلت اعتباری ست۔

ہے قرب ہے، اور جب قرب
لا قرب ہوتا ہے تو بُعد ہے اور
جب بُعد لا بُعد ہوتا ہے
تو وصل ہے، اور جب وصل
لا وصل ہوتا ہے تو فصل
ہے اور فصل لا فصل ہوتا ہے
تو علم ہے اور جب علم لا علم
ہوتا ہے تو جہل ہے، اور جب
جہل لا جہل ہوتا ہے تو وہ
ذکر ہے، اور جب ذکر لا
ذکر ہوتا ہے تو وہ غفلت ہے
اور یہ غفلت غفلت اعتباری ہے۔

رسالۂ توفیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین

الحمد لمظہر اظہر من عینہ غیرہ مع انہ عینہ و مظہر کان عینہ و غیرہ عینہ۔

امّا بعد ایں رسالہ ایست مسمّٰی بہ توفیق در تحقیق مسئلہ عینیت و غیریت و توفیق قولِ صوفیہ صافیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین با قول شیخ ما شیخ المشائخ شیخ عبد الحق محمد مخدوم القادری رضی اللہ عنہ وارضاہ عنّا تا توفیق رفیق طالبان صادق گردد و از وردِ شبہ

تمام خوبیاں اس مظہر کے لئے ہے جس نے اپنے عین سے اپنے غیر کو ظاہر کیا باوجودیکہ وہ اسکا عین اور ایسے مظہر پر جس کا عین اور جس کا غیر اس کا عین ہے۔

بعد حمد اور صلوٰۃ کے یہ ایک رسالہ ہے جس کا نام توفیق ہے عینیت اور غیریت کے مسئلے کی تحقیق میں تمام صوفیاء صافیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے قول کی موافقت ہمارے شیخ شیخ المشائخ شیخ عبد الحق محمد مخدوم القادری رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے قول کے ساتھ توفیق ہیں۔ تاکہ توفیق طالبان صادق کی رفیق ہو جائے اور طالب کو شک و شبہ کے بھنور

وشک نجات بخشد و باللہ التوفیق
وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

فصل بداں کہ عینیت سہ قسم
است لغوی چنانکہ در زید و اعضاء
زید و اصطلاحی چنانکہ در شخص و عکس
ومجازی و وہمی چنانکہ در باری و
شریک باری و غیریت نیز ہر سہ قسم
است بر قیاس عینیت بعکس
امثلہ و در قسمین سابقین و امثال آں
تناقص است و در بواقی تلازم و
جمع اضداد بحسب لغت محال است
نہ اصطلاح و برای ہمیں مرشد
کامل را جامع اضداد می گویند۔

سے نجات بخشے اور اللہ ہی سے
توفیق ہے اور اسکے ہاتھوں تحقیق کی
باگ ہے

فصل جانئے کہ عینیت تین
قسم پر ہے لغوی جیسا کہ زید اور
زید کے اعضا ہیں۔ اور اصطلاحی
جیسا کہ شخص اور عکس ہیں، اور
مجازی و وہمی جیسا کہ باری اور
شریک باری ہیں۔ اور غیریت بھی
تین قسم پر ہے عینیت کے قیاس پر
مثالوں کے عکس کے ساتھ اور دو پہلی
قسطوں میں اور ان کی مثالوں میں
تناقص ہے اور بواقی میں
تلازم ہے۔
اور اضداد کا جمع لغت
کے اعتبار سے محال ہے۔
اور اصطلاح کے اعتبار سے
نہیں۔ اور اسی واسطے مرشد
کامل کو جامع اضداد کہتے ہیں۔

وتکلّم ہر یکے بہ موضوع لہ خود است
ازیں حیثیت کہ موضوع لہ خود تکلّم
می کند نہ غیر اللّٰہ مجازاً۔

اور ہر ایک کا تکلّم اپنے موضوع لہ
پر ہے، اس حیثیت سے کہ موضوع
لہ خود تکلم کرتا ہے۔ نہ غیر
مجازاً۔

فصل عینیت عبارت است
از اتحاد بحسب مراتب داخلی چنانکہ
در بحر و امواج آں و ذات او سبحانہٗ
و جمیع صفات و شیونات ذات او ایں
عینیت حقیقی لغوی است و یا
بحسب مراتب خارجی چنانکہ در شخص و
عکس و رب و عبد و مراتب الٰہیہ و کونیہ
و یا باعتبار مراتب داخلی و خارجی معاً
و ایں ہر دو قسم عینیت حقیقی اصطلاحی
است و غیریت در مقابلہ اول عبارت

فصل عینیت مراد ہے اتحاد سے
مراتب داخلی کے مطابق جیسا
کہ سمندر میں اور اس کی موجوں میں
اور ذات سبحانہٗ تعالیٰ اور اس
کی تمام صفتیں اور ذات کے شیونات
ہیں، اور یہ عینیت حقیقی لغوی ہے
اور یا مراتب خارجی کے مطابق
جیسا کہ شخص اور عکس میں، اور
رب اور عبد میں اور مراتب الٰہیہ
اور کونیہ میں، اور یا تو مراتب
داخلی اور خارجی دونوں کے
اعتبار سے، اور یہ دونوں قسمیں
عینیت حقیقی اصطلاحی ہیں
اور غیریت اول کے مقابلہ
میں مراد ہے تفائے

است از تغایر بحسب مراتب خارجی
وهو العینیة عندنا و در مقابله
(ای فی اصطلاحنا)
ثانی از تغایر بحسب جہت ثانی دو وجہ معتبر
دران چنانکه در عبد و رب و شخص و عکس
و در مقابلۂ ثالث وہمی و فرضی چنانکه
در باری و شریک باری۔

فصل

مذہب اہل ظواہر آنست
که غیریت حقیقی است با توقف در عینیت
و آں مذہب محققین است یا ابطال آں
بجمیع وجوہ و آں مذہب عوام و مذہب ما
آنکه عینیت و غیریت ہر دو حقیقی اصطلاحی
است چه بنده مظہر حق است و مرتبۂ
خارجی و سبحانه و مخفی نیست که در مرتبۂ

مراتب خارجی کے مطابق وہی ہماری
اصطلاح میں عینیت ہے، اور
ثانی کے مقابلہ میں کہ مُراد تغایر سے
ہے وجہ ثانی کے مطابق اس میں
دو درجے معتبر ہیں جیسا کہ عبد اور
رب میں اور شخص اور عکس میں، اور
ثالث کے مقابلہ میں وہمی اور فرضی ہے
جیسا کہ باری اور شریک باری میں۔

فصل

اہل ظواہر کا مذہب
یہ ہے کہ غیریت حقیقی ہے عینیت
میں توقف کے ساتھ اور وہ محققین
کا مذہب ہے۔ یا اس کا ابطال،
تمام صورتوں میں اور وہ عوام کا مذہب
ہے۔ اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ
عینیت اور غیریت دونوں حقیقی
اصطلاحی ہیں کیونکہ بندہ حق کا مظہر
ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا مرتبۂ
خارجی ہے، اور یہ پوشیدہ نہیں ہے
کہ شئی کے مرتبہ خارجی اور شئی میں

خارجی بشئی و شئی بوجہی عینیت
اصطلاحی حقیقی ست و بوجہی غیریت
حقیقی اصطلاحی و ملاحدہ خذلہم اللہ
منکر این دو وجہ و مثبت وجہ واحد باد عای
اینکہ ملحوظ عینیت حقیقی ست بمعنی
اول و متحد بودن مرتبۂ داخلی و خارجی
وقول ایشان صریح البطلان است
چہ برین تقدیر لازم می آید اتحاد قدیم
و حادث بے تغایر و خلط قدم و
حدوث و اتصاف قدیم بصفات
نقص و زوال و حادث بصفات کمال
و ابطال شرع و مذہب صوفیہ رحمہم اللہ
آنکہ عینیت حقیقی اصطلاحی ست

ایک وجہ سے عینیت حقیقی اصطلاحی
ہے۔ اور ایک وجہ سے غیریت
حقیقی اصطلاحی ہے اور ملاحدہ
اللہ اُن کی مدد نہ کرے، ان دونو
وجہوں کے منکر ہیں اور ایک وجہ کو
ثابت کرتے ہیں، اس دعوے کے
ساتھ کہ ملحوظ عینیت حقیقی ہے
معنی اول میں اور مرتبۂ داخلی اور
خارجی کے متحد ہونے میں اور ان کا یہ
قول صریح طور پہ باطل ہے، کیونکہ
اس تقدیر پہ لازم آتا ہے، قدیم
اور حادث کا اتحاد بغیر تغائر کے
اور قدم اور حدوث کا مل جانا
اور قدیم کا متصف ہونا نقص و زوال
کی صفات کے ساتھ حادث کا متصف
ہونا صفات کمال کے ساتھ شرع
کو باطل کرنا، اور صوفیہ رحمہم اللہ
کا مذہب یہ ہے کہ عینیت حقیقی
اصطلاحی ہے تیسرے معنی
میں اور غیریت اعتباری

بمعنی ثالث و غیریت اعتباری و وہمی و فرضی بقول مشہور پس عینیت در قولِ ایشاں شامل عینیت و غیریت معًا در قولِ ما خواہد بود پس مآل قول ایشاں و ما متحد بود نہ متغائر، مگر بحسب اصطلاح لیکن کیفیت غیریت در قول ایشاں مجہول ست باآنکہ مبنای شریعت ست و سبب تمیز در رب و عبد و برای ہمیں مطالعۂ کتب ایشاں موجب ضلال و اضلال است و قول ما اتم و اخص و مفید مراد چناں کہ باید و شاید و موافق اہلِ ظاہر بیک وجہ ثابت باجماع

وہمی اور فرضی ہے مشہور قول میں پس عینیت ان کے قول میں عینیت اور غیریت دونوں کو شامل ہے اور ہمارے قول میں بھی ہوگا۔

پس ان کے اور ہمارے قول کا مآل متحد ہوگا۔ نہ متغائر مگر اصطلاح کے اعتبار سے، لیکن غیریت کی کیفیت ان کے قول میں مجہول ہے باوجودیکہ بنائی شریعت ہے اور رب اور عبد کے درمیان تمیز کرنے کا سبب،

اسی وجہ سے ان کی کتابوں کا مطالعہ گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کا باعث ہے۔ اور ہمارا قول پورا اور خاص اور مراد کے مفید ہے جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ اور اہل ظاہر کے ایک وجہ سے موافق ہے۔

باعدم زوال آں ابداً و مانع از شرک
جلی اعنی غیریت و موافق صوفیہ بیک
وجہ کہ کل مقصود الشّان است و مانع
از شرک خفی اعنی عینیت پس قول
ماہم موافق قول اہل ظواہر بود و ہم
موافق قول اہل باطن حاصلش
آنکہ ہر عینیتی کہ زبان زد عُرفاء است
شامل مذہب ما و اہل ظواہر پس
غیریت در مقابلہ آں خبر بر شریک
باری صادق نخواہد آمد پس باتفاق
وہمی و فرضی بود و ہر غیریتی کہ منسوب
باہل ظواہر بود شامل مذہب ما است
پس عینیت در مقابلہ آں بالاتفاق

اجماع سے ثابت ہے اس کے
عدم زوال کے ساتھ ہمیشہ، اور
شرک جلی سے مانع ہے یعنی غیریت
اور صوفیہ کے موافق ہے ایک
حیثیت سے مانع ہے یعنی عینیت،
پس ہمارا قول اہل ظاہر کے قول
کے موافق بھی ہے اور اہل باطن
کے قول کے موافق بھی، اس کا
حاصل یہ ہے کہ ہر وہ عینیت جو
عُرفاء کی زبان پر جاری ہے ہمارے
ہمارے اور اہل ظواہر کے مذہب کو
شامل ہے۔ پس غیریت اس خبر کے مقابلہ
میں شریک باری پر صادق نہیں آئیگی۔
پس بالاتفاق وہمی اور فرضی
ہوگی

اور ہر وہ غیریت کہ اہل ظواہر
کی جانب منسوب ہے ہمارے مذہب
کو شامل ہے۔

پس عینیت اس کے مقابل
میں بالاتفاق حقیقی ہوگی۔

حقیقی بود اما عینیتی کہ منسوب بما
ست متفق علیہ صوفیاست رحمہم اللہ
تعالیٰ و غیریت منسوب بما متفق
علیہ اہل ظواہر اما تفارق صوفیہ از
اہل ظواہر در یں معنی است کہ ایشان غیر
را نیز عینیت قرار دادہ اند چہ شخص و
عکس و ظل و ذی ظل نزد ایشان متحد
بود نہ متغایر زیرا کہ اعتبار تغایر در شریک
باری کردہ اند و بس نزد اہل ظواہر
و نہ نزد ما بوجہی و تفارق اہل ظواہر
از صوفیہ باین معنی کہ ایشان عینیت را
نیز غیریت دانستہ اند چہ در مثالین
سابقین نزد ایشان تغایر صرف است

لیکن عینیت جو ہم سے منسوب ہے
صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا متفق علیہ
ہے اور غیریت جو ہم سے منسوب
ہے اہل ظواہر کا متفق علیہ ہے۔
لیکن صوفیہ کا اہل ظواہر اور ہمارے
درمیان فرق اس معنی میں ہے
کہ ان لوگوں نے غیریت کو بھی
عینیت قرار دیا ہے کیونکہ شخص
اور عکس اور ظل اور ذی ظل
ان کے نزدیک متحد ہے نہ متغائر۔
اس لئے کہ تغائر کا اعتبار
شریک باری میں کیا ہے اور بس۔
نہ اہل ظواہر کے نزدیک اور نہ
ہمارے نزدیک ایک صورت سے۔
اور اہل ظواہر کا صوفیہ اور ہمارے
درمیان فرق اس معنی میں ہے، کہ
انہوں نے عینیت کو غیریت جانا ہے۔
کیونکہ پہلی دو مثالوں میں ان کے نزدیک
صرف تغائر ہی ہے اور بس۔

ولیس آنہ نزدِ صوفیہ و ما بوجہی۔
وتفارق ما از صوفیہ و اہل ظواہر،
باین معنی کہ ما در غیریت شریک اہل
ظواہریم چہ ایشاں مراتب خارجی را غیر
می شمارند و تحقیق ما نیز ہمیں است و
در عینیت شریک صوفیہ چہ ایشاں مراتب
خارجی را عین می پندارند و تحقیق ما
نیز ہمیں۔ اما اعتباری کہ در قولِ صوفیہ
واقع شدہ ہر دو چیز اطلاق می تواں
کرد یکے منسوب باعتبار معتبر و ھی
الاشھر وقد تقدم ذکرہ و دیگر
منسوب باعتبار ثابت در واقع چنانکہ
انعام زید کہ باعتبار سخاوت است
و امساک عمرو کہ باعتبار بخل است

نہ صوفیہ اور ہمارے نزدیک ایک صورت سے۔
اور ہمارا، صوفیہ اور اہل ظواہر کا فرق
اس معنی میں ہے کہ ہم غیریت میں اہل
ظواہر کے شریک ہیں۔ کیونکہ یہ
لوگ مراتب خارجی کو غیر شمار کرتے
ہیں اور ہماری بھی تحقیق یہی ہے،
اور عینیت میں صوفیہ کے شریک ہیں
کیونکہ یہ لوگ مراتب خارجی کو
عین سمجھتے ہیں اور ہماری بھی
تحقیق یہی ہے۔ لیکن وہ اعتباری
کیونکہ جو صوفیہ کے قول میں واقع
ہوا ہے اس کا دو چیز پر اطلاق
کر سکتے ہیں ایک اعتبار معتبر کی
جانب منسوب کرتے ہوئے اور
وہ مشہور ہے اس کا ذکر
پہلے آچکا ہے اور دوسرا واقع
میں ثابت ہونے اعتبار سے
منسوب کرتے ہوئے جیسا کہ زید
کا انعام سخاوت کے اعتبار سے
ہے اور عمر کا روکنا بخالت کے

فعلی هذا در قول ما و ایشاں تفاوت لفظ است نہ معنی، پس بر تقدیر معنی اول ما غیریت حقیقی از اہل ظواہر کردیم چہ تقلید ایشاں ایمانست و بر تقدیر معنی ثانی اعتباری را بحقیقی تفسیر کردیم برای توضیح مقصود دفعاً للضلال والاضلال۔

اعتبار سے ہے۔ پس اس بنا پر ہمارے اور ان کے قول کے درمیان لفظی فرق ہے حقیقی نہیں، پس معنی اول کی تقدیر پر غیریت حقیقی ہم نے اہل ظواہر سے لی ہے کیونکہ ان کی تقلید ایمان ہے۔ اور دوسرے معنی کی تقدیر پر ایک اعتباری کو حقیقی سے ہم نے تفسیر کی مقصود کی توضیح کے لئے گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کو دفع کرنے کیلئے۔

فصل بداں کہ عینیت و غیریت ہر دو ثابت است در واقع پس حقیقی است و ہر یکے منسوب باعتبارے پس اعتباریست و مضاف بوجود او سبحانہ پس اضافی است یا غیریت بجمیع وجوہ علماً و شہوداً و کذا عینیت چنانکہ

فصل جانو کہ عینیت اور غیریت دونوں واقع میں ہیں پس حقیقی ہیں اور ہر ایک اعتبار سے منسوب پس اعتباری ہیں اور حق سبحانہ کے وجود کے ساتھ منسوب، پس اضافی ہیں یا غیریت تمام وجوہ سے علماً اور شہوداً اور اسی طرح عینیت جیسا کہ اہل ظاہر کے نزدیک ہیں۔

نزد اہل ظواہر پس وہمی و فرضی
است پس اگر ہر دو را حقیقی گوئیم، یا
اعتباری یا اضافی یا وہمی و فرضی یا
عینیت حقیقی و غیریت اعتباری، یا
اضافی یا وہمی و فرضی یا عکسی درست
خواہد بود۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد
اذ ھدیتنا وھب لنا من
لدنک رحمۃ انک انت
الوھّاب ۵

پس وہمی اور فرضی ہیں پس اگر
دونوں کو ہم حقیقی یا اعتباری، یا
اضافی یا وہمی اور فرضی یا عینیت
حقیقی اور غیریت اعتباری یا
اضافی یا وہمی اور فرضی یا عکسی
کہیں تو درست ہوگا۔

اے رب ہمارے، ہمارے
دلوں کو نہ پھیر بعد اس کے کہ
تو نے ہمیں ہدایت دی، اور ہم
کو اپنے پاس سے رحمت بخش۔
بے شک تو ہی دینے والا ہے۔

رسالہ مظہر کل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مظہرے کہ ہمہ اوست
و نے ہمہ او و مظہرے کہ ہمہ اوست و
نے ہمہ او و مظاہر یکہ ہر یکے از ایشاں
ہم ہمہ وست و ہمہ او و ہم نے
ہمہ او و ہمہ او۔

امّا بعد بداں کہ ذات حق
سبحانہ و تعالیٰ وجود صرف است
و خارج ذات او عدم محض لیکن
عدم بسبب لطافت و بہائے ذات
عکس آئینہ مصفا پیدا کردہ پس ذات

وبہ نستعین

تمام خوبیاں اسی مظہر کیلئے ہیں کہ
تمام وہ ہے اور تمام وہ نہیں ہے
اور ایسا مظہر جو تمام وہ ہے اور تمام
وہ نہیں ہے اور تمام وہ
اور تمام وہ نہیں ہے۔

حمد اور صلوٰۃ کے بعد جانو کہ حق
سبحانہٗ و تعالیٰ وجود صرف (بحت)
ہے اور اس کی ذات کے خارج
عدم محض ہے لیکن عدم ذات کی
لطافت اور رونق کے سبب سے
روشن مصفی آئینے کا عکس پیدا
کر گیا۔ پس حق سبحانہٗ و تعالے

او سبحانہ با جمیع مراتب خود منعکس شدہ وذاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با جمیع مراتب ظاہر گشت و درعدم منعکس شدہ وذوات ہژدہ ہزار عالم با جمیع صفات پیدا گردید پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ حق باشد و مظہر خلق وبرای ہمیں فرمودہ انا من نور اللہ و کل شیئ من نوری وہر فردی از خلق مظہر حق بوساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہ بزرگ یا خورد۔ پس کوہِ عظیم وخردل ہم برابر یکدیگر اند باعتبارِ مراتب اگر او سبحانہ بہ کمال

کی ذات اپنے تمام مراتب کے ساتھ منعکس ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام مراتب کے ساتھ ظاہر ہوئی اور عدم میں منعکس ہوئی اور اٹھارہ ہزار عالم کی ذوات تمام صفات کے ساتھ ظاہر ہوئی۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالٰی کے مظہر اور خلق کے مظہر ہوئے۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے ہوں، اور ہر شئی میرے نور سے ہے، اور ہر فرد مخلوق میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے حق تعالٰی کا مظہر ہے۔ خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ پس ایک بڑا پہاڑ اور رائی کا دانہ مراتب کے اعتبار سے ایک دوسرے کے برابر ہیں۔

قدرت خود بہ ہیئت کبیر و صغیر پیدا کردہ و ہر مرتبہ از مراتب او سبحانہ جامع جمیع مراتب و ہم چنیں ہر مرتبہ از اں مراتب کہ در مراتب مندرج است و ہر مرتبہ از اں مراتب کہ در مراتب مندرج فیہ مندرج است و ہم بریں قیاس تا مالا نہایۃ لہ و مظہر موافق مظہر است پس در ہر ذرہ از ذرات عوالم عالمی از ثریٰ تا عرش موجود بود و ہم چنیں ہر ذرہ از ذرات مندرج فیہ و ہم بریں قیاس تا مالا نہایۃ لہ بر قیاس سابق و دلیل قاطع بریں بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دانہائے

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی کمال قدرت سے چھوٹی اور بڑی شکل پیدا کیا اور حق سبحانہ و تعالے کے مراتب میں سے ہر مرتبہ تمام مراتب کا جامع ہے اور ایسا ہی ہر مرتبہ ان مراتب میں سے جو مراتب کے اندر مندرج ہے اور ہر مرتبہ ان مراتب میں سے جو مندرج فیہ مراتب میں مندرج ہیں ۔ اور اسی طرح سے بے نہایت تک قیاس کریں۔ اور مظہر مظہر کے موافق ہے ۔ پس ہر ذرہ میں ذرات عوالم سے ایک عالم تحت الثریٰ سے لیکر عرش تک موجود ہے اور ایسے ہی ہر ذرہ ذرات مندرج فیہ سے ہیں۔ اسی طرح بے نہایت تک ، پہلے کی طرح قیاس کر لیں اور اس پر مستحکم دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خشخاش را در شب معراج و ظهور
اولیاء و ملائک و اجنّہ بصور متنوعہ
و مس و بزر کردن کیمیا گر با وجود
بطلان قلب حقیقۃ و لفظ ملکوت
کل شیئ در قرآن مجید اشارت
بدین معنی است

گر یک قطرہ را دل بشگافی
برون آید ہزاراں بحر صافی

و ایں را در عرف صوفیہ رحمہم اللہ
مسئلہ اندراج و کل شیئ فی
کل شیئ می گویند

گویند کہ ہر چیز کہ موجود بود
محدود بود او بعقل مشہود بود
ہر گاہ کہ باشد ہمہ شیئ در ہمہ شیئ
انصاف بدہ چگونہ محدود بود

کا خشخاش کے دانوں کو شب معراج
میں دیکھنا اور اولیاء اور ملائک اور
اجنّہ کا ظہور مختلف قسم کی صورتوں
میں، اور کیمیا بنانے والے کا
تانبے کو زر بنانا قلب حقیقۃ کے
بطلان کے باوجود اور ملکوت کل شیئ
(ہر شیئ کا ملکوت) کا لفظ قرآن میں
اسی معنی میں ہے

اگر ایک قطرہ کے دل کو چیرے
اس سے ہزاروں پاکیزہ سمندر
نکلیں۔

اور اس کو صوفیہ کی اصطلاح
میں مسئلہ اندراج اور کل شیئ فی
کل شیئ کہتے ہیں (یعنی ہر شیئ
ہر شیئ میں ہے)

کہتے ہیں کہ ہر چیز جو موجود ہے
محدود ہے عقل میں مشہود ہے۔
جس وقت ہر شیئ ہر شیئ میں ہو گی
انصاف کرو کہ وہ کس طرح
محدود ہوگی۔

لیکن نام باعتبار غلبۂ مرتبہ از مراتب
است مثلاً انسان اگرچہ جامع جمیع
مراتب ست امّا بسبب غلبۂ انسانیت
او را انسان می خوانند پس ثابت
شدہ کہ ہر ذرّہ از عوالم عالمی بے نہایت
است وہمہ چیز دروے موجود است
چنانچہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
فرمود اتحسب انك جرم صغير وفيك
انطوى العالم الكبير (انطوی عالم اکبر)
پس در مظہر بودن احتیاج بدیگری
نخواہد داشت مثلاً پسر در مظہر بودن
غیر محتاج پدر و مادر ست اگرچہ وجود
ایشان غالباً برای تربیت ضرورت

لیکن نام مراتب میں سے کسی مرتبہ کے
غلبہ کے اعتبار سے ہے مثلاً انسان اگرچہ
تمام مراتب کا جامع ہے لیکن مرتبۂ
انسانیت کے غلبہ کے سبب سے اس کو
انسان کہتے ہیں۔
پس ثابت ہوا کہ ہر ذرہ عوالم
میں سے ایک بے نہایت عالم ہے
اور تمام چیزیں اس میں موجود ہیں۔
چنانچہ امیر المومنین علی کرم
اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کیا تم یہ
گمان کرتے ہو کہ بے شک تم ایک
حقیر جسم ہو حالانکہ تمہارے اندر
ایک بہت بڑا جسم سمایا ہے (پوشیدہ ہے)
پس مظہر ہونے میں دوسرے
کی حاجت نہیں رکھے گا۔ مثلاً
لڑکا مظہر ہونے میں ماں اور
باپ کا محتاج نہیں ہے اگرچہ
ان کا وجود اکثر تربیت کے لئے
ضروری ہے اور ایسا ہی درخت

وہمچنین شجر نسبت بہ تخم و امثال و جسم آدم علیہ السلام با خاک نیز ہم برین قیاس است اگرچہ وجودِ خاک برای جسم ضرور بود پس معلوم شد کہ جسم آدم علیہ السلام دیگرست و خاک دیگر و توہم تجزی باطل است و در کلام مجید خلقت جسم آدم علیہ السلام از خاک محمول بر اخراج مراتب جسم است از خاک و برای ہمین گفتہ اند کہ آفریدن او سبحانہ جمیع اشیاء را بلا مادہ است و نیز گفتہ کہ حشر اشیاء بہ جمیع مراتب است پس اگر گوئیم جسم آدم علیہ السلام از خاک آفریدہ شدہ تخلیق جسم او محتاج بہ مادہ

تخم اور اس کے جلیبے کی جانب نسبت کرتے ہوئے اور آدم علیہ السلام کے جسم کو بھی خاک کے ساتھ اسی قیاس پہ ہے اگرچہ خاک کا وجود جسم کے لئے ضروری ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کا جسم دوسرا ہے اور خاک دوسری ہے اور اجزاء ہونے کا وہم باطل ہے اور کلام مجید میں آدم علیہ السلام کی خاک سے پیدائش خاک سے جسم کے مراتب لانے پہ محمول ہے۔ اور اسی وجہ سے لوگوں نے کہا ہے، حق تعالیٰ کا اشیاء کو پیدا کرنا بے مادہ کے ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اشیاء کا حشر تمام مراتب کے ساتھ ہے۔ پس اگر میں یہ کہوں کہ آدم علیہ السلام کا جسم خاک سے پیدا کیا گیا تو ان کا جسم مادہ کا محتاج ہوا۔ اور اس کے ساتھ

خواہد بود معہذا جسم آدم علیہ السلام
درحشر با تمام اجزاء محشور خواہد گشت
پس حشر خاک بجمیع اجزاء ممتنع بود
یا خاک بتمام اجزاء محشور خواہد گشت
پس جسم آدم علیہ السلام موجود نباشد
واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجع والمآب ۔ تمّ کتاب

ساتھ آدم علیہ السلام کا جسم
حشر میں تمام اجزاء کے ساتھ محشور
ہوگا ۔

پس خاک کا حشر تمام اجزاء کے
ساتھ ممتنع ہوگا یا خاک تمام کے
ساتھ محشور ہوگی ۔

پس آدم علیہ السلام کا جسم موجود
نہ ہوگا ۔ اللہ ہی بہتر جاننے والا
ہے اور اسی کی جانب لوٹنا اور
ٹھکانا ہے ۔

یہ رسالہ چونکہ اس میں عبارت مکمل نہیں ہے اور اس کا اصل نسخہ تلاش کیا گیا۔ لیکن فی الحال نہ مل سکا۔ لہٰذا ترجمہ چھوڑ دیا گیا۔ اگر اصل نسخہ مل گیا تو انشاء اللہ عبارت ملا کر ترجمہ پیش کر دیا جائے گا۔ ۱۲

رسالہ حلال در حلِ مسئلہ عینیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وبہٖ نستعین

الحمد لعین غیرہٖ عینہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ غیر غیرہ وعینہ عینہ۔ امّا بعد ایں رسالہ الیست مسمی حلال در حل مسئلہ عینیت وغیریت راہبر شود وحلال مشکلات گردد۔ **فصل** بداں کہ عینیت در عُرف اہلِ ظاہر منحصر در مراتب داخلی ست وبس وآں عبارت از خبر بالبعض شیٔ باعدم انفکاک ازاں در اصل چنانکہ در زید واعضاء زید وصفات او وغیریت در مراتب خارجی چنانکہ در شخص وعکس پس ہر دو موضوع لہ ایشاں بود، و در عرف عُرفاً شامل مراتب داخلی وخارجی معاً وغیریت منحصر در شریک باری وبس پس ہر یکے موضوع لہ ایشاں بود واستعمال ہر یکے در دیگرے مجاز پس ثابت شد کہ استعمال غیریت اہلِ ظاہر در عرف عرفاً مجاز بود نہ حقیقت

وہمچنیں استعمال عینیت عرف عرفاء در عرف اہل ظاہر پس اگر اہل ظاہر
موضوع لہ عرفا را بعرف خود ذکر کنند مجاز بود لا غیر وکذا بالعکس وہمچنیں
غیریت پس لازم آمد تناقض و تضاد بحسب یک عرف نہ عرفین پس
ظاہر شد کہ ہر مسلکے صحیح است نہ فاسد و فساد در اختلاط است، نہ
انفراد امّا نظر بظہور موضوع لہ ثانی اول در موضوع ثانی وعدم تمیّز بین ،
موضوع لہ و ثانی اول در ثانی بحیثیت کہ در یکے از موضوع لہ اول و ثانی
تمیز شافی میسّر گردد توہم ضلال و اضلال بود پس حضرت مرشدنا
شیخ محمد مخدوم القادری بیان فرمود کہ ہر غیریتے کہ اہل ظاہر در فرد
ثانی عرف عرفا مشاہدہ می کنند واقعی است وہر واقعی حقیقی پس قول
آں حضرت رضی اللہ عنہ موافق عرف عرفاء بود نہ مخالف مگر لفظاً لیکن
قول شیخ ما اتم و اخص و مفید مراد و مطابق۔

اجماع فہو الاولیٰ کما لا یخفی۔ العلم شیٔ
لطیف لا یوتاہ الا عبد لطیف

ف لاولیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمک نامہ

وبہ نستعین

ثنا کی نمک سوں کیا ہیں شروع ‏ ‏ ‏ کہ ہووے نمک خواہ کا یہاں رجوع
بھی لیوے یقیں سوں نمک نعت کا ‏ ‏ ‏ نمک راز کا اوس ستی ابتدا
کیا ہے جو قرآنی نمک کا بیاں ‏ ‏ ‏ یہاں گوش رکھ راز یو سُن عیاں
نمک پیٹ میں ہے نمک راز کا ‏ ‏ ‏ نمک ہے او عُشّاق کی سازنہ کا
جو کوئی یو نمک شوق لینے آئے ‏ ‏ ‏ نمک ذوق میں اپنے کوں کنوائے
نمک بیخودی میں رہے مستِ حق ‏ ‏ ‏ نمک راز کا او اچھے مستحق
مقید نمک او سکون مطلق دسے ‏ ‏ ‏ نمک بیچ اطلاق کی من لبسے
نمک راز کا جو دکاندار ہے ‏ ‏ ‏ نمک پیٹ آوی تو ہُشیار ہے
جو ہے سایۂ بحر و بر و فلک ‏ ‏ ‏ تو درکار ہے اوس کے تئیں یو نمک
لیا جن نمک یو نمک دار ہے ‏ ‏ ‏ نمک دار دلبر یو بلہار ہے
اِتا یہاں نمک کیا ہے کو تا بیاں ‏ ‏ ‏ کہ ہووے نمک خواہ پہ سب عیاں
اول ہی نمک اسم مطلق پچھان ‏ ‏ ‏ کہ او راز طالب کو کرتا بیاں
جو عشّاق ہیں عارفِ رازداں ‏ ‏ ‏ او نو پہ ہے اسرارِ اسماء عیاں
جو سننے میں آتا سو سب اسمِ حق ‏ ‏ ‏ جو کہنے میں جاتا سو سب اسمِ حق
بھی موجود و ملفوظ و مکتوب سب ‏ ‏ ‏ بھی معلوم و محظور سب اسم رب
جو طالب کتیں یوج ایسا ہُوا ‏ ‏ ‏ ہُوا اسم حق میں ہمیشہ فنا
تو توحیدِ اسمی کا صاحب ہُوا ‏ ‏ ‏ او یک اسم کوں دیکھتا ہے سدا
مقید و مطلق ہے ہی اللہ نام ‏ ‏ ‏ اسے دیکھنا سب میں اسکا ہی کام
نمک اسمِ مطلق کا پورا ہُوا ‏ ‏ ‏ او یک شہر دانش کا پورا ہوا

نمک فعل مطلق کا کرنا شروع ۔ نمک خواہ کا اوس پو ہوئے رجوع
لیو ہر چیز سے ہے فعل اللہ کا ۔ کرے فعل میں اس اپس کوں فنا
ہووے اس اُپر کشف اسرار کا ۔ اچھے فعل میں سببِ کرتار کا
نمک ہی تو ہے فعل اللہ کا ۔ ملک ہی تو ہے فعل اللہ کا
زمان و زمیں فعل اللہ کا ۔ مکان و مکیں فعل اللہ کا
فنا ہو کو توحید فعلی بوجے ۔ اس عارف کوں یک فعل مطلق سجے
نمک فعل مطلق کا سارا ہوا ۔ نمک خواہ پر آشکارا ہوا
اتا لیو مطلق صفت کا نمک ۔ صفت بوجے حقی زمیں ہور فلک
ہر یک شیٔ سوں ہے جلوہ گر او صفت ۔ کُل وی سوں ہے جلوہ گر او صفت
جماد و نبات و بشر او صفت ۔ گل و غنچہ شاخ و شجر او صفت
فنا فی الصفت کر اپس ذات کوں ۔ گذر جاوے صفتاں کی اثبات سوں
کہ توحید صفتی کوں پوجھا اُنے ۔ دیکھے یک صفت کوں او عالم منے
نمک لیکو مطلق صفت کا یہاں ۔ نمک ذاتِ مطلق کا لیوے یہاں
نمک ذاتِ مطلق کا یوں ہے بیاں ۔ دیکھے ذاتِ مطلق کوں ہر جا عیاں
فلک ذات ہے ہور زمیں ذات ہے ۔ مکاں ذات ہے ہور مکیں ذات ہے
جدہر دیکھتا ہے تو ذاتی دسے ۔ اس عاشق کا نت ذاتمیں میں بسے
جو دیکھا تو او دیکھنا ذات کوں ۔ اسے کام ہے رات دن ذات سوں
کہ مسموع و منظور اسی ذات ہے ۔ کہی ملفوظ و محظور اسی ذات ہے
فنا کر کو اس ذات میں سب ذوات ۔ او سب سوں گذر جا ہوا عین ذات
کہ توحید ذاتی کوں او پوپچ کر ۔ او یک ذات دیکھا ہے ہر شیٔ بھتر
فنا چار کی یو نمک چار ہیں ۔ نمک خواہ کون سب یو درکار ہیں
جو عارف کہ پاوے فنای کمال ۔ نمک پانچویں سوں کرے مکھ کوں لال
نمک پانچویں کا یہاں لا لہری ۔ تو چاروں نمک اس سوں ہوویں کہری

نمک پانچویں بن نہیں ہے کمال
نمک پانچواں لے اپس کوں سنبھال

نمک پانچویں کا اتا سُن بیاں
کہ کرتا ہوں یو راز تجھ پر عیاں

فنا ہووے او لافنا کے سنگات
تو کامل سو یو بوج مشکل ہے بات

فنا لا فنا ہور بقا لابقا
جو پہونچیا یہاں رب کا دیکھیا لقا

لقا دیکھ نا آپ کوں کم کرے
کہ جینیا اچھے ہور خودی سوں مرے

رسولِ خدا سرورِ انبیاء
کہے یوں اِس عرفان کا انتہا

مرو تم یو مرنے کے آگے یقیں
کہ کامل ہوے تم کوں دین متیں

خلاصہ سخن کا سمجھ اے عزیز
یکن کوں میری خواب کرتوں تمیز

جو پہونچیا ہے طالب بفضلِ خدا
یہاں جمع اضدا دمیں رہے سدا

ہے رب عبد نا عبد رب ہے سدا
کرے اس نمک کے اوپر انتہا

ہے عرفان میں بوج کامل یہی
یو بوجکر اچھے بندگی میں صحی

فنا پانچواں پاکو کامل اچھے
فنا لا فنا کے مقابل اچھے

ہے رب عبد، عبد رب ہے یقیں
نہ رب عبد، نا عبد رب اس مبیں

جو کوئی اس سمجھ بیچ عارف ہوا
او ہر شئی میں حق کا مکاشف ہوا

او بندہ ہُوا بندۂ حق نُما
او جینے کیا خود کوں حق بیچ فنا

یہاں پہونچ کر حق رسیدہ ہُوا
امر بیچ مولا کے سیدا ہُوا

نہ بندہ نہ حق اس کا ہے مرتبا
یو رتبہ اُسے حق فضل سوں دیا

ہوا فضلِ حق پر نمک یو تمام
نمک خواہ کوں فضلِ حق سوں ہے کام

کیا ختم میں یو نمک کا کلام
بحقِ محمد علیہ السلام

یہ رسائل معہ ترجمہ ۱۰ رشعبان المعظم ۱۳۸۶ھ م ۲۴ رنومبر ۱۹۶۶ء کو محمد عبد المتین کے بیگلرک توی پریس بنگلور ۱ سے طبع ہوکر شائع ہوئے ۔